

علم الانسان بالعرفان

ڈاکٹر ذاکر حسین لاٹیف پوری
جامعہ عربیہ اسلامیہ
نئی دہلی

سہ ۱۹۵۲ء
شمارہ ۱۶
جلد داخلہ ۱۶۱۱

Call No. 501.920954
168G1;4

Acc. No.

Date of release

A sum of 5 Paise on general books and 25 P.
on text-books per day, shall be charged for books
not returned on the date last stamped.

--	--	--

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
ایکڈمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۲ و ۱۳ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ ع کو

بہ زبان ہندی

دائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شکر ہیرا چند اوجھا
نے دئے

مترجمہ

ملشی پریم چند

الہ آباد

ہندوستانی ایکڈمی ' پی - پی -

ع ۱۹۳۱

محمد عارف رحمانی

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.
Allahabad.

FIRST EDITION

Price, Rs **6/5.**

Printed by Dildar Ali
at the **HINDUSTAN PRESS,**
3, Prayag Street, Allahabad.

فہرست مضامین

پہلی تقریر

صفحہ

مذہب اور معاشرت

۱	بودھ مذہب
۲	بودھ دھرم کا آغاز اور اشاعت...
۲	بودھ دھرم کے عقائد ✓
۴	بودھ دھرم کا زوال
			بودھ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہاپان
۷	فرقہ کی ابتدا...
۸	بودھ دھرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات
۹	جہن دھرم ✓
۱۰	جہن دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ہندو دھرم
۱۱	جہن دھرم کے خاص عقائد ..
۱۲	بودھ اور جہن دھرم کا فرق ✓
۱۳	جہن دھرم کے فرقے
۱۴	جہن دھرم کہوں نہیں مقبول ہوا ✓
۱۴	جہن دھرم کا عروج اور زوال ✓

۱۶	بہمن دھرم
۱۷	برہمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج
۱۸	ویشنو فرقے کا آثار
۱۹	ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت
۲۰	رامانج آچاریہ کا فرقہ وششت اُدویت
۲۱	مدھوا چاریہ اور ان کا فرقہ
۲۲	ویشنو کی مورتیں
۲۳	شیو فرقہ
				شیو فرقے کی مختلف شاخیں اور ان کے
۲۵	اصول
۲۹	دکھن میں شیو فرقے کی پرچار
”	برہما کی مورتی
۳۱	تیلوں دیوتاؤں کی پوجا
”	شکتی پوجا
۳۲	کرل مت
۳۳	گلیہس پوجا
۳۴	اسکند پوجا
”	سورج پوجا
۳۷	دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں
۳۸	ہندو دھرم کے عام ارکان
۴۱	کمارل بہت اور شکر آچاریہ

۴۲	شکر اچاریہ اور ان کا مت
۴۴	مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر
۴۶	ہندوستان میں اسلام کا آغاز
۴۷	تمدنی حالت
۴۹	پرہیزوں کی ذاتیں
۵۲	چھتری اور ان کے فرائض
۵۴	ویس اور ان کے فرائض
۵۵	شودر
۵۶	کایستہ
۵۷	انجم
۵۸	برہمنوں کا باہمی تعلق
۵۹	چھوت چھات
۶۰	ہندوستانوں کی دنیاوی زندگی
۶۱	پوشاک
۶۵	زہور
۶۶	فدا
۶۹	غلامی کا رواج
۷۱	توہمات
۷۳	اطوار
۷۵	ہندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ
۷۶	عورتوں کی تعلیم

صفحہ

۷۷	پردہ
۷۹	شادی
۸۰	رسم سستی

دوسری تقریر

۸۳	ادبیات
۸۴	سلسلہ ادبیات کی ارتقائی رفتار
۸۵	اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں
۸۹	مجموعہ لطائف و ظرائف
۹۰	تصانیف نثر
۹۳	چمپو
۹۴	ناتک
۹۶	لہجہ صفائے لغت و فقہ اراکین ادب
۹۷	ادبیات پر ایک سرسری نظر
۹۸	ویاکرون
۱۰۰	لغت
۱۰۱	فلسفہ
۱۰۲	نہائے درشن
۱۰۶	ویشیشک درشن
۱۰۷	سانکھیہ
۱۰۹	یوگ
۱۱۰	پورب مہانتسا

صفحہ

۱۱۲	اثر مہمانسا
..	شکر اچارہ اور ان کا ادویت واد (نوحید)
۱۱۵	رامانج اور ان کا وششت ادویت
۱۱۶	مادہوا چاریہ اور ان کا ادویت واد
۱۱۷	چارواک
..	بودھے فلسفہ
۱۱۸	جہن درشن
۱۱۹	اس زمانے کی علمی ترقی پر سرسری نگاہ
..	مغربی فلسفہ پر ہندوستانی فلسفہ کا اثر
۱۲۲	جوتھس
			سلہ ۶۰۰ ع سے سلہ ۱۰۰۰ ع تک کی فلکیاتی
۱۲۳	تصنیفات
۱۲۷	پہلت جوتھس
۱۲۸	علم الاعداد
۱۲۹	علم الاعداد کا ارتقا
۱۳۹	الجبر والمقابلہ
۱۴۰	علم النقطہ
۱۴۱	علم مثلث
۱۴۲	آپور وید
..	علم صحت کی کتابوں
۱۴۴	علم جراحی کا ارتقا
۱۴۷	مار گزیڈہ کا علاج

صفحہ

۱۴۸	علاج حیوانات
۱۴۹	علم حیوانات
۱۵۱	شفاخانے
،،	ہندوستانی آیور وید کا یورپی طب پر اثر
۱۵۴	کام شاستر
۱۵۵	موسیقی
۱۵۷	رقص
،،	سیاسیات
۱۵۸	قانون
۱۶۰	اقتصادیات
۱۶۲	پراکرت
،،	پراکرت ادبیات کا ارتقا
۱۵۳	ماگدھی
۱۶۴	شور سہلی
۱۶۵	مہاراشٹری
۱۶۶	پوشاچی
،،	آونتک
،،	اب بھرنس (مخلوط)
۱۶۸	پراکرت ویاکرن
۱۶۹	پراکرت فرهنگ
۱۷۰	جلدی ہند کی زبانیں
،،	نامل
۱۷۲	کلوی

”	تھلگو
۱۷۳	تعلیم...
۱۷۴	نالدد کا دارالعلوم
۱۷۶	جامعہ نکش شلا
۱۷۷	نصاب تعلیم

تیسری تقریر

۱۸۱	...	نظام سلطنت ، صنعت و حرفت
”	...	نظام سلطنت ...
۱۸۲	...	راجہ کے فرائض .
۱۸۳	...	نظام دیہی ...
۱۸۶	...	تعزیرات ...
۱۸۷	...	عورتوں کی سیاسی حالت
۱۸۸	...	انصرام سیاست...
۱۸۹	...	آمد و خرچ ...
۱۹۱	...	رفاء عام ...
”	...	فوجی انتظام ...
۱۹۳	...	ملکی حالت اور سیاسی نظام میں تغیر
۱۹۶	...	مالی حالت ...
۱۹۷	...	زامت اور آبپاشی کا انتظام
۱۹۹	...	تجارتی شہر ...
۲۰۰	...	تجارت کے بحری راستے

صفحہ

۲۰۱	تجارت کے خشکی راستے
۲۰۲	ہندوستانی تجارت
۲۰۳	مہلے
،،	صنعت و حرفت
،،	لوہا اور دیگر معدنیات
۲۰۶	کاپی و عہدہ کی صنعت
،،	حرفتی جماعتیں
۲۰۸	سکے
۲۱۰	ہندوستان کی مالی حالت
۲۱۱	صنعت اور دستکاری
۲۱۲	فار
۲۱۳	ملدر
۲۱۸	سبز
۲۱۹	سورتن
۲۲۲	نظریات کی ترقی
،،	نظریاتی ترقیاں
۲۲۴	فن تصویر
۲۲۴	ہندوستانی فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر
،،	ہندوستانی فن تصویر کی خصوصیت
۲۲۴	فن موسیقی
			اندکس

فہرست نقشہ جات

صفحہ	نقشہ نمبر	
۶	...	۱—ہندوؤں کا بودھ اوتار ...
۱۷	...	۲—شہس ناگ پر سوئے ہوئے وشنو
۲۲	...	۳—وشنو کی چودہ ہاتھ والی مورت
"	...	۴—وشنو جی کی تری مورتی
۲۲	...	۵—شہوجی کی تری مورتی ...
۲۵	...	۶—لکشمی (لکوتھس) کی مورت
۳۱	...	۷—برہما وشنو اور شہو کی مورتی
"	...	۸—لکشمی ناراین کی مورت ...
"	...	۹—اردھ ناریشور کی مورت ...
۳۲	...	۱۰—برہمانی (مائریکا) کی مورت
۳۵	...	۱۱—سوریہ کی مورت ...
۳۷	...	۱۲—ہم کی مورت ...
		۱۳—نو کواکب میں سے شکر ' ستیچر ' راہو اور
"	...	کہتو کی مورتیں ...
		۱۴—چھیلٹ کی انکھا پہلی ہوئی عورت کی
۶۴	...	تصویر ...
"	...	۱۵—زمینوں سے آراستہ عورت کا سر
"	...	۱۶—عورت کے سر میں ہال کی سلوار

منصہ	نقشہ نمبر
۱۵۷ ...	۷—شہر کا تاندو رقص ...
۲۱۳ ...	۱۸—ایلووا کا پہاڑی کھلاس مندر ...
۲۱۴ ...	۱۹—درارو نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھ ...
۲۱۵ ...	۲۰—درارو نمونہ کا ہندو مندر ...
۲۱۶ ...	۲۱—ہویس لہسور کے مندر کا باہری حصہ ...
۲۱۷ ...	۲۲—آریہ نمونہ کا ہندو مندر ...
۲۱۸ ...	۲۲—آہو کے چھ مندر کا گنبد اور دروازہ ...
۲۱۹ ...	۲۴—بونگر (کجرات) کے مندر کا پھانک ...

تعمید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ہندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ہندوستانی ایکاڈمی قائم کر کے قابل تعریف کام کیا ہے۔ اس ایکاڈمی نے مجھ کو سنہ ۱۹۰۰ء سے سنہ ۱۹۰۰ء یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر مہری عزت افزائی کی ہے۔ اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ہوں۔ یہ ۱۹۰۰ سال کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ہے۔

اس عہد میں ہندوستان نے مذہبی، مجلسی اور سیاسی ہر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی۔ مذہبی اعتبار سے تو اس دور کے ہندوستان کی حالت واقعی حیرت انگیز تھی۔ بودھ، جین، ہندو اور ان مذاہب کے صدہا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاہراہ ترقی پر گامزن تھے۔ کتنے ہی فرقے معدوم ہو گئے، کتنوں ہی کا ظہور ہوا۔ اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ہوا۔ ان مختلف مذاہب کی کشمکش، ترقی، یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ہے۔ اسی زمانہ میں شکر اچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ہوئے جنہوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ، چھتریوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گمت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مخصوصات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ، شمال میں بیس (ہرش) نال ، سن وغیرہ خاندان برقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آچکے تھے اور گیارھویں بارہویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم چم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکۃ الارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ، اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ، اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ، تجارت اور حرفت نیلوں ہی کی گرم بارادی بھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہ دور بہت ممتاز ہے - یورپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ہندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ہندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ، مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بادی کے علاوہ سونا ، لوہا ، کانچ ، ہاتھی دانت ، وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے ہندوستان اب سے زیادہ دولت مند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارداں میں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

دہلی مرکز دیکھ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثلویوں ، ناکوں ، افسانوں ، وغیرہ ادبی مصانیف کے علاوہ نجوم ، ریاضیات ، طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اہم اور مہتمم بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرق ریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ہے - لیکن اس کلم کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھے میں نہیں ہے - مہری منشا تھی کہ یہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ہے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور محنت نہ صرف کر سکا -

اس موضوع کو میں نے میں ابواب میں منقسم کیا ہے - پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذہبوں ، بودھ ، جہن ، اور ہندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج اور زوال ، اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات ، رسم علامی ، طور طریق ، آداب و اخلاق اور نظام ورن آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے -

دوسری تقریر میں ہندوستانی ادبیات ، یعنی لغات ، صرف و نحو ، فلسفہ ، ریاضیات ، نجوم ، طب ، سیاسیات ، مالیات ، صنعت و حرفت ، موسیقی ، فن تصویر ، وغیرہ مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے - تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت ، دیہی پنچائتوں کی برہمپ اور اُن کے اختیارات ، نظام حرب ، اور آئین انصاف ، وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے اور نیز اُس دور کی مالی حالت ، زراعت ، تجارت ، حرفت ، تجارتی راستے ، مالی فارغ البالی وغیرہ پر بھی رائے زنی کی گئی ہے - متذکرہ بالا مباحث میں ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علاحدہ تصنیف کی ضرورت ہے - صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع بعض اجمالی صورت میں ہی ہو سکتا
ہے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ
دستہاب ہوتا ہے وہ بہت قلیل ہے - خالص تاریخی
تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے
کیا گیا ہو انکاہوں پر گلی جا سکتی ہیں - ممکن ہے
اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ہوں اور حوادث
روزگار نے انہیں تلف کر دیا ہو - تاہم اُس دور کے متعلق
مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ہے - انہیں کتابوں کا
ہم یہاں مختصر ذکر کرتے ہیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ہون سانگ اور
تسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذہبی ، تمدنی ،
سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھ اندازہ ہو جاتا ہے -
چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے
سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ہیں - اُس
زمانہ کے سنسکرت ، پراکرت ، یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ
تصانیف ، ناطکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اُس زمانہ کی
بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں - قدیم سکوں کتابوں
اور نامب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگہہ و لکھہ ،
ہاریت ، وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیاںیشور کی
لکھی ہوئی یاگہہ و لکھہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسئلہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے ہمیش چندر دت کی تصنیف ’’ اے ہسٹری آف سویلایزیشن ان اینڈینٹ انڈیا ‘‘ (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ) ، سر رام کرشن بھٹاکر کی تصنیف ’’ ویشلوازم ‘ شلوازم ایڈٹ اور مائٹر رلیجنز ایڈٹ بھوویز آف دی ہندوز ‘‘ (ویشلوازم اور شلوازم فرقتے اور ہندوؤں کے فطری مذاہب اور خیالات) ، وے کمار سرکار کی تصنیف ’’ دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز ایڈٹ بھوویز آف دی ہندوز ‘‘ (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور مظاہر) ، رادھا کرشن مکرچی کی تصنیف ’’ ہرش ‘ کے ایم پٹی کار کی تصنیف ’’ دی ہرش آف قلعو ‘‘ سی وی وید کی کتاب ’’ ہسٹری آف میڈیول انڈیا ‘‘ (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ) ، میکڈائل کی تصنیف ’’ ہندوستان ‘‘ (ہندوستان ماضی) ، بریلڈرو نانہ لا کی تصنیف ’’ اسٹڈیز ان انڈین ہسٹری ایڈٹ کلچر ‘‘ (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ) ، ہریلاس ساردا کی تصنیف ’’ دی ہندو سویپراریز ‘‘ (ہندوؤں کی فطریات) ، جان گریفٹھ کی کتاب ’’ دی پبلنگز آف ایجنٹا ‘‘ (ایجنٹا کی تصاویر) ، لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف ’’ ایجنٹا فرہسکوز ‘‘

این سی مہتا کی ”استدیز ان اندین پھتنگ“ ،
 ”امپیریل گزٹیر آف انڈیا“ پروفیسر مہتدائل اور کیتھہ کی
 تصنیف ”ویدک انڈکس“ اور آفریکٹ کی کتاب
 ”کھتالوکس کھتا لوگرم“ اہمیت کی ”ہستری آف انڈیا“
 مہری تصنیف ”بھارتیہ پراچین لپی مالا“ (ہندوستان کا
 قدیم رسم الخط) ”سولنکیوں کی قدیم تاریخ“ ”راجپوتانہ
 کی تاریخ“ ، ”ناگری پرچارنی پترا“ اور ”اندین
 انٹیکویری“ ”ایپی گرافیا انڈیکا“ وغیرہ رسالے خاص
 طور پر قابل ذکر ہیں -

ہندوستانی ایکاتیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے
 میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا
 ہوں -

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے ویدک، بودھ اور جین - ساتویں صدی کے آغاز میں اترچہ بودھ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے - اس لئے ہم بودھ مذہب کی تشریح پہلے کرے ہیں -

بودھ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یکمیت وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں - گوشت خوردی کا رواج بھی کثرت سے تھا - جبکہ بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا - شاک بدسی راج کنار گوتم بدھ نے بودھ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے، برہمن، ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے - روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور سورپہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یکپلوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھ دھرم کی اشاعت محض ہندوستان تک محدود نہ رہی بلکہ ہندوستان کے باہر لٹکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھ گیا - بعد ازاں بودھ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذہبی جرش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت، چان، ملچوریا، ملگولیا، جاپان، کوریا، سپام، برما اور سائبریا کے گوش اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھ دھرم کے عائد

یہاں بودھ دھرم کے اصول اور عائد کی مجمل تشریح کے موقع نہ ہوگی - بودھ دھرم کے مطابق زندگی مادہ عم ہے، زندگی اور اس کی مسرتوں ہی تمنا اسباب عم - اسی تمنا، اسی ہوس کو فنا کر دینے سے عم کا ارالہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے -

مہاتما بدھ کے قول کے مطابق بودھ دھرم وسطیٰ راستہ ہے، یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رہنا چاہئے اور نہ فاقہ کشی، شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاہئے - ان دونوں کے بیچ میں رہنا ہی لرم ہے - خیر الامور اوسطا - دنیا اور اس کی سبھی چیزیں فانی

اور ہم انگیز ہیں - جملہ تکالیف کا باعث جہالت ہے - ضبط نفس ہی کے ذریعہ روح کا نشو و نما ہو سکتا ہے - حرص و ہوس اور جملہ خواہشات کو ترک کر دینے ہی سے تکالیف کا خاتمہ ہوتا ہے - اسی ترک خواہشات ہی کا نام نروان ہے - بہہ نروان زندگی میں بھی حاصل ہو سکتا ہے - انسان پنج ارکان کا بنا ہوا ایک خاص قسم کا مجموعہ ہے جس میں طبیعات کا درجہ اولیٰ ہے - اپنی زبان میں اسی کو روح کہہ سکتے ہیں - یہی پانچ اسکندھوں کا مجموعہ اپنے فعلوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا ہوتا ہے - اسی کو بناسنح کہتے ہیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے حقیقی عنصر میں مفسر ہو جانا ہی مہانروان ہے -

بودھہ دھرم کی سب سے بڑی خصوصیت ' اہلسا پرہم ' کا اصول ہے - کسی طرح کی ہنسنا کرنا گناہ عظیم ہے - لیکن کچھ زمانہ کے بعد ہندوستان کے باہر کے بودھوں نے اس خاص اصول کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا - اخلاقی ' ضبط اور سخاوت ہی اولیٰ قربانی ہے - بودھہ دھرم کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ خدا سے منکر ہے - عبادت الہی کے بغیر بھی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جاسکتا ہے - تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہندو دھرم کی سب سے ممتاز صفت برہمن آشرم دھرم کو نہیں تسلیم کرتا - اس کی نگاہ میں سبھی انسان ' چاہے براہمن ہوں یا شودر ' یکساں طور پر اونچے سے اونچا رتبہ حاصل کر سکتے ہیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں کرم سے کیا جانا چاہئے - بودھوں کے تین دین بدھ، سنگھ اور دھرم مائے جائے تھے -

بودھ دھرم کا راز

کئی راجاؤں کی حمایت پا کر یہ مذہب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے - ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی ہوئے یہ لیکن جس جہتوں زمانہ گذرنا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے - چینی سیاح ہسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اتھارہ فرقے ہو چکے تھے، بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محدود ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں تری تہزی سے اصطلاح شروع ہوا اور ہندو دھرم تری تہزی سے فروغ مانے لگا کیونکہ اُس فرمانرواؤں کی حمایت حاصل ہو گئی تھی -

بودھ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایاں ترقیاتی ابتدا

ترقی پذیر ہندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پورا - بہت سے بودھ بھکشوؤں نے ہندو دھرم کی کئی خصوصیتیں قبول کر لیں - اس کا نتیجہ مہایاں مت کی صورت میں کش خاندان کے راجہ کشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا - اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترف اور ضبط نفس تھا -

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صدانتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بودھ دھرم میں ایشور کی ہستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی۔ مہاتما بدھ کے بعد بودھ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گڑھست تو سنباس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھ میں آسکتا ہے اس لئے انہوں نے بھکتی مارگ کا سہارا لیا۔ مہاتما بدھ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی۔ اٹناہی نہیں، بودھی ستوں اور پیشار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیاں بننے لگیں۔ بودھ بھکشوؤں نے متاھل زندگی بسر کرتے ہوئے بھی بھکتی کے ذریعہ نروان کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا۔ اس بھکتی مارگ — مہایان — پر ہندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا۔ اس کی کچھ مثالیں نیچے دی جاتی ہیں:-

(۱) ”دھین یان“ کی کتابیں پالی میں اور مہایان

کی سلسلہ میں ہیں۔

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولی مانا

کیا ہے۔

(۳) ہمیں بان فرقتے میں بدھ معدود کی طرح پوچھ نہیں چاہے بھی لیکن مہایان ؟ فرقتے والوں نے بدھ کو معدود مذاکر ان کی پرستش شروع کر دی -

بھارت یا ہندوستان میں اس مہایان فرقتے کی خوب اشاعت ہوئی - اندھا بھی نہیں ، بودھ فلسفہ پر ہندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا - روال کی طرف جانا ہوا بودھ دھرم ہندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رہا - ہندوؤں نے بدھ کو وشنو کا ہوا اوتار مان کر بودھ عوام کی نظروں میں متواہت حاصل کی - دونوں مذہبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا ہو گئی کہ بودھ اور ہندو روایتوں میں سمیر کر سی مشکل ہوئی - اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگ بودھ دھرم کو چھوڑ کر ہندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سمی طرح کی آرا دیاں تھیں - بودھ دھرم کا اہنسا کا اصول اگرچہ دلغریب تھا ، پر قابل عمل نہ تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا ہی پڑی تھی - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے - ہندو دھرم میں یہہ قہدیں نہ تھیں اور پھر جب بدھ کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھ کے معتقدوں کا رجحان بھی ہندو دھرم کی جانب ہو گیا - نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات داری کے وجود سے ملکر رہنا مشکل تھا - اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا ہندوؤں کو بہت کھٹکتا تھا - کمار



(۱) هلندوون!کا بدھه اوتار

[راجپوتانه عجائب خانه - احمدپور]

بہت اور کئی دیگر بودھہ علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی - ان کی یہہ تحریک بہت طاقتور تھی اور اس کا اثر بھی جامع ہوا - کمارل کے بعد شکر اچارج کے ظہور نے اس تحریک میں اور بھی قوت پیدا کر دی - ”شکر دگ بچے“ (۱) میں کمارل کی زبان سے شکر کی شان میں ایک اشلوک کہلایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہہ ہے . ”ویدوں سے منحرف بودھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آپ نے اوبار لیا ہے“ اسے میں مانتا ہوں“ -

اسی طرح دیگر برہمن علما نے بھی ہندو دھرم کی تبلیغ میں بہت کوشش کی - ایک تو ہندو دھرم شاہی دھرم ہو گیا اس سے بودھہ دھرم میں زوال آیا ہے - دوسرے خود بودھہ دھرم میں نمائش پیدا ہو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے - فروعات میں بھی اختلاف پیدا ہوئے جاے تھے ، اس کے علاوہ بودھہ بھکشوں کی نمود و نمائش کی کثرت ہو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹھ گیا - اب بودھہ بھکشو ویسے متنی اور اصول پسند نہ تھے - ان میں بھی حکومت اور ثروت کی ہوس پیدا ہو گئی تھی - وہ مٹھوں اور بازاروں میں شان و شوکت سے رہنے لگے تھے ، عوام کے درد و غم میں شریک ہونا انہوں نے ترک کر دیا تھا - ان وجوہ نے بودھہ دھرم پر مہاک اثر ڈالا ، حکومت کی اعانت پاکر بودھہ دھرم جس سرعت سے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کا زوال شروع ہوا -

(۱) سنسکرت کی تصنیف ہے جس میں شکر اچارج کے سوانح بیان لئے گئے ہیں -

بودھا دھرم نے انحطاط کے تاریخی واقعات

موریہ خاندان کے آخری راجہ برہدرتھ کی وفات کے ساتھ ہی بودھا دھرم کا انحطاط شروع ہو چکا تھا۔ برہدرتھ کو قتل کر کے اس کا سپہ سالار پشمہ مگر خوشنگ خاندان سے تعلق رکھتا تھا موریہ سلطنت کا مالک بن گیا۔ اس نے پھر ویدک دھرم کی اعانت میں دو ایشو میدھا بھیجے گئے۔ غالباً اس نے بودھوں پر سختیاں بھی کیں۔ بودھا نصاب میں اس کا ذکر موجود ہے۔ فی الواقع ہمیں سے بودھا دھرم کا روال شروع ہوتا ہے۔ اسی زمانہ میں راجپوتانے کے راجہ پاراشوری پترے اشو میدھا بھیجے گئے۔ علیٰ ہذا دھرم میں آندھر خاندان کے وید بھی شات کرنی کے زمانہ میں اشو میدھا ، راجسویہ وید بھیجے گئے۔ گپت خاندان کے راجہ سہدر گپت اور واکانک خاندان والوں کے زمانہ میں بھی اشو میدھا وید بھیجے گئے۔ اس کا ذکر ان کے زمانہ کے کتبوں اور لوحوں میں موجود ہے۔ اس طرح موریہ سلطنت کے خاتمہ سے ویدک دھرم کے عروج کے ساتھ ساتھ بودھا دھرم کا زوال ہونے لگا پھر بتدریج اس کا روال ہوتا ہی گیا۔ ہیوسنگ کے سرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دھرم کے پیروں کی تعداد بڑھنے اور بودھوں کی گنتی لگتی تھی۔ بان بھت نے لکھا ہے کہ تھابھشور کے ویدک خاندان کے راجہ پرہاکرودھن کے بڑے بیٹے راج دردھن نے باپ کی وفات کے بعد شاہی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھ بھکشو ہو جانے کی خواہش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ہرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا ، مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نہ اُٹے - ہرش کو بودھ دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاہی خاندان کے لوگ ہندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھ دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمتی سمیت ۷۴۷ (عیسوی سنہ ۷۹۰) کے شیرگدھہ (ریاست کوتہ) کے ایک کتبے سے واضح ہوتا ہے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھ مندر بنوایا تھا ، جس سے تعیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بودھ دھرم کا پیرو تھا - عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھہ اور بلکال کے سوا ہندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھ دھرم فلما ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

چین دھرم

چین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ہندو دھرم

چین دھرم بھی بودھ دھرم سے کچھ پہلے ہندوستان میں نمودار ہوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھ کے قبل ہی ہو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :-

- (۱) وندک علم الہی ہے -
- (۲) وندک دیوتاؤں ، اندر ، برون وغیرہ کی کوشش -
- (۳) یگمیں میں جانوروں کی قربانی -
- (۴) چاروں برون یعنی برہمن ، کشتری ، ویشی شودر کا نظام تمدن -
- (۵) چاروں آشرم یعنی برہمن ، گرہسٹ ، بان پرست ، اور سنداس کی تنظیم -
- (۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -
- (۷) تداسنچ اور فلسفہ کرم -

مہابہر اور بدھ دونوں ہی برہمنوں نے پہلے بارہج عنائد کو باطل قرار دیا - مہابہر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنداس تسلیم کئے - مگر بدھ نے صرف سنداس آشرم ہی پر زور دیا - مہابہر خدا کے وجود سے منکر نہ تھا اور بدھ نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ کی - بدھ دھرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ، اس لئے یہاں ہم جین دھرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابہر چونیسویں تیربھنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیربھنکر پیدا ہو چکے تھے - ممکن ہے یہ روایت بودھوں کے ۲۴ بدھوں کی روایت پر مبنی ہو ، یا بودھوں نے جینوں سے لیا ہو - مہابہر راجہ سدھارتھ کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا ہوئے - انہوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشالی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نڈس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ، غیر ذی روح ، نجات ، عذاب ، نواب برک ، تزکیہ و عہرہ کے قائل ہیں - روح عیرفانی اور قدیم ہے - آتما ہی کرم کرتی ہے اور اس کا پہل بھوکتی ہے - مٹی ، پانی ، آگ ، ہوا ، اور نباتات یہہ سب ذی روح ہیں - زمانہ ، عادت ، تعین ، فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ہیں - انہیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ، اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ، اور انہیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ہیں - روح کے ساتھ فعل کا تعلق رہنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ہونی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ہیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوستھ ہزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مفیم ہوکر اپنے گیان میں ظاہر و باطن کو دیکھتی ہوئی عیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ، ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ، ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ہوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر ہر ایک جنس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے ہیں - انہیں سے پھر دنیا آند ہوتی ہے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باہر ، ارادی ، آزاد ، طاق ، غیر مجسم ، پاک ، مدد مسرت ، روح ہی جمہادی محتار ہے اس سے جدا کوئی اشور نہیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص ہی الوہیت کا درجہ پاتا ہے - خدایا ، قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھ باہج مہارب (اہلسا ، راستی ، دھرم چرہ ، دیانت اور ضبط نفس) اور عمو ، ازسار ، قناعت ، اینار ، ضبط ، طہارت ، حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان۔ مرشد ہوتا ہے - رحم اور اہلسا جنہیں کے خاص دھرم ہیں ، وہ ویدوں کو نہیں مانتے - روہ ، برت ، اور تمسہا یہہ جینوں میں بہت اہم سمجھے جاتے ہیں - کئی دوسروں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش ہوتی ہے - کئی سادھوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بھی پائی جاتی ہیں (۱) -

ودتہ اور جن دھرم کا درجہ

بودھ اور جن دھرم میں اتنی یکسانیت ہے کہ اکثر مغربی علما کا خیال ہے کہ ان دونوں کا مندرج ایک ہی ہے اور بدھ مہابیر کے ماگرد تھے ، بیچھے سے دونوں دھرم جدا ہو گئے - مگر واقعاً یہہ خیال غلط ہے - دونوں دھرم علیحدہ ہیں ، ہاں یہہ ممکن ہے کہ بدھ نے جن دھرم کے کچھ

(۱) ماخوذ از آرٹ لائنس آف جینزم مصلفہ حک مندرلال جینی ، ص ۷ - ۶۶ -

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں ، کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھ تپسیا کر رہے تھے ، ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعالیم کا اثر بدھ پر پڑا ہو ۔

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں (۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برہنہ رکھتے ہیں ۔ سویتامبر ۔ سید با زرد کپڑے پہنتے ہیں ۔ ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے ۔ دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں ، سویتامبر قائل ہیں ۔ دگمبر تہرہلکروں کی پوجا نہ کرتے ہیں پر سویتامبروں کی طرح بھول ، دھوپ اور ریورات سے نہیں ۔ ان کا قول ہے تہرہلکر علائق سے آزاد تھے ، اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ہے ۔ یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھ نہیں کہا جاسکتا ۔

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی ۔ اس کے کئی وجوہ ہیں ۔ بودھہ دھرم کے اصول آفاقی ہیں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے ۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں صدی عیسوی میں دیوردھی کن چھماشرمن

نے ولہی کے مذہبی جلسہ میں انہیں قلمبند کرایا -
 بودھ بھکشوؤں کی زندگی جین ساڈھوؤں کی زندگی سے
 زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی۔ اس سے بھی لوگوں کا میلان
 بودھ دھرم کی طرف زیادہ ہوتا تھا - اس کے علاوہ جین دھرم
 کو وہ شاہی حمایت نہ ملی جو اشوک اور کنشک و بعد
 راجاؤں نے بودھ دھرم کی کی، صرف کلنگ کے راجہ کھارویل
 نے جو سولہ عیسوی کی دوسری صدی کے قریب ہوا تھا
 جین دھرم کو مدد کر کے اس کی کچھ اعانت کی تھی،
 انہیں وجہ سے جین دھرم کی ترقی نہ ہو سکی۔ (۱) -

جین دھرم کا عروج اور زوال

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت جین دھرم کا رواج
 آندھر، تامل، کرناٹک، راجپوتانہ، گجرات، مالوہ اور بہار اور
 اُریسہ کے کچھ اضلاع میں تھا - جین دھرم نے دکھن ہی میں
 زیادہ فروغ پایا - وہاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت
 استعمال کرتے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دکھن کی تامل
 و بعد زبانوں میں سنسکرت کے کتنے ہی لفظ شامل ہو گئے -
 جینوں نے وہاں مدرسے بھی کھولے، آج بھی وہاں بچوں کو
 حروف پڑھانے وقت پہلا کلمہ "اوم نمہ سدھم" پڑھایا
 جاتا ہے جو حلیوں کا طریقہ سلام ہے - دکھن میں کئی
 راجاؤں نے جین دھرم کے ساتھ رفاقت کی - تامل میں

(۱) ہیری آف میڈیول انڈیا صفحہ ۷۶ دیوید - ج ۳ ص ۲۰۵ و ۲۰۶ -

پادھیہ اور چول راجاؤں نے جین گروں کو دان دئے اور ان کے لئے مددرا کے پاس مٹھہ اور مندر بنوائے - رفتہ رفتہ جینوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تہرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانہ رپر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہو گیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہو گئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مددرا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثہ نے شیو دھرم قبول کر کے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پرورد کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۱۰۰ع) - جین مورتیں اٹھا کر پوراٹک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تلگ بھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آثار میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوٹسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کر لیا - ہوٹسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانیج نے ویشنومت کا پرچار کر کے انہیں ویشنو بنا لیا - اس طرح سام دکھن میں جین دھرم کس مہر سی کی حالت میں آ گیا - رہی سہی کسر اڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا ، وہاں کے راجاؤں نے تو جینوں پر مطالب بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

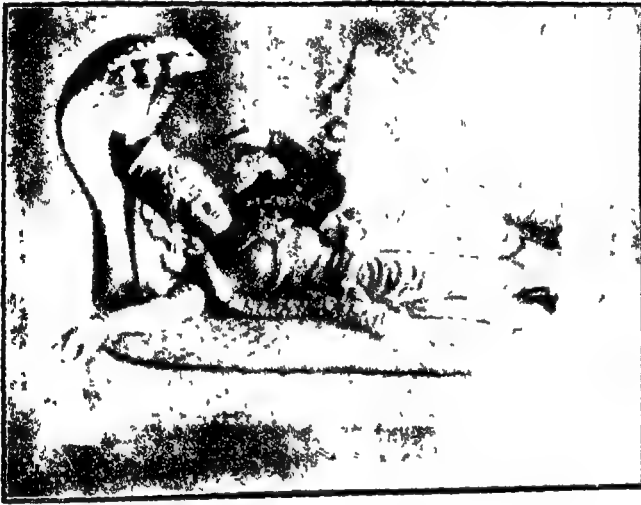
جس زمانہ میں دکھن منن جین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اصلاح میں وہ سرسبز ہو رہا تھا - راجپوتانہ مالوہ گجرات منن اس کی بہت ترقی ہوئی، حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شہو رہے - جین آچاریہ ہیمچندر ہی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے - ہیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے ٹھہر سنہ ۱۰۸۳ء میں پیدا ہوا تھا - فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ اہل وارے کے جین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا - وہ سنسکرت اور پراکرت کا حید عالم تھا - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں - گجرات کے راجہ جے سنگھ اور کماریال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا - کماریال نے جین دھرم قبول کیا اور گجرات کا تہیوار کچھ راجپوتانہ وعدہ اصلاح منن اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں جین دھرم نے دم نہیں جمائے، بیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دھرم قبول کر لیا ہے اور جین مندروں بدوائیں ہیں مگر چھٹیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے -

برہمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا - ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برتنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے - یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی

(۱) ماخوذ از ہستی آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی وید ج ۳، ص ۲۱۱ -



(۲) سٹیس ناگ پر سوئے ہوئے وشنم (نارائن)

[ترنوبہادر دم]

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ہوتی تھی - تقریباً ہندوستان بھر میں یہی مذہب پھیلا ہوا تھا - بودھ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھ کم ہو گیا تھا - جب دھرم نے بھی اسے زگ پہنچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ہندو دھرم معدوم نہ ہوا تھا چاہے کمزور ہو گیا ہو - جوں ہی بودھ دھرم کا اقتدار کچھ کم ہوا ، ہندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرسی شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے بودھے میں کونہیں نکلنے لگیں -

دھرم دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھ دھرم سے ہندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ہوئی یہ نہیں کہا جا سکتا ، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگرہ کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے - یہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ہے - اس سے ثابت ہے کہ یہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ہندو دھرم کی جوں جوں ترقی ہونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذہبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ہم ویشلو فرقے کا کچھ ذکر کرتے ہیں -

ویسار فرقہ کا آغار

بھگود گیتا کے ورات روپ کے مذکر کو بھس نظر رکھ کر حادروں نے ناسو دسوی کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتتہوت فرقے کے نام سے مشہور ہوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یکنوں اور مذہبی مراسم کی کثرت سے نعمت پیدا ہو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ہو جانے کے بعد کندھہ زمانہ نے بعد وشنو کی مورہیں بھی نئے لکس - اس کی تصدیق اب تک نہیں ہو سکی لیکن بکری کے اس کتہہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے شلکوشن اور ناسو دسوی کی پوجا کے لئے ملدر بنانے کا ذکر ہے - اس سے پہلے کسی مورہی کا تذکرہ کتوں میں نہیں ملتا - ناہم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں مہگستھنز نے معہرا کے شورسینلی حادروں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ہیرکلکس (ہری کرشن یا ناسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانٹونی نے بھی اپنے سوروں میں ناسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ہے اور اس پر شرح لکھتے ہوئے بتلجلی نے ناسو دیو کو معدود کہا ہے - قیاس ہوتا ہے کہ پانٹونی کے زمانہ میں (سنہ ۶۰۰ ق-م) بھی ناسو دیو کی پوجا جاری ہو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ہوئی - (۱)

(۱) سر رام کرشن گوپال بھارتاگر کی تصنیف ویشنورم شیورم ایتد اور مانٹو

ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اداات

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اہلسا دھرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذہبی کتاب ۹۹ پلج راسر سنہتا ہے - یہ لوگ پلج گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے - ملندروں میں جانا ، پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا ، ملتروں کا پڑھنا اور یوگ سے ایشور کا درشن ہونا مانتے تھے - پھر ویشنوؤں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برہما ، نارد ، نر ناراین ، کمل ، دناریہ ، یگہ ، ریشمہ دسو ، پرتھو ، متسیہ ، کورم ، دھنونتری موہنی ، نرسنگھ ، وامن ، پرشورام ، وید وواس ، رام ، بلرام ، کرشن ، بدھ ، کلکی ، ہنس اور ۹۹ گریو - ان میں سے دس اوتار متسیہ ، کورم ، براہ ، نرسنگھ ، وامن ، پرشورام ، رام ، کرشن ، بدھ اور کلکی ، فائق تسلیم کئے گئے - بدھ اور ریشمہ کو ہندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاہر ہے کہ بودھ اور جین دھرم کا اثر ہندو دھرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی - ممکن ہے کہ چوبیس اوتاروں کی یہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی ہو - وشنو کے ملند سنہ ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانہ زیر تفہید تک ہی نہیں ، اب تک برابر بن رہے ہیں - کتبوں ، تانبے کی ملفوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ہے - دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ہوا

اور ادھر کے آل وار راجے کرشن کے بھکت تھے - یہہ امر دانت جیوت ہے کہ ہارچودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے ' پھر بھی دسویں صدی تک ان کے ملذروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رہی ہو ' یہہ امر حقیقت سے بعید ہے - زمانہ مابعد میں رام کی پوجا ہونے لگی اور رام نامی وغیرہ ہمارے منائے جانے لگے - (۱)

رامائے آپاٹا نا ثرتہ وشادویت

شکرچارج کے ادویسواد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - حب آتما اور مہم ایک ہی ہوں تو بھکتی کی ضرورت ہی کہاں باقی رہی ؟ اس لئے رامانج نے بھکتی مارگ کی تعویث کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - رامانج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا ہوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا رامانج کو ویشنو دھرم کا اسسا پرچوش حامی دیکھ کر دریغ آزار ہوا ، اس لئے رامانج وہاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادوؤں کے پاس پہونچا اور وہاں اپنا کام شروع کیا ، پھر میسور کے راجہ وشنو وردھن کو وشنو ماسکر وہ دکھن میں اپنے دھرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

(۱) سر رام کویال بھارتاکر کی تہذیب ویشنویم شیویم ایقت اور

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت ہے - یگیتھ ' برت ' تیرتھ جاترا ' دان و غیرہ سے نفس کی تہذیب ہوتی ہے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا ہے اور بھکتی سے ایشور کے درشن ہوتے ہیں - جدواٹما اور جگت دونوں برہم سے جدا ہونے پر بھی فی الواقع جدا نہیں ہیں - اصولاً دونوں ایک ہی ہیں ' ہاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف ہیں - اس دھرم کے فلسفیانہ اصولوں کی تلقید فلسفہ کے ضمن میں کہا جائے گا - رامانج کے اس دھرم کا پرچار دکھن میں زیادہ اور شمال میں کم ہوا (۱) -

مدھواچاریہ اور ان کا فرقہ

گیارہویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت واد کو دور کر کے بھکتی مارگ کو تقویت دینا تھا - اگرچہ رامانج نے رشتتادویت واد چلا کر شکنجہ کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نہ ہوئے - رشتتادویت واد کی دلیلوں سے یہہ حقیقت واضح نہ ہو سکی کہ عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہیں - اس لئے مدھواچاریہ کو اس سے تشفی نہ ہوئی - اس نے پرہم آتما ، آتما ، اور پرکرتی ، تیلوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدھو فرقہ چلایا - اس کے فلسفیانہ اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفہ کے ذیل میں آئے گا - مدھواچاریہ کی پیدائش

(۱) سر رام کرشن گوپال بھاتڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم ایتد ادر مانڈر

سند ۱۱۹۷ء میں ہوئی - اس نے بھی ویدانت درشن اور
 اُپنیشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی
 مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تھی ، اس لئے
 اس نے راماین کے دھرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا
 اور اپنے شاکر برہمہ کو جگن ناتھ پری میں رام اور سیتہ
 کی موتوں لائے کو بھنجا - برہمہ برہمہ کے علاوہ اس نے
 تین خاص شاکر اور تھے پدم ناتھ تہرتھ ، مادھو تہرتھ
 اور انشوبھہ برہمہ - مدھو برہمہ کے پھرو ویراگ ، ضبط ، توکل
 (اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کر دینا) ، خدمت مرشد
 مرشد سے تلبہن ، پرمانما سے بھکتی ، بزرگوں سے عقیدت
 کمروں پر رحم ، بگیہ ، سنسکار ، ہر ایک کام کو ایشور
 منسوب کرنے اور بوجا وعدہ کے ذریعہ نجات کے قائل ہیں
 بہ لوگ پیشانی پر دو سہو لکھیں ڈال کر بیچ میں ایک
 سناہ خط کھینچتے ہیں اور وسط میں سرخ نقطہ لگاتے ہیں
 ان کے گروں پر اکبر شکنہ ، چکر ، گدا ، وعدہ
 شابات ملے ہوتے ہیں - اس برہمہ کی تعداد دکھائی کرتا
 میں زیادہ ہے - مدھو اچاریہ کے بعد بھی ویشنو میں بد
 وعدہ برہمہ قائم ہوئے ، پھر وہ زمانہ زہر بھکت سے بعد
 ہیں -

ویشنو کی موتیں

ویشنو کی موتی پہلے چار ہاتھوں والی ہوتی تھی
 دو ہاتھوں والی یہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکہ پانچ



(۳) وشنو کی اچودہ ہاتھ والی مورت

صفحہ ۲۲

[راجپوتانہ عدالت خانہ - احمدیہ]



(۲) وشلو حي کي تري مورتي
[راجپوتانه عتائيم خانه - احمد]



(۵) ننيو چي کي تري مورتي

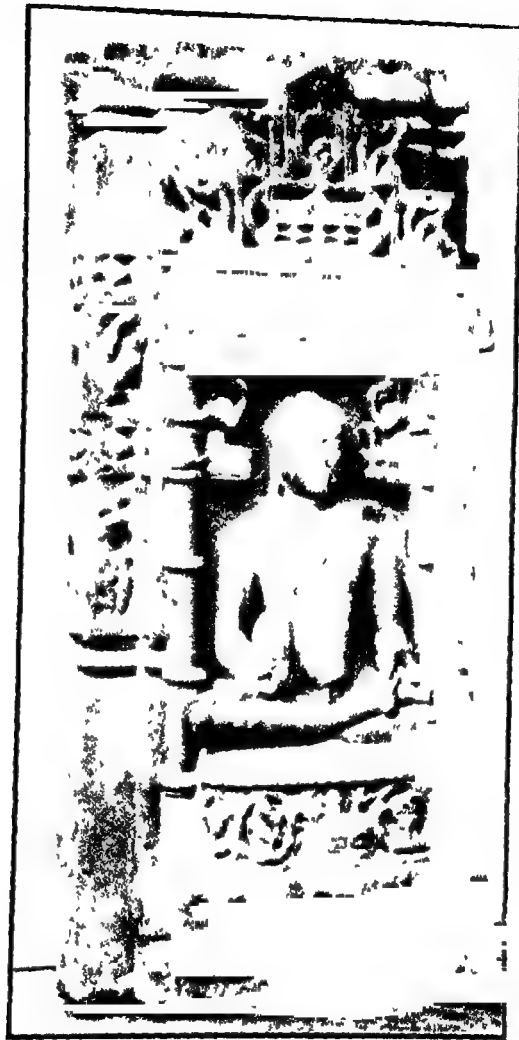
[گهارا موري]

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتی موجود نہیں ہے -
 بدھ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں -
 اور کدفس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے
 ہیں ترسول دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے - وہ بھی
 دو ہاتھوں والی ہی ہے - جیسے ہندوؤں نے بدھ کی مورتی
 کو چتر بھج (چار ہاتھوں والی) بنا دیا اسی طرح ممکن
 ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھی پھر سے چتر بھج بنا
 دیا ہو - وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا
 کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی
 گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے
 ایسی کچھ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں - وشنو کی تین منہ
 والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکت کے ساتھ
 وشنو کے بدن منہ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا
 تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور برسلنگھ کی مورتیں
 بنی ہوئی ہیں - شاید یہہ مورتیں شیو کے تثلیث کی
 نقل ہوں -

ہیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے
 معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے - اس
 فرقہ کی کتابیں ”آگم“ کے نام سے مشہور ہوئیں - اس فرقہ
 کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے
 لگے - عموماً تو یہہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی ہوتی تھی، یا اوپر کا حصہ گول بنا کر چاروں طرف چار منہ بد دئے جاتے تھے۔ اوپر کے گول حصے سے برہمانند (کائنات) اور چاروں مونہوں میں سے پورب والے سے سورج، پچھم والے سے وشلو، اتر والے سے برہما اور دکھن والے سے رودر مراد ہوتے تھے۔ کچھ صورتیں ایسی بھی ملی ہیں جن کے چاروں طرف منہ نہیں، ان چاروں دیوتاؤں کی صورتیں ہی بنی ہوئی ہیں۔ ان صورتوں کو دیکھنے سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ ان کے بنانے والوں کا منشا یہہ تھا کہ کونہیں کا خالق شہو ہے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات کی مختلف صورتیں ہیں۔ شہو کی عظیم التجہ بری موربی (تثلیث) بھی کہیں کہیں پائی گئی ہے۔ اس کے چہہ ہاتھ، تین منہ اور بری بری جتاؤں سے مزین تھیں سر ہوئے ہیں۔ ایک منہ روتا ہوا ہوتا ہے جو شہو کے رودر کہلانے کی دلیل ہے۔ اس کے وسط کے دو ہاتھوں میں ایک میں بھورا، اور دوسرے میں کالا، داہنی طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں ساپ اور دوسرے میں پیمانہ، بائیں طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں پتلی سی چھتری اور دوسرے میں تھال یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز ہوتی ہے۔ تثلیث چہوترے کے اوپر دیوار سے ملی ہوتی ہے اور اس میں صرف جسم کا بالائی حصہ ہوتا ہے۔ اس کے مقابل زمین پر اکثر شہو لنگ ہوتا ہے۔ ایسی بری صورتیاں بمبئی سے چہہ میل دور ایلہنڈا، چعوز کے قلعے، سروہی راج وغیرہ کئی مقامات میں دیکھنے میں آئی ہیں جن میں سب سے پرانی ایلہنڈا



(۶) اگولیش (لکونہس) کی مور

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

والی ہے - شیو کے رقص کرنے کی سورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ہیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پادشویت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ہوا ، جس کے آثار کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ہے کہ پہلے بھڑوچ میں وشلو نے بھریگو مہی کو شاپ دیا ، بھریگو مہی نے شیو کی پرستش کر کے انہیں خوش کیا - شیو ہاتھ میں ایک تندا لٹے ہوئے نمودار ہوئے - لکت تندا کو کہتے ہیں ، اسی لٹے وہ لکوتدس (لکولیش یا لکولیس) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ہوا وہ کال و تار (رباست برودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوتدس فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی سورتیں راجسواہ ، کجرات ، کاتھیوار ، دکن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ہیں ، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس سورتی کے سر پر اکثر چین سورتیوں کی طرح لمبے بال ہوتے ہیں ، ہاتھ دو ہوئے ہیں ، دائیں ہاتھ میں بیچورا اور بائیں ہاتھ میں تندا ہوتا ہے - اس کی نشست پدماسن ہوتی ہے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کو شک ، گرگ ، متر اور کوروش کے نام لنگ پران میں ملتے ہیں (۱۳ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ، بہا تک کہ لوگ

کولہش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ، رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں - یوگ اہیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اور موکش (نجات) کے فائل ہیں - اس فرقہ کی برمنش کے چہہ ارکان ہیں : ہلسنا ، گانا ، ناچنا ، بھل کی طرح باں باں کرنا ، رہن دور ہو کر ہمسار کرنا اور چپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی کئی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے ہیں - شیو فرقہ والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پہل بھرتا ہے - چہو قدیم ہے ، جب وہ مایا نے پہلے سے چھوٹ جانا ہے تو وہ بھی شیو ہو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح محتار کل نہیں ہوتا - یہہ لوگ حب اور یوگ سادھن وعدہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں - شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کپالک اور کالمکھہ ہیں - یہہ لوگ تہو کے بھیرو اور دردر روپ کی پوجا کرتے ہیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چہہ نشاناب ہیں - مالا ، ریور ، کفدل ، رتن راکھہ اور جندو - ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھوؤں کے ذریعہ آسان موکش حاصل کرتا ہے - اس دے کے لوگ آدمی کی کھریڑی میں کھاتے ہیں - شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں ، ایک دندنا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عتہیل ، دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں - شکر دگبچے میں مادھو نے ایک کپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے ہرش چرت میں

بھی ایک خوفناک کابالک سادھو کا حال لکھا ہے - بہوبھونی نے اپنے نائک مالٹی مادھو میں ایک کپال کلڈا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوئے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گیت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلت نے کی - کلت اونتی ورمہ (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام داسپندر کارکا ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرمانما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سوماند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے 'شیو درشتی' نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اہنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا ، اُسی زمانہ میں کرناتک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کنازی بہاشا کے 'دسو پران' سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بہل کے زمانہ میں (عیسوی بارہویں صدی) نسو نام کے برہمن نے جس دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے دلالت کیا، مت چلایا۔ اس کے اوصاف دیکھ کر بہل نے اُسے اپنا مشہر بنا لیا۔ اور جنگوں (دلالت فرمائی کے دھرم اُپدیشوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا۔ ڈاکٹر فلت کی رائے ہے کہ اس فرقہ کا باسی ایدھت نام کا کوئی شخص تھا۔ نسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا۔ یہہ لوگ حملہ آور کے دشمن تھے اور ان کی مورثوں پہکوا دیئے تھے۔ اس فرقہ میں بھی اہلسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا۔ اس میں ہندو معاشرت کے خاص رکن تعزیتی برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنداس سائب کو ہی فضیلت دی گئی تھی۔ نسو کا قول تھا کہ ہر فرد کو چاہیے وہ سادھو ہی کیوں نہ ہو، ادنیٰ محنت سے کسب معاش کرنا چاہئے۔ بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا۔ اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جہلیوں سے کم توجہ نہیں کی۔ بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی۔ لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ہے۔ اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رکھتے ہیں، جو چاندی کی دنیا میں رکھا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ رشتہ داروں سے یہہ فرقہ کچھہ کچھہ ملتا ہے۔ مگر وہیدک مت سے اکثر امور میں مختلف ہے۔ جلمو سلسکار کی جگہ وہاں دیکھاسنسکار ہوتا ہے۔ ٹیتری منتر کی جگہ وہ

لوگ د اوم نمہ شیوا یہ ؟ کہتے اور جنہو کی جگہ گلے میں
شیو لنگ لگاتے ہیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں شیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہ لوگ
جیلوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذہبی
تصانیف کے گیارہ مجموعے ہیں جو مختلف اوقات پر لکھی
گئیں - سب سے معزز مصنف دیرونان سمبلدھہ ؟ تھا جس کی
مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے
رکھی جاتی ہے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی
مصانیف کا آثار کرتے ہیں - کانچی پور کے شیو مندر کے کتبہ
سے چھٹی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ہونے کا
پتہ چلتا ہے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھ نے جو غالباً
سنہ ۵۵۰ ع میں ہوا راج سنگھ مشور کا مندر بنوایا - یہ مسلم
ہے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس
کتبہ میں راج سنگھ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماہر
ہونے کا ذکر کیا گیا ہے ، لیکن وہ اصول کیا تھے بہہ اب تک
معلوم نہیں ہو سکا -

برہما کی مورتی

برہما دنیا کا خالق ، یکہوں کا بانی اور عشق کا اوار مانا
جاتا ہے - برہما کی مورتی چار مونہوں والی ہوتی ہے - مگر

(۱) سر رام نرن گوپال پانڈت کی تصنیف ”وشنوم شیروم ایقتہ اندر“

مانڈر رلیجس - سنس - ص ۱۱۵ - ۱۲۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ہے اس کے تھن ہی منہ
 دھتے ہیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا
 ہے اس کے چاروں مونہ دکھائے جاتے ہیں۔ ایسی چومکھی
 مورتیں بہت کم ہیں۔ برہما کے کئی مندر اب تک قائم ہیں
 جن میں بوجا بھی ہوتی ہے۔ برہما کے ایک ہاتھ میں 'سروو'
 ہوتا ہے جو یکہ کرانے کی علامت ہے۔ شیو اور پاربتی کے
 مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی ہیں برہما پر ورت
 بتایا گیا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ جیسے شیو اور
 وشنو کے فرقے ملتے ہیں، ویسے برہما کے پیروؤں کے فرقے نہیں
 ملتے۔ مورتی کے پھیل میں برہما، وشنو اور شیو تینوں
 ایک ہی پرمانما کی مختلف صورتیں مانی گئی ہیں۔
 برہما کی کئی مورتیں ایسی منی ہیں جن کے ایک کنارے
 وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں ہیں۔
 اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برہما کی مورتیں
 اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برہما کی مورتیں ہوتی
 ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں دیوتا ایک
 ہی پرمانما کی مختلف صورتیں ہیں۔ بھکتوں نے اپنی عقیدت
 کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دیے۔ بعد کو ان تینوں
 دیوتاؤں کی متاھل مورتیں بھی بننے لگیں۔ شیو اور پاربتی
 کی محض مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا ہے اور آدھا
 پاربتی کا۔ ایسی ہی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی
 ہیں۔ شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو ہر اور



(۷) برہما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۳۱



(۸) اسمی نارائن کی صورت (گورو پو سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ - احمدیہ] صفحہ ۳۱



(9) ارده ھه نارسور کي صورت

[مڌورا]

تیلوں کی مشترک موروثی کو دھری ہر پتنامہ کہتے
ہیں -

دینوں دیوتاؤں کی پوجا

برہما ، وشنو اور مہیش ہی تین خاص دیوتا مانے جانے
تھے - اٹھارہویں پران انہیں تیلوں دیوتاؤں سے متعلق ہیں -
وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرز ، پدم اور براہ پران وشنو سے - متسیہ ،
کورم ، لنگ ، پایو ، اسکند اور اگنی پران شہو سے - اور برہماند ،
برہم ویورت ، مارکندیہ ، بہوشہ ، وامن اور برہم پران برہم سے
تعلق رکھتے ہیں -

سکتی پوجا

پرمانما کے صرف مختلف ناموں ہی کو دیوتا مان کر
ان کی علیحدہ علیحدہ پرستش نہیں شروع ہوئی - بلکہ ایشور
کی مختلف شکٹیوں اور دیوتاؤں کی دیویوں کی ایجاد کی
گئی اور ان کی بھی پوجا ہونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ
سے ایسی کتنی ہی دیویوں کے نام ملتے ہیں - براہمی ،
ماہیشوری ، کوماری ، ویشدوی ، باراہی ، نارسنگھی ، اور ابلداری ،
ان سات شکٹیوں کو ماترکا کہتے ہیں - کچھ خوفناک اور
غضبناک شکٹیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھ
کے نام یہہ ہیں : گالی ، کراالی ، کاپالی ، چاملدا اور چلتی -
ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے ہے - کچھ ایسی
شکٹیوں کی بھی ایجاد ہوئی جو نفس پروری کی طرف
لے جانے والی ہیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ ہیں :

آلند بھیروی ، نری پور سندری ، اور لیتا وعبرہ - ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور نری پور سندری کی معاربت سے دنیا کا وجود ہوا - باگری رسم الخط کے پہلے حرف श سے شیو اور آخری حرف ह سے نری پور سندری مراد ہیں - اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب शह خط स کا اشارہ کرتی ہے - (۱)

کول مت

بھیروی چکر کے بیرووں کو شاکت کہتے ہیں - شاکتوں کی پرستش کا طریقہ برالا ہے - اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا ہوتی ہے - شاکتوں کے دو فرقے ہیں ، کواک اور سمئن - کولکوں کی بھی دو قسمیں ہیں - برانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے ہیں - پوجا کے وقت یہہ لوگ گشت ، منچھلی ، شراب ، وعبرہ بھی کھاتے پیتے ہیں - سمئن فرقہ والے ان مکروہات سے احتناں کرنے ہیں - کچھ برہمن بھی کولکوں کے اصول کو تسام کرتے تھے - اس بھیروی چکر کے موقع پر ذاب پات کی تریق بھی ماسی جاتی - نویں صدی کے اواخر میں راجشیکھر نام کے شاعر نے اپنی کریور منجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا ہے :-

(۱) سر ام کرشن گوپال بھاتراکر کی تصنیف ویشنوزم شہورم انتا ادر مانتر



(۱۰) برهمنی (ماتریکا) کی صورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

(ترجمہ) - ہم ملتر تلتر وعیرہ کچھ بھی نہیں جانتے -
 نہ گرو کریا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے - ہم لوگ شراب
 خوری اور رنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات
 حاصل کرتے ہیں -

فاحشہ عورتوں کی تلمیذ کر کے ہم ان سے شادی کر لیتے
 ہیں - ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں - بھکشا
 سے ملا ہوا اناج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ چھالا ہی ہمارا
 پلنگ ہے - ایسا کول دھرم کیسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث
 سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی - گنیش یا ونایک رودر کے
 کے جلالت کا سرعنہ تھا - یاگیہولکیہ سمرتی میں گنیش اور
 اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے - مگر نہ تو
 چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور
 نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھ اشارہ ہے -
 ایلورا کے عازوں میں اور دیوتاؤں کے ساتھ گنیش کی مورتی
 بھی بنی ہوئی ہے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھٹھالا کے ستون میں
 سری گنیش کی چار مورتیں بنی ہوئی ہیں - گنیش کے
 منہ کی جگہ سوند کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی -
 ایلورا اور گھٹھالے کی مورتوں میں سوند بنی ہوئی ہے -
 مالعی مادھو ناتک میں بھی گنیش کی سوند کا ذکر ہے -

گلدیش کے پیروں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گلدیش کی پوجا ہوتی ہے (۱) - مہاراشٹر میں گلدیش یا گلدیشی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے -

اسکند پوجا

اسکند یا کارنگھہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی رہی - اسکند کو شہو کا بیٹا کہتے ہیں - رامائن میں اسے گدکا کا بیٹا کہا گیا ہے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ہیں - اسکند دیوتاؤں کا سب سے سالار ہے - پندجابی نے مہابھارت میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ہے - کدشک کے سکوں پر اسکند 'مہاسین' آدی کمار کے نام ملتے ہیں - سنہ ۴۰۴ء میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے ملند میں سائبان بلوائی تھی - ہیمادری کے رت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ہے - یہ پوجا آج تک جاری ہے -

سورج پوجا

ہمارے زمانہ معینہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ہی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ہے - براہمنوں اور گریہہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی 'صنیف ویشنوزم - یوزم ایفد اور



(۱۱) سوریه کی مورث

[راجپوتانہ عجائب خانہ - احمدیہ]

ہے۔ دیوتاؤں میں سورج کا درجہ بہت ممتاز تھا۔ بہت سے مراسم میں بھی اس کی پوجا ہوتی تھی۔ اس کی پوجا دن کے مختلف اوقات میں، خالق، رازق، اور جابر وغیرہ حیثیتوں سے کی جاتی تھی۔ سورج کی مورتیوں کی پوجا ہندوستان میں کب سے رائج ہوئی یہ کہنا مشکل ہے۔ براہمہ نے لکھا ہے کہ سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے رائج کی۔ سورج کی مورتی دو ہاتھوں والی ہوتی ہے۔ دونوں ہاتھوں میں کمل، سر پر تاج، سیلہ پر زرہ، اور پیروں میں گھٹنے سے کچھ بہچے تک لمبے بوت ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کی پوجی جانے والی مورتیوں میں صرف سورج ہی کی مورتی ہے جس کے پیروں میں لمبے بوت ہوتے ہیں۔ ممکن ہے سورج کی مورتی اول خطہ سرد ایران سے آئی ہو جہاں بوت کا رواج تھا۔ بہوشیہ پران میں لکھا ہے کہ سورج کے پیر کہلے نہ ہونے چاہئیں۔ اسی پران میں ایک کہتا ہے کہ راجہ سانہ نے جو کرشن اور جامونتی کا فرزند بنا سورج کی بھکتی سے ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتی قائم کرنی چاہی۔ مگر برہمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں کیا کہ دیوتاؤں کو، پوجا سے جو چیز حاصل ہوتی ہے اس سے برہم کریا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے راجہ نے ایران کے جنوبی مشرقی حصہ سے مگ قوم کے برہمنوں کو بلوایا۔ یہ لوگ اپنی پیدائش برہمن کہتا اور سورج سے مانتے تھے اور سورج کی پوجا کرتے تھے۔ البہرونی لکھتا ہے ہندوستان کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ ہوتے ہیں

راجدھانیہ میں ان لوگوں کو سپوک اور بھوگ کہتے تھے۔ سورج کے ہزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں فائیم تھے۔ ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر ہے جو سرورھی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود ہے۔ یہ پراانا مندر ہے اور اس کے ستونوں پر 'ہوس اور دسویں صدی کی عبارت ملے۔ دسویں صدی میں ان عطیات کا ذکر ہے جو اسے ملے تھے۔ جب سے شیو مندر میں بھل اور وشنو مندر میں گورو ان کے ناھن (سواری) ہونے لگے، اسی طرح سورج مندر میں سورج کے سامنے چوہور کھمبے کے اوپر ایک کھلی پر ایک کمال کی شکل کا پہلہ ہوا ہے۔ یہی سورج کی سواری ہے۔ ایسے چکر آج بھی کئی مندروں میں موجود ہیں۔ سورج کے رتھ کو سات گھوڑے کھینچتے ہیں۔ اسی لئے سورج کو سبتاشو (سات گھوڑوں کا سوار) کہتے ہیں۔ کئی مورخوں میں سورج کے نیچے سات گھوڑے بھی بنے ہوئے ہیں۔ ایک سورج مندر کے باہر کی طرف سات گھوڑوں والے سورج کی کچھ اسی مورخیں بھی ہم نے دیکھی ہیں جن کے نیچے کا حصہ بوت پہلے ہوئے سورج کا اوپر کا برہما، وشنو اور شہو کا ہے۔ پاتن (جہالپور پاتن ریاست) کے پدم ناتھ نامی وشنو مندر کے پیچھے کے طاق میں ایسی ایک مورتی ہے جس میں برہما، وشنو اور شہو تینوں ملے ہوئے ہیں۔ یہ ان کے مختلف اسلحوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ مندر غالباً دسویں صدی کا بنا ہوا ہے۔



(۱۳) نیوکراکس مہن سے سکیر ' سنگچھر ' راہو ' اور گنہگو کی صورتیں
 [راجپوت تانہ عجائبات خانہ - اچھنر]
 صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ہے۔ یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا ہوا، جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے۔ ملتان کے سورج مندر کا ذکر ہیبونسانگ نے کیا ہے۔ عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارہویں صدی میں دیکھا تھا۔ ہرش کے ایک تانبہ پتھر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ راج وردھن، آدیہ وردھن اور پرہاکر وردھن، سورج کے سچے معتقدوں میں تھے۔ سورج کے بیٹے ربوت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی مورہاں ملتی ہیں۔ وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ہے۔ اس کے پیروں میں بھی لمبے بوت ہوئے ہیں۔ (۱)

درہ زے دیوناڑی مورتیں

اسی طرح آتھہ دگپالیں اندر، اگنی، یم، نہرت، برن، مروت، کنیر اور ایش (شہو) کی بھی مورتیں تھیں۔ یہہ آتھہ سمتوں کے نام ہیں۔ یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں۔ آتھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے۔ پتتجنلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن بتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ، سنگھ اور ہنسی بجنے کا ذکر کیا ہے۔ (۲)

(۱) سر رام کرشن بھاتراکر کی تصنیف متذکرہ بالا۔ ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پاننی سوتر ۲ - ۲ - ۳۳ پر پتتجنلی کا بیان۔

ہندوؤں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا، گرہ، نیچتر، صبح، دوپہر، شام، وغیرہ اوقات مختلفہ، ہتھیاروں، کٹی وغیرہ بیگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں۔ زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدل کا سلسلہ بھی بند ہو گیا۔ رقابت بھی جانی رہی۔ تائب نکر وعدہ کی شہادتوں سے دانا جانا ہے کہ ایک راجہ سچا پٹا وشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماعشوری نا بھکوتی کے پیرو ہوئے تھے۔ آخر میں ہندوؤں کے پانچ خاص پوجے والے دیوتا رہ گئے۔ سورج، وشنو، دیوی، رودر، اور شہو۔ ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پلچائتن کہلاتی ہیں۔ ایسے پلچائتن مندروں میں بھی ملتے ہیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ہوتی ہے۔ جس دیوتا کا مندر ہوتا ہے اس کی مورتی وسط میں، باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر ہوتی ہے۔

ہندو دھرم نے عام ارکان

ہندو دھرم نے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کر رہی ہے۔ ہندوؤں کی مستند مذہبی کتاب وید ہے۔ ہمارے زمانہ متعینہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے۔ پر زیادہ رواج نہ تھا۔ الیہروسی لکھتا ہے :-

دیرھمن لوگ وندوں کا مطلب سمجھ بھور

بھی مندروں کو حفظ کر لیتے تھے اور بہت

بھوزے برہمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرنے ہیں - برہمن لوگ چہترہوں کو
وید پڑھاتے ہیں ، ویشوں اور شودروں کو
نہیں -"

ویشوں نے بودھہ ہو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ
دیا تھا - تب سے ان کا علاقہ ویدوں سے توت گیا - البیرونی
نے لکھا ہے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے ، 'ساد کئے حائے تھے -
اس رواج سے بہت سا وبیک لٹریچر عارت ہو گیا - (۱)
ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک
رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شراذھہ اور برہن کی رسم
عام ہو گئی - یکپوں کا رواج کم ہو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں
کی پوجا بڑھ گئی تھی ، جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا
ہے - البیرونی نے بھی کئی ملندروں کی صورتوں کا ذکر کیا
ہے -

ملندروں کے ساتھ مٹھوں کی داغ بیل بھی ڈالی جا چکی
تھی - اس معاملہ میں ہندوؤں نے بودھوں کی نفل کی -
سبھی فرقوں کے سادھو ان مٹھوں میں رہتے تھے - کئی کتبوں
میں ملندروں کے ساتھ مٹھوں ، باغوں اور تھمر درگاہوں کا بھی
حوالہ ملتا ہے - بہت سے مراسم کا ذکر راگیہ ولکیتہ اسمرتی
اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ہے - بودھوں کی
رتھہ جاترا کی تقلید بھی ہندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

(۱) جی ری وید کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۵ -

لارمی تہذیب تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو - اس دور میں کئی نئی اسمریاں بنیں، جن میں معاصرانہ رتبہ رسم کا ذکر ہے - پراسوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں حینہوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں - برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا - کئی دستاویزوں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے - برت اور روزہ داری کا رواج ہندوؤں نے بودھوں اور حینہوں سے لیا - ایک دشی، جنم اشتمی، دوشبہنی، درگا اشتمی، رشی پنچمی، دیو پرودھنی، گوری تہنا، بسنت پنچمی، اکشیہ تہنا، وعیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر الہیروسی نے کیا ہے - یہاں یہہ امر عورتوں کے لیے کہ رام،ومی کا ذکر اس نے نہیں کیا - غالباً اس زمانہ میں پنچجاب میں رام،ومی کا رواج نہ ہوا - اسی طرح الہیروسی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے - کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے -

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرانشچیتوں (کنارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا - معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دے کر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں برانشچیت کے طریقے نکالے گئے تھے - ہمارے زمانہ متعینہ میں جو اسمریاں بنیں ان میں پرانشچیتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا - اچھوتوں کے ساتھ کھانے، ناصاف پانی پینے، ممنوع اور حرام اشیاء کے کھانے، حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے، اونٹنی کا دودھ پینے، شودر، عورت، گائے، برہمن اور چھتری کو قتل کرنے، شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے، بھرنے، سفر کرنے، رہنمائی کسی کو غلام بنانے، ملہچھوں نے جن عورتوں کو رہنمائی لے لیا ہو ان کو پھر شدہ نہ کرنے، زنا، شراب خواری، گنہگار کھانے، چوٹی کٹوانے، جنہو کے بغیر کھانا کھانے، وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائیسیپل کا حکم ہے۔ اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا۔ اس سے ہندو دھرم میں تلک خیمالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تلک خیمالی بڑھتی گئی۔

کمارل بہت اور شنکراچاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بہت اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جہلیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے۔ اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی۔ یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں۔ ان کے مت جانے سے ہندو دھرم بھی مت جاتا۔ جس زمانہ میں بودھ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا، اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہنچتا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بہت پیدا ہوئے۔ اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے۔ کوئی اسے دکن کا باشندہ مانتا ہے، کوئی اتر کا۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑی جانفشانیوں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم الہی ہے۔ اس زمانہ کی اہلسا کی لہر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پھر زندہ کیا۔ یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بھی اس نے ثابت کیا۔ مراسم کی پابندی کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تھی۔ وہ بودھ بھکشوؤں کے ویراگ اور راہبانہ زندگی کا بھی مخالف تھا۔ اس زمانہ کے ناموائی حالات میں بھی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا، حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس زمانہ میں اہلسا اور ویراگ کا رواج تھا۔ براہمن لوگ بھی قدیم اگنی ہوتر اور یگیوں کو چھوڑ کر پرائ کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر دے تھے۔ ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ ہو سکے۔ اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ ہوئی۔ (۱)

شنکراچاریہ اور ان کا مت

کمارل کی وفات کے کچھ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالہی نامی گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کم سنی ہی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک چھٹ فلسفی اور عالم ہو گئے۔ بودھوں اور جینوں کے دھرمین کو وہ مٹانا چاہتے تھے، لیکن یہہ جانتے تھے کہ کمارل بہت سی باتوں میں

(۱) جی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ - ۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھ نہیں ہو سکتا - انہوں نے فلسفہ اور اہلسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راہبانہ زندگی کو ہی فائق بتلایا - برہم یا یا خدا کی ہستی کو ماننے ہوئے بھی انہوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھ ملے تھے ، بودھ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انہیں 'کامل بودھ' کا لقب دیا گیا ہے - انہوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر ہم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کر کے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کر کے کرتے رہے - دیگر مذاہب کے علما ان کے سامنے لا جواب ہو جانے تھے - انہوں نے یہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ہے - اس لئے ہندوستان کے چاروں اطراف میں انہوں نے ایک ایک مٹھ قائم کیا - خاص مٹھ دکھن میں سرنگھری مقام میں ، یورپ میں پری میں ، پچھم میں دوارکا میں ، اور اُتر میں بدراکشرم میں ہیں - یہ مٹھ اب تک قائم ہیں - ان کی کوششوں سے بودھ دھرم کو بہت زوال ہوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں ہی ہو گئی ، پر اتنی چھوٹی عمر میں

انہوں نے اسے ایسے نمایاں کام کئے کہ ہندوؤں نے انہیں جگت
گرو کا لقب دے کر ان کی عزت افزائی کی - (۱)

مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دھرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی
مذہبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ ہوگا -
اگرچہ زیر تلمیذ میں مختلف مذاہر موجود تھے اور انہیں
کبھی کبھی مذاشے بھی ہو جاتے تھے ، لیکن مذہبی تلگ
خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - ہندو دھرم کے متعدد
فرقوں میں باہمی اختلاف ہونے کے باوجود ان میں ایک
یکرنگی ، ایک موافقت نظر آتی ہے - برہما ، وشنو اور مہیش
میں باہمی مصالحت کا نتیجہ ہی تھا کہ پلچائتن پوجا کا رواج
ہوا - وشنو ، شہو ، رودر ، دیوی ، اور سورج ، سب ایک ہی
ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا
ہم پہلے نہہ چکے ہیں - اس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت
کا رنگ پیدا ہو گیا - ہر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق
کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قلوچ کو پرتیہار راجاؤں
کی مذہبی رواداری کا یہ عالم تھا کہ ائر ایک ویشنو تھا
تو دوسرا پکا شہو ، تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

پرست - بہت مذہبی رواداری صرف ہندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھ اور براہمن دھرم میں ہمدردی کا خیال پیدا ہو چکا تھا - قنوج کے گہروار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا - دو بودھ بھکشوؤں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھ گاؤں دیئے تھے - بودھ راجہ مدن پال نے اپنی راسی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہ امر ضرور طلب ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہندوؤں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور ہی نہیں ہو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی ہونے لگی تھیں - یکے شیو بھکت گوبند چندر کی راسی بودھ تھی - جن اور ہندوؤں میں شادیاں ہوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی کبھی ہوتا ہے - ایسی کتنی ہی نظریں ملتی ہیں کہ باپ و ریشدو ہے تو بیٹا بودھ ، اور بیٹا ہندو ہے تو باپ بودھ - دونوں مذاہب اس قدر قریب آ گئے تھے اور ان میں اتنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی کہ ان کی مذہبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی ہندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ، بودھوں اور ہندوؤں کے دھرم میں ۲۲ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بڑی بہت یکسانیت ہے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دھرم رائج تھے لیکن براہمن دھرم غالب تھا - بودھ دھرم تو جاں بہ لب ہو چکا تھا - جن دھرم کا احاطہ بڑی نہایت محدود ہو گیا تھا - ہندو دھرم میں شیو مت کا پرچار زیادہ ہو رہا تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیو ہی تھے -

ہندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تفہید ادھوری دھے کی
اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا
ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں - اگرچہ محمد قاسم کے قبل
مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے
پر انہوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا - آٹھویں صدی میں
سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی
مداخلت ہونے لگی ، اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں
اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے ، جہاں
مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی
وہاں ہندو راجاؤں کی آزاد روی بھی اس کے پھیلنے کا
باعث ہوئی - راشٹرکوت اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد
وعیہ بنوائے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تھانہ کے شلارا
خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد
دی تھی - مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب ، نئی زبان اور
نئی تہذیب لائے -

تمدنی حالات

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں ترین نظام ' برہمنیستھا تھی (چار برہمنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجروید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھ دھرموں نے اس کی جز کھودنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ہوئے ' اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھ یہہ نظام بھی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسنامگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براہمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تیلوں برہمن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براہمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براہمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انہیں کو دیا جاتا تھا - ابو زہد ان کے بارے میں لکھتا ہے - "دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براہمن کہلاتے ہیں"

ان میں سے کتے ہی شاعر ہیں، کتے ہی جوتشی، کتے ہی فلسفی اور الہیات کے ماہر۔ یہ سب راجاؤں کے دربار میں رہتے ہیں۔ (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکھتا ہے کہ براہمنوں کا اسی طرح احترام ہوتا ہے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا، زیادہ تر براہمن ہی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری ہوتے ہیں۔ (۲)

براہمنوں کا خاص دھرم پوہنا اور بڑھانا، یکہ کرنا اور کراہ، دان دینا اور لینا تھا۔ بڑدھ دھرم کے عروج کے زمانہ میں برہن بھوستھا کی باندھنی کے باعث براہمنوں کا وقار کچھ کم ہو گیا تھا۔ اور یہ کام ان کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ یکہ و عہرہ نے بند ہو جانے سے بہت سے براہمنوں کی دوی جاتی رہی اور وہ مجبور ہو کر دوسرے برہن کے پیشے کرنے لگے۔ اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بھی ترمیم ہوئی۔ بڑدھ مت میں کھیتی معیوب سمجھی جاتی تھی، اسے گناہ خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے کتے ہی ویشوں نے بڑدھ ہو کر کھیتی ترک کر دی تھی۔ یہ موقع دیکھ کر بہت سے براہمن کھیتی پر گزر بسر کرنے لگے۔ پاراشر اسمرتی میں سب برہن کو کھیتی کرنے کا مجاز ہے۔ اس کے علاوہ اس زمانہ کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برہن کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت بھی دی گئی۔ اتنا ہی نہیں،

(۱) ہسٹری آف انڈیا مصنفہ الیق حلد اول صفحہ ۶۔

(۲) جی وی وید، ہسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱۔

اس زمانہ کے براہمن صنعت و دستکاری، تجارت اور دوکانداری بھی کرتے تھے۔ مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے۔ وہ نمک، تل (اٹر وہ اپنی صنعت سے نہ بویا کھا ہو)، دودھ، شہد، شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بھجھتے تھے۔ اسی طرح سود کو حرام سمجھ کر براہمن لہن دین کا کاروبار نہ کرتے تھے۔ ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا۔ ان کی غذا بھی دیگر بڑوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی، جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے۔ ان میں روحانیت اور مذہب پرستی کا عنصر غالب تھا۔ اور اپنے کو دیگر بڑوں سے علیحدہ اور بالاتر بنانے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رہتے تھے۔ دیگر بڑوں پر ان کا اتر عرصہ دراز تک قائم رہا۔ سہاست میں ان کے ساتھ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں۔ فی الواقع بڑوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سہی بڑن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاہتے تھے کرتے تھے۔ بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی، کسی خاص بڑن کی قید نہ رہی۔ (۱)

براہمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعلقہ کے آثار میں ہم ہندو سماج کو چار بڑوں اور بعض نہچھی ذاتوں میں منقسم پاتے ہیں۔ اگہارہوین

مدی کے مشہور سیاح البہروزی نے چار ہزاروں ہی کا ذکر کیا ہے (۱) ، مگر ہمیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں میں دانتوں بھی بنائے لگی تھیں - البہروزی نے جو کچھ لکھا ہے ، سماج کی حالت کا مشاہدہ کر کے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے ، جس سے اس کی کتاب اس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براہمنوں کی مختلف دانتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براہمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتہ کے اعتبار سے ہی ہوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیوں کے نامب پتر میں بہاردواج گوتہ ، پیچروپدی شاخ کے برہمن کا ذکر ہے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کھن نامی مقام پر ملے ہے براہمنوں کے ناموں کے ساتھ ساتھ شاخ اور گوتہ کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براہمنوں کی سکونت ہی کا حوالہ ملتا ہے - بڑانگر کنار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براہمنوں کا ذکر ہے - کونکن کی بارہویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براہمنوں کے نام دیئے گئے ہیں جن کے گوتہ تو ہیں ، شاخیں نہیں ، مگر ان میں براہمنوں کے ال بھی دیئے گئے ہیں جو

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں - بارہویں صدی میں ایسے انوں کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :- دیکشت ، راؤت ، تھاکر ، پاتھک ، آپادھیایہ اور پت وردھن وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ، پر آل کا رواج بڑھتا جاتا رہا - کتیبوں میں ہمیں پلکت ، دیکشت ، دوی ویدی ، چتر ویدی ، آوستھک ، مانہر ، تری پور ، اکولا ، تہند وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں - بعد کو کتلیے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے - یہہ ذات کی تشریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ، مثلاً غذا میں اختلاف ، گوشت خور یا سبزی خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں - رسم و رواج ، خیالات ، اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی ترقی بڑھا ، چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہنچی - اُس زمانہ تک براہمن پنچ کوز یا پنچ دروز شاخوں میں نہیں ملقسم ہوئے تھے - یہہ تشریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) - گیارہویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھ پور میں رودر مہالہ نام کا ایک عظیم الشان مندر بنوایا ، جس کی

پرستش کے لئے اُس نے قلعوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک ہزار براہمن مدعو کئے اور جاگہریں دے کر اُنہیں وہیں رکھ لیا ۔ شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے ۔ گنجرات میں آباد ہونے کے باعث پوچھ سے ان کا شمار بھی قزوزوں میں ہونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گزوزوں میں ہونا چاہئے تھا (۱) -

چھتری اور ان کی فرائض

براہمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی ساج میں بہت اونچا درجہ تھا ۔ ان کے خاص فرائض رعایا پروری ، یگیہ ، دان اور مہالعت تھا ۔ فرمانروا ، سپہ سالار ، فوجی مصلحہ دار ، وغیرہ یہی ہوتے تھے ۔ براہمنوں کے ساتھ میل جہل دھنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعظیم کا اچھا رواج تھا ۔ بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم ہو گزرے ہیں ۔ ہر شہر و دیہات ادبیات کا ماہر تھا ۔ پورنی چالوکیہ راجہ ونہادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے کُلک کہتے تھے ۔ راجہ بھوج کا تبحر مشہور ہے ۔ اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں ۔ چرہان و کردار راج چہارم کا لکھا ہوا ہرکیلی ناتک آج بھی کتبوں پر لکھا ہوا موجود ہے ۔ اسی طرح اور بھی کئی ہی راجاؤں کی تصانیف ملتی ہیں ۔ بزن کے نظام کے درہم برہم ہو جانے اور اکثر چھتریوں کے

پاس زمیں نہ دھلے کے باعث بیکار ہو گئے اور انہوں نے بھی براہمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چھتری دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک تو وہ جو اس وقت بھی اپنا کام کرتے تھے۔ دوسرے وہ جو کھیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تھے۔ ابن خردادار نے ہندوستان میں جو سات طبقے بتلائے ہیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بھی شامل تھے۔ (۱)

پہلے چھتری بھی شراب نہیں پیتے تھے۔ المسعودی لکھتا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی ہو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رہتا (۲)۔ ہیونساگ کے زمانہ میں چھتری بھی براہمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ لکھتا ہے ”براہمن اور چھتری دونوں نیک اطوار، نسود و نمائش سے دور دھلے والے، سادہ زندگی بسر کرنے والے، کعبیت شعار اور بے لوث ہوتے ہیں“۔

پہلے چھتری بھی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تھے، مہابھارت اور راماین میں سورج بلسی اور چندر بلسی چھتریوں کا ذکر آتا ہے، اور یہہ نسلی امتیاز روز بروز بڑھتا گیا۔ راج ترنگلی میں ۳۱ خاندانوں کا حوالہ ہے۔ اس زمانہ تک بھی چھتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا ہوئی تھی۔

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا، ج ۲ ص ۱۷۹ د ۱۸۰۔

(۲) الیٹ کی تاریخ ہندوستان جلد اول صفحہ ۲۰۔

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان ' یکہ تحصیل بیوپار ' علم ' لین دین اور زراعت - بودھ زمانہ میں برہن کا نظام درہم برہم ہو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے ' بودھوں اور جہنوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے ' جہیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں - اس لئے ویشوں نے سابعوں صدی کے آثار میں ہی زراعت کو حفر سمجھ کر چھوڑ دیا تھا - ہویلسانگ لکھتا ہے کہ تیسرا برہن ویشوں کا ہے جو خرید و فروخت کر کے نفع اٹھاتا ہے - چوتھا برہن شودروں یا کاشتکاروں کا ہے (۱) - ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے - ویشوں کے شاہی مذاصب پر مامور ہونے ' سبہ سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک ہونے کی کتنی ہی مثالیں موجود ہیں - ہمارے زمانہ زیر بحث کے آخری حصہ میں ان میں ذات کی نفویق شروع ہوئی ' کیتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے -

شودر

خدمت کرنے والے برہن کا نام شودر تھا ' یہہ لوگ اچھوت نہ تھے - براہمنوں ' ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پلج مہایکھ کرنے کا مجاز تھا - یٹنجلی کے مہابھاشیہ اور اس کے مفسر کھت کی تعسیر مہابھاشیہ پردیپ سے اس کی

تصدیق ہوتی ہے (۱) - رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ، اس کا خاص سبب تھا کہ ہندو سماج میں بہت سے کام مثلاً 'زراعت' ، 'دستکاری' ، 'کاریگری' وغیرہ کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور پیشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ، اس لئے ہاتھ کے سب کام شودروں نے لے لئے - شودر ہی 'کسان' ، 'لوہار' ، 'معمار' ، 'رنگریز' ، 'دھوبی' ، 'جولاہے' ، 'کھار' وغیرہ ہونے لگے - ہمارے زمانہ زیر بحث میں ہی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں - کسان تو شودر ہی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم ہو گئے - ہویںساگ لکھتا ہے بہت سے ایسے فرقے ہیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے - الیہرونی لکھتا ہے شودروں کے بعد انتہوں کا درجہ آتا ہے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے ہیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے - یہ لوگ آتھہ طبقوں میں منقسم ہیں :

دھوبی ، چمار ، مداری ، توکری اور قہال بنانے والے ، ملاح ، دھیر ، جنگلی پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ، اور جولاہے - چاروں برن والے ان کے ساتھ نہیں کھاتے - شہروں اور

(۱) शुद्धायामनिरवसितानाम् १-२-१० اس سوتر کی تفسیر پتتھالی نے

یوں کی ہے वसितानाम् अनिर कमणोऽनिर वसितानाम् ॥
 مجاز ہوں وہ ذات باہر نہ سمجھے جائیں - اس کی تعبیر کرتے ہوئے کیف نے لکھا ہے
 शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः ब्राह्मी
 चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برہمنوں سے الگ رہتے ہیں (۱) -
جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث
ان کی مذہبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

کایستھ

ان برہمنوں کے علاوہ ہندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے
بھی تھے - براہمن یا چھتری جو مختصری یا اہلکاری کرتے
تھے کایستھ کہلاتے تھے - پہلے کایستھوں کی کوئی علیحدہ
تقسیم نہ تھی - کایستھ اہلکار ہی کا مترادف ہے ، جیسا
کہ آہوئیں مادی کے ایک کتہے سے معلوم ہوا ہے جو کوتہ
کے پاس کن سوا میں ہے - یہہ لوگ شاہی ملاصب پر بھی مامور
ہوئے تھے ، کیونکہ دفتروں میں ملازم ہونے کے باعث انہوں سلطنت کی
پوشیدہ پابوں معلوم دھتی تھیں - سبائی سازشوں اور ملکی
ریسہ دوانہوں میں انہیں کافی مہارت تھی اسی لئے یاگیہ و لکیہ
میں ان کے ہاتھوں سے رعایا کو بچائے دھنے کی خاص طور پر
تاکید کی گئی ہے - زمانہ مابعد میں دوسرے پوشہ والوں کی
طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براہمن
چھتری ویش سدھی ملے ہوئے ہیں - سورج دھج کایستھ
اپنے کو شاک دیوپی براہمن بتلاتے ہیں اور والجہہ کایستھ
چھتری ذات کے ہیں ، جیسا کہ سوڈھل کی تصنیف
”د اودے سندری کتھا“ سے واضح ہے -

انتہم

ہندوستان میں اچھوت ذاتیں صرب دو ہیں، چاندال اور مری تپ۔ چاندال شہر کے باہر رہتے تھے۔ شہر میں آتے وقت وہ زمیں کو بانس کے ذقے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بھیج کر اپنا گذران کرتے تھے۔ مری تپ شمشابوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے۔

ہندوؤں کا باہمی تعلق

ہندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باہمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ان ہندوؤں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی ہوتی تھیں۔ اپنے ہرن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے ہندوؤں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا، نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا۔ براہمن ہندو چھتری، ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا۔ یاگہولکھ نے براہمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر ہمارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا۔ بان نے شودر عورت سے پیدا براہمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح مندور کے پڑھاروں کے سنہ ۸۳۷ء اور سنہ ۸۶۱ء کے کتبوں سے براہمن ہرش چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ براہمن شاعر راجشیکھر نے بھی چوہان لڑکی اونتی سندری

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکھوں سے براہمنوں کے شادی ہونے کی نظریں ملتی ہیں - گلواڑا گاؤں کے قریب کی ایک بودھ گپھا کے ایک کتبہ میں بلور بنسی براہمن سوم کے براہمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر ہے (۱) - چھتری ریش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براہمن کی لڑکی سے نہیں - دندئی کی تصلیف 'دش کمارچرت' سے پایا جاتا ہے کہ پاتلی پتر (قدیم بنگلہ) کے ویشرون کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجہ کسمدھنوا سے ہوئی تھی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی ہیں - اسی طرح ریش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یہہ کہ ہمارے زمانہ زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بنس کا لڑکی نیچے بنس کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یہہ تعلقات اُن شودروں کے ساتھ نہ ہوئے تھے جنہیں پلچہیکم کرنے کا مجاز نہ تھا - زمانہ قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براہمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا ہو براہمن ہی سمجھا جاتا تھا، جیسا کہ رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دھپوری کے بھان سے پیدا ہوئے تھے، یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی رینوکا سے پیدا ہوئے تھے، براہمن کہلائے -

(۱) ناگری پرجارنی پتر کا حصہ ۶ صفحہ ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرب کٹھا -

پیچھے سے بہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا
چھتری ہی مانا جانے لگا، جیسا کہ شلکہہ اور اُشنس وغیرہ
اسموتیوں سے پایا جاتا ہے - (۱)

بامہی شادیوں کا رواج روز بروز کم ہوتا گیا اور بعد ازاں
اپنے برنوں تک رہ گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ
رجسٹران یہاں تک بڑھا کہ شادی کا دائرہ اپنی ذات تک ہی
محدود ہو گیا - (۲)

چھرت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج
نہ تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھ
کھانے پینے میں پرہیز نہ کرتے تھے - براہمن اور سب برنوں کے
ہاتھ کا کھانا کھاتے تھے، جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک
شلوک سے معلوم ہوتا ہے (۳) - موجودہ چھوت چھات ہمارے زمانہ
کے آخری حصہ میں بھی پیدا نہ ہوا تھا - البرونی لکھتا ہے
کہ چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھ رہتے تھے اور ایک دوسرے
کے ہاتھ کا کھائے پیتے ہیں - (۴) ممکن ہے کہ یہہ قول صرف
شمالی ہندوستان سے متعلق ہو کہونکہ دکھن میں سبزی خوردوں

(۱) راجپوتانہ کا اتھاس جلد ۱ صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸ -

(۲) سی ری وید کی ہٹری آف میڈیکل انڈیا، جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳،

جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتی - ادھیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البرونی کا ہندوستان، جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ
ملازمت رفتہ رفتہ سبھی بدوں میں بڑھتی گئی -

ہندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

ہندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان
بہمیں دیا، دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی -
سلاء اگر برہمچاریہ، بان پرستہ و عیرہ آشرموں میں نفس
کشی پر زیادہ زور دیتے تھے، دو گڑھستہاشرم میں دنیاوی
مسترتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے - اہل ثروت بڑے بڑے
عالی بان محتلوں میں رہتے تھے - کھاتے، پہنتے، سوتے،
بگھلتے، مہمانوں کی ملاقات، گانے بجانے و عیرہ کے لئے الگ الگ
کمرے ہوتے تھے - کمروں میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے معقول
انتظام دھتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے
وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے ہوا کرتے تھے جہاں لوگ ہزاروں کی
معداد میں جاتے تھے - ہرش کے زمانہ میں ہر پانچویں
سال عظیم الشان مذہبی جلسے ہوا کرتے تھے جن میں ہرش
فقرا کو دان دیا کرتا تھا - ہیون سانگ نے اس کا ذکر اپنے
سفرنامے میں کیا ہے - اُن کے علاوہ ہر تہذیب پر خاص
خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذہبی جلسے متحض
دلچسپی کے لئے نہ ہوتے تھے، بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی
بہت اہم ہوتے تھے - اُن میلوں میں دور دور سے بیویاری آتے تھے
اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج
آج بھی قائم ہے - اُن میلوں میں بہت دھوم دھام ہوتی

تھی - اکثر بہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہونے تھے جیسا کہ رتلاولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے - ہندوؤں میں تہواروں کی کثرت ہے اور وہ لوگ انہیں بڑے حوصلہ سے ملاتے تھے - ان میلوں کا ہندوؤں کی معاشرتی زندگی میں خاص حصہ تھا - ہولی کی تقریب میں پتھکاری سے رنگ ڈالنے کا بھی رواج تھا ، جیسا کہ ہرش نے رتلاولی میں لکھا ہے (۱) - لوگوں کی تدریج کے لئے باتک گھروں کا ذکر بھی ملتا ہے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں کا بھی ذکر پایا جاتا ہے جہاں شہروائے تدریج کے لئے جایا کرتے تھے - باتک ، رقاصی ، مہیستی ، اور تصویرنگاری میں کہاں تک ترقی ہو چکی تھی (۲) اس پر آئیے روشنی ڈالی جائے گی - کبھی کبھی باغوں میں بڑی بڑی دعوتیں ہوتی تھیں جن میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - لوگ طوطا میلا وغیرہ چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگوں کی تدریج کے لئے مرہون ، تیتروں ، بھینسوں اور میاںدھوں کی لڑائیاں بھی ہوتی تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ، سواری کے لئے گھوڑوں ، رتھوں ، پالکیوں اور ہاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی کافی رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں - اُس میں عورت مرد سب شریک ہوئے تھے - عورت مرد مل کر

धारायंत्र विमुक्त संततपथः पूरप्लुते सर्वतः ।

(۱)

सयः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षपां प्रांगणे-र-ज्ञावली अंक ११ ॥ ११ ॥

(۲) हरि मन्त्रादमा कद मकरि मन्त्र ۱۷۵ - ۷۶ -

جھولا بھی جھولتے تھے - دواں کا میلہ بارش کے دنوں میں ہوا کرنا تھا - یہہ رواج آج بھی سارے ہندوستان میں قائم ہیں - ان مشاعل تفریح کے علاوہ شطرنج ، چوپڑ وغیرہ بھی کھیلے جاتے تھے - جوئے کا بہت رواج تھا ، پر اُس پر سرکاری نگرانی دھتی تھی - قمار خانوں پر محصول لگتا تھا ، جیسا کے کتبوں سے پایا جاتا ہے (۱) - چھتری شکار خوب کھیلتے تھے - راجے اور راج کمار سار و سامان کے ساتھ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے - شکار تیروں بھالوں وغیرہ سے کھیلا جاتا تھا - شکاری کتے بھی ساتھ دھتے تھے -

پوساک

بعض علما کا خیال ہے کہ ہرش کے زمانہ تک ہندوستان میں سہنے کا فن نہ پیدا ہوا تھا (۲) - وہ اس دعویٰ کی دلیل میں ہیونسنسنگ کا ایک قول پیش کرتے ہیں (۳) ، لیکن ان کا یہہ خیال باطل ہے - ہندوستان میں گرم ، معتدل ، سرد سبھی طرح کے خطے موجود ہیں - یہاں نہایت قدیم زمانہ سے ہر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تھے - ویدوں اور براہمن گرتھوں میں سوئی کا نام ’سوچی‘ یا ’بیشی‘ ملتا ہے - تہتہ براہمن تین قسم کی سویوں کا حوالہ دیتا

(۱) وکرمی سمیت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ م) کے اودے ۱۲ کے قریب کے سارنیشور

میں لگے ہوئے کتبے سے -

(۲) سی ری وید ہٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۸۹ -

(۳) واکرس آن ہیونسنسنگ جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ -

ہے : لوہے ، چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قہلچپی دو
 بھورج کہا ہے (۲) - شرت سنگھنا میں ناریک دھاگے سے سیلے
 کا ذکر موجود ہے - ریشمی چٹے کو تاریپہ (۳) اور اونی
 کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراہی (۵) بھی ایک قسم
 کا سلا ہوا کپڑا ہوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ہے
 کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ہی نہیں چمڑا
 بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی نہائی کا ذکر ویدک زمانہ
 میں بھی ملتا ہے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے
 ہمارا ملشا صرف یہہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارے یہاں سیلے کا
 فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ہمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انڈریہ یا
 ساری تھی جو آدھی پہلی اور آدھی اڑھی جاتی تھی -
 باہر جانے کے وقت اس پر اُریہ (دوپٹہ) اڑھ لیا جاتا تھا -
 عورتیں ناچنے کے وقت اہلکے جیسا زری کے کام کا لباس
 پہنتی تھیں جسے پوشس کہتے تھے (۱) - مٹھرا کے کلمکالی

(۱) تیتریہ براہمن ۳ - ۹ - ۶ -

(۲) رگ وید ۸ - ۴ - ۱۶ -

(۳) اتھرو وید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جینیہ اپنڈ براہمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(۶) رگ وید ۲ - ۳ - ۶ -

تیلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں مندوش ہمن - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ہے (۱) - استہلا نے اپنی کتاب میں ایک جہن مورتی کے نہجے دو چہایوں اور دین چہایوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ہے - تیلوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے ہی ہیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچنے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں - عورتیں چھینٹ کے کڑے بھی پہنتی تھیں، جیسا کہ احنٹا کے عار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے - اس میں عورت کمر سے پہچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انکھا پہنے ہوئے ہے (۳) - بیاباری لوگ روئی کے چنے اور کرے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلانے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کٹاری بھی ہوتی تھی - ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھجلی (Jalkhela) (Half-print) پہنتے تھے (۴) - ان لباسوں میں رنگہلی، خوبصورتی اور صنائی کا بہت ہی لحاظ رکھا جاتا تھا - ہونسانگ نے روئی، ریشم اور اُون کے

(۱) استہلا کی مٹھرا اینڈی کوٹیز، پلیٹ ۱۴ -

(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -

(۳) استہلا انفورڈ ہسٹری آف انڈیا ۱۵۹ -

(۴) رادھا کد مکرجی، ہرش ۱۷۰۹ - ۱۷۷ -



(۱۴) چھبلیٹ کی انگیا پہلی ہوئی عورت کی تصویر

صفحہ ۶۴

[اچٹا لے عار سے]



(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]



کتواتے تھے - چھترو لمبی قازھی رکھتے تھے - جھسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ہوتا ہے - بہت سے لوگ پھروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

۰۰۰

جسم کی آرائش زیوروں کا دواج بھی عام تھا - مرد اور عورت دونوں ہی گہلوں کے شوقین تھے - ہبونسانگ لکھتا ہے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہلے استعمال کرتے تھے - ہمیشہ قیمت موتیوں کے ہار ، انگوٹھیاں ، کڑے ، اور مالائیں ان کے زیور ہیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند ، سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کدقل وغیرہ کتلے ہی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا دواج عام تھا - ایسے چھدے ہوئے کانوں کی عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ہیں - پھروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ہاتھوں میں کڑے اور سلکھ یا ہانہی دانت کی مرصع چوڑیاں ، بازو پر مختلف قسم کے بازوبند ، گلے میں خوبصورت اور ہمیشہ قیمت ہار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستان کہیں کہلے ، کہیں پتی سے بلندھے ہوئے اور کہیں چولی سے تھکے رکھے جاتے تھے -

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف مڈیول انڈیا ح ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چاندالوں کی عورتیں پیروں میں جواہر نگار گھلے پہن سکتی تھیں (۱) - ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زبوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زبور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلانی کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ہے مسلمانوں سے یہہ زبور لئے گئے ہوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ابسی مجلسوں شاہی درباروں یا علما کی صکاتوں میں ہوتی تھیں - بان بہت اپنی کلامداری میں راج سبھا کے علمی تعریحات کا کچھ ذکر کرتا ہے ، مثلاً برجستہ شعر گوئی ، قصہ گوئی ، تاریخ اور پران کا سماع ، موسیقی ، پہیلیاں ، چویدے ، وعیوہ -

دبا

کھائے میں صنائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اسلگ نے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے - ہندوستان کے لوگ بذاتہ صنائی پسند ہیں ، کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے ہیں ، جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ، کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ، چاندی ،

تانبے وغیرہ کے 'رتن خوب صاف کئے جاتے ہیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ہے حالانکہ اب اس کی جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ہے -

ہندوستان کی غذا عموماً گھہوں ، چاول ، جوار ، باجرا ، دودھ ، گھی ، گڑ اور شکر تھی - الادیسی اہل وازے کے بیان میں لکھتا ہے : 'وہاں کے لوگ ، چاول ، مٹر ، پھلیاں ، آرد ، مسور ، مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ہوں کھاتے ہیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی دھن کو ہلاک نہیں کرتے ، (۲) - مہاسا بدھ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ہوتا گیا - ہندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھ ہندو ہوئے تو اہلسا اور سبزی خوری کو اپنے ساتھ لائے - ہندو دھرم میں گوشت خوری گناہ سمجھی جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ہو گئی تھی - مسعودی لکھتا ہے کہ براہمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھی براہمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ہے ' لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ہے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ شرادھ میں گوشت نہ کھانے والا براہمن گنہگار ہو جاتا ہے - رفتہ رفتہ گوشت خوری کا

(۱) وائس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سی وی رید کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براہمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے - ہرن ، بھڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ہے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انہیں پراشیوت کرنا پڑتا تھا - شمالی ہندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چنڈال ہر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ، اس لئے وہ سب سے دور رکھے تھے -

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا - دروہیچوں (جلیو پھلنے والوں) کو تو شراب بھیجیے کی بھی ممانعت تھی - براہمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ہے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول ہے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی الواقع راجہ نہیں ہے - اس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے دھتے ہیں ، تو جو راجہ خود متوالا ہو ، بھلا کھونکر راجہ کا انتظام کر سکتا ہے (۱) - واتسیائن کے کام سوتر سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صناعی کا

خیال بہت تھا تاہم ایک دوسرے کے ہاتھ کا کھانے کی مسامحت نہ تھی - چھوٹ چھات کا خیال ویشنو دھرم کے ساتھ پیچھے سے پیدا ہوا -

متذکرہ بالا حالات سے ہماری مراد یہہ ہرگز نہیں کہ ہندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - ان کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی ہی مذہبی باتیں زندگی کا جزو بنی ہوئی تھیں - پلج مہایکھ ہر ایک گڑھستھ کے لئے لارمی تھا ، مہمان نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودھ دھرم کے باعث کم ہو گئی تھی اس زمانہ میں بکھ بہت کم ہوتے تھے - مگر ہندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھ یگیوں کا پھر رواج ہو گیا ، ہمارے زمانہ ریر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامی کا رواج

ہندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج ہمارے زمانہ ریر تنقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاکھ ولکھ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود ہے - یاکھ ولکھ اسمرتی کے تفسیر نویس وگھانیسور نے (بارہویں صدی) پلدرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ راد (کھر کی لڑکتی سے پیدا) ، کریت (خریدا گیا) ، لیدھہ (دان امیں ملا ہوا) ، دایا دو پاکت (خاندانی) ، انکال بھریت (قحط میں، مرنے سے بچایا ہوا) ،

آہٹ (روپیہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا) ، دین داس (قرض کی علت میں رکھا ہوا) ، یدھہ پراپت (لڑائی میں بکرا ہوا) ، بلیجیت (حوے و عبرہ میں جبتا ہوا) ، پربرجیاوست (سادھو ہونے کے بعد بگڑ کر بنا ہوا) ، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا ہوا) ، بزواہریت (گھر کی لوحی کے فرانی میں آیا ہوا) ، اور آتم بکریتا (اپنے آپ کو بیچنے والا) - فلام جو کچھ کھانا تھا اُس پر اس کے مالک کا حق ہوتا رہا - کچھ لوگ علاموں کو چوری کر کے انہیں بیچ ڈالتے تھے -

یہاں کی علامی دوسرے ملکوں کی علامی کی طرح حنیور ، قابل نصرت اور شرمناک نہ تھی - یہہ علام گھروں میں گھر کے آدمیوں کی طرح رہتے تھے - تھوہار اور تعویذوں میں علاموں کی بھی خاطر کی جاتی تھی - جو فلام تلدھی سے کام کرتے تھے اُن کے مالک اُن کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے علاموں کے ساتھ رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے ہوئے تھے - باگیہ و لکیہ استری میں لکھا ہے کہ زبردستی فلام بنائے ہوئے اور چوروں سے خریدے گئے فلاموں کو اگر مالک خود آزاد نہ کر دے تو راجہ انہیں آزاد کرا دے - کوئی سانحہ پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صلہ میں فلام آزاد کر دیا جاتا تھا (۱) - ہارڈ اسمتھ میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ آقا کی جان بچانے والے فلام کو

اولاد کی طرح جائیداد میں ورثہ بھی دینا جائے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وہ قرض ادا کر دیئے پر آزاد ہو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گڈئیں دے کر، آہٹ غلام دوپٹے دے کر، لڑائی میں پکڑے ہوئے اپنے کو خود بھینچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جھٹے ہوئے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دے کر یا عوض دے کر آزاد ہو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہوا ہے - آدا غلام کے کلدھ سے پانی کا بھرا ہوا گھڑا اٹھانا اور اُسے توڑ کر اکشت، پھول وغیرہ عالم پر پھینکتا ہوا تین بار کہتا تھا: اب تو میرا غلام نہیں ہے، - یہ کہہ کر اسے آزاد کر دینا تھا - یہاں نے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چیلنی اور عرب سپاہیوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ہی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توہمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی برقی ہونے کے باوجود عوام میں توہمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بہوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - آتھرو وید میں تسخیر، تالیف، تخریف وغیرہ کا ذکر موجود ہے - راجہ کے پروہت آتھرو وید کے عالم ہوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو توڑے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں ان توہمات کا بہت رور تھا - بان نے پرہیا کرور دھن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا ہے (۱) - کادمبری میں بھی بان نے لکھا ہے کہ والاسوتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی، ٹلڈے باندھتی تھی، گھدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی، بھوتوں کو خوش کرتی تھی اور دمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھ کے حلقے بنانے، گوروچن سے بھوج پتر پر لکھے ہوئے منتروں کے چلتر باندھنے، چڑیل سے بچنے کے لئے مور پلکھوں کے اُرسیلے، سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا ہے (۲) - بھویوتی نے مالتی مادھو میں لکھا ہے کہ اکھور گھلت مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - ”دگو توہو“ میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدموں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر ہے - ان اسباب سے ظاہر ہوتا ہے

(۱) بان کا ہرش چرب صفحہ ۱۵۴ -

(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -

کہ ہمارے زمانہ متعینہ تک ہندوستان میں توہمات کا خاتمہ
 زور تھا - لوگ بھوت ، پریٹ ، ڈانکنی ، شاکنی ، وغیرہ کے
 معتقد تھے - سومہشور کوی کے سورتھو تسو ، نامی کاویہ سے
 ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ لوگ جادو مندروں سے دشمنوں کو
 قتل کرانے یا زخموں کو مندروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل
 کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور
 آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم
 اس وقت بھی موجود تھی -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات
 و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ ہوگا - زمانہ
 قدیم سے ہی ہندوستانیوں کے اطوار بہت ہی پسندیدہ اور
 نیک رہے ہیں - میٹاستھنیز نے لکھا ہے کہ وہ لوگ
 سچ بولتے تھے ، چوری نہیں کرتے تھے ، اور نہ اپنے گھروں میں
 تالے ڈالتے تھے - جواں مردی میں ایشیا میں ان کا کوئی
 ہمسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ، انہیں
 عدالت میں جانے کی ضرورت کبھی نہ ہوتی تھی - یہہ
 کیفیت زمانہ قدیم میں ہی نہیں تھی - ہمارے زمانہ کے
 سپاہیوں نے بھی ان کے خوش کردار ہونے کی اچھب تعریف
 کی ہے - ہونسانگ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ سادگی
 اور ایمانداروں کے لئے مشہور ہیں - وہ کسی کا مال نصیب

نہیں کرتے - الدریسی لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ ہمیشہ حق کی حمایت کرتے ہیں ، حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صنائی نہک نہتی اور صداقت مشہور ہے - اُن معاملات میں وہ اتنے نہک نام ہیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف اُن سے تعلقات پیدا کرتے ہیں جس سے اُن کا ملک خوش حال ہوتا جاتا ہے - (۱) تیرھویں صدی کا شمس الدین ابو عبداللہ بدیع الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہندوستان کی آبادی بہت گھنی ہے ، وہاں کے لوگ دھوکے اور بد نہتی سے مرگتے ہیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرھویں صدی) نے لکھا ہے کہ براہمن اچھے تاجر اور حق پرور ہیں - وہ گوشت مچھلی کا استعمال نہیں کرنے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے ہیں - وہ طویل العمر ہوتے ہیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجھتے تھے ، شمشیر بکف مرنے کی اُن کی تمنا دھتکتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ، پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پاسی میں قلوب

(۱) الیک ، جلد ۱ صفحہ ۸۸ -

(۲) میکس مولر ، اقتدا - صفحہ ۲۷۵ -

(۳) مارکو پولو ، جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ گنگ کے مصلف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظہریں ملتی ہیں۔ بعض اوقات براہمن بھی ضعیف ہو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے۔ سکندر کے زمانہ میں ایک براہمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ہے۔ مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ہے۔ (۱)

ہندوستانی ہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جانی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ہو۔ زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے انہیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا۔ گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ یکہ ویدہ رسوم میں شوہر کے ساتھ بیٹھنا لازمی تھا۔ راماین اور مہابھارت میں ہی نہیں ان کے بعد کے نائکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ہے۔ ہمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا۔ بھوبھوتی اور نارائن بہت کے نائکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا۔

عورتوں کی تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا۔ بان بہت

نے لکھا ہے کہ راج شری کو بودھ اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواک مت کا تقرر ہوا تھا۔ بہت سی عورتیں بودھ بھکشو بھی ہوتی تھیں جو یقیناً بودھ عقائد سے کما حقہ واقف ہوتی ہوں گی۔ شنکرا چاریہ کے ساتھ شاسترا تہہ کرنے والے منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور ہے کہ اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا۔ مشہور شاعر راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانہ دورگار تھی۔ راج شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے کا اظہار کرتے ہوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا ہے ہاں میں مقامات پر اس نے اونتی سندری کی رائے کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اونتی سندری نے پراکرت میں مستعمل ہونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی ہی تصنیف سے پیش کی تھی۔ ہم چند نے اپنی دیسی نام مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے ہیں۔ عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر اپنے خیالات یوں ظاہر کرتا ہے۔ ”مردوں کی طرح عورتیں بھی شاعری ہوں۔ ملکہ تو روح میں ہوتا ہے، وہ مرد یا عورت کے جلس میں سمجھ نہیں کرتا۔ راجاؤں اور وزیروں کی بھٹیہاں، ارباب نشاط، پندتوں کی بیویاں شاستروں کی ماہر اور شاعری دیکھی جاتی ہیں (۱)۔ ہمارے زمانہ میں

بھی متعدد عورتیں شاعری لکھتی تھیں - ان میں سے کچھ کے نام یہہ ہیں - 'اندو لیکھا'، 'مارولا'، 'موریکا'، 'وجکا'، 'شہلا'، 'سبھدرا'، 'پدم سری'، 'مدالسا اور لکشمی' - اتنا ہی نہیں عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دی جاتی تھی - بہاسکر اچاریہ (بارہویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لہلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لہلاوتی نام کی کتاب لکھی - ا فلون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - بان نے راج سری کو گانا، ناچنا، وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ہے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتوں درباروں میں آتی تھیں - ہیونساگ لکھتا ہے کہ جس وقت ہون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتھ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ہرش کی ماں بھی اراکھن دربار سے ملتی تھی - بان کادمیری میں لکھا ہے کہ بلاسوتی مختلف شکون جاننے والے جوتشہوں اور مندر کے پجاریوں اور براہمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کی کتھا سنتی تھی -

راج سری ہونساگ سے خود ملی تھی - اُس زمانہ کے نانکوں میں بھی پردہ کا کوئی ذکر نہیں ہے - سیاح ابوزید نے لکھا ہے کہ مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تھیں، میلوں اور باغوں میں سدر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتھ عورتوں بھی جاتی تھیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا ہے - عورتیں فوجی ملازمت بھی کرتی تھیں، اور راجاؤں کے ساتھ دربار، ہوا خوری، لڑائی وغیرہ میں شریک ہوتی تھیں - وہ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتی تھیں - کہیں کہیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گروہار کئے جانے کا ذکر بھی آیا ہے - دکھن کے پچھمی سولنکی وکرمادینہ کی بہن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع ہوئی تھی - اور فن سیاست میں اتنی ماہر تھی کہ چار صوبوں پر حکومت کرتی تھی - ایک کتھ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے (بھگاتوں ضلع کے) گولاک کے فلعہ کا محاصرہ بھی کیا تھا - اسی طرح اور بھی ایسی مثالیں دی جا سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کا چلن نہ تھا - اتنا البتہ تحقیق ہے کہ راجاؤں کے محلوں میں ہر خاص و عام کو جانے کی اجازت نہ تھی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع ہوا - شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کا زور زیادہ تھا - اس لئے وہاں اونچے خاندانوں میں گھونگٹ اور پردہ دونوں ہی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نہ ہوا وہاں پردہ یا گھونگٹ کا رواج بھی نہ چلا - آج بھی

واچپوتانہ سے دکھن سارے ہلدیستان میں کہیں پردہ نہیں
ہے اور کہیں ہے یہی تو برائے نام -

سادہ

ملو اسمرتی میں ' جو ہمارے زمانہ زیر تفتد سے پہلے
بن چکی تھی آتھہ قسم کی شادیوں کا ذکر ہے - براہم '
دیو ، آرش ، پراجاپتہ ، آسر ، گاندھرو ، راکشس اور پشاج -
بہت ممکن ہے کہ اس وقت ان آتھوں قسموں کی شادیوں
کا رواج رہا ہو - لیکن روز بروز کم ہوتا جاتا تھا -
پاکھہ و لکھہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار
قسموں کو ہی مرجع کہا ہے - وشدو اور شنکھہ اسمرتیوں
میں پہلی چار قسموں کو ہی جائز کہا ہے - ہادیٹ اسمرتی
میں تو صرف براہم بواہ کو مناسب کہا گیا ہے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود
تھی - راجہ ، سردار اور اہل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے
تھے - ایک کتبہ میں کاجوری راجہ گانگے دیو نے مر جانے
پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستمی ہونے کا ذکر ملتا
ہے - اس زمانہ تک کمسنی کی شادیوں کا رواج نہ تھا -
کالی داس نے شکلتا سے دشولت کے ملنے کا واقعہ لکھا ہے -
شکلتا اس وقت بالغ ہو گئی تھی - گریہہ سوتروں میں
شادی کے کچھ دنوں بعد گریہادھان کرنے کا ذکر ہے - اس
سے صاف ظاہر ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوتی تھیں - ملو اسمرتی
میں لڑکی کی عمر ۱۶ بتلائی ہے - راج سری کی عمر
شادی کے وقت ۱۴ سال تھی - گاندھری سے معلوم ہوتا ہے

کہ مہاشویتا اور کادمیری دونوں کی عمر شادی کے قابل تھی - ہاں ہمارے دور متعینہ کے آخری حصہ میں کمسنی کی شادیوں کا آغار ہو چلا تھا - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیادہ زور پکڑا - بدھوا بواہ اگر پہلے کی طرح عام نہ تھا، لیکن متروک بھی نہ ہوا تھا - یاگیہ و لکیہ اسمرتی میں بدھوا بواہ کا ذکر موجود ہے - وشنو نے یہاں تک لکھا ہے کہ باکرہ بدھوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا ہو وہ جائیداد کا وارث بھی ہے - پراشر تک نے لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا ہو یا سادھو بن گیا ہو، لا پتہ ہو گیا ہو، ذات سے خارج ہو گیا ہو، یا قوت مردی سے مستحروم ہو گیا ہو تو وہ دوسری شادی کر سکتی ہے - مشہور جہن منتری وستوپال تیج پال کا بیوہ سے پیدا ہوا مشہور ہے - یہہ رواج رفتہ رفتہ کم ہوا گیا اور آخری دونوں (جلیو پہننے والوں) میں بالکل عائب ہو گیا - البیروسی لکھتا ہے کہ عورت بیوہ ہو جانے پر شادی نہیں کر سکتی - بدھواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بھی عام عورتوں سے جدا ہوتے تھے - بان نے راج شری کے بیوہ ہو جانے پر اس کا ذکر کیا ہے - آج بھی اونچے ذاتوں میں بدھوا بواہ کا رواج نہیں، مگر نہتچی ذاتوں میں عام ہے -

رسم ستی

ستی کا رواج ہمارے زمانہ کے کچھ پہلے شروع ہو گیا تھا - اور مخصوص میں کسی نہ کسی وجہ سے اُس کا

دراج بڑھتا گیا - ہرش کی ماں خود سستی ہو گئی تھی - ہرش چرت میں اس کا ذکر موجود ہے - راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ، پور ہرش نے اُسے روک لیا - ہرش کی مصیبت ”پرہہ درشہنا“ میں وندھیہ کبتو کی عورت کے سستی ہونے کا ذکر آیا ہے - اس کے پہلے چھٹیویں صدی کے ایک کتبہ سے ”ہاسوگپت کے سپہ سالار گوپ راج کی بیوی کے سستی ہونے کی نظر موجود ہے - البہرونی لکھتا ہے ”دھواٹھیں بنا تو تنسونی لی زندگی بسر کرتی ہیں ، یا سستی ہو جاتی ہیں - راجاؤں کی عورتیں ، اگر بوزھی نہ ہوں تو سستی ہو جاتی ہیں“ (۱) - سبھی بیواؤں کے لئے سستی ہونا لازمی نہ تھا - یہہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا -

ان راجوں نے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی - اُن کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی - وید وئاس نے ملو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ہے وہ پڑھنے لائق ہے - اُس کا لبالباب یہ ہے - عورت شوہر سے پہلے اُتھ کر کھڑ صاف کرے ، اسنان کرے اور کھانا پکائے ، شوہر کو کھلا کر بوجا کرے - تب خود کھائے باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے - شام کو بھی کھڑ میں جھازو

اور چوکا لگا کر کھانا پٹاؤے اور حاوند کو کھلاوے - ملو اسمرتی
 میں لکھا ہے کہ جس کھر میں عورتوں کی عزت
 ہوتی ہے . وہاں دیوتا رہتے ہیں - اُسی میں لکھا ہے -
 آچارج اپادھیائے سے اور راپ آچارج سے دس گنا قابل
 معظم ہے . لیکن ماں باپ سے ہزار گنی قابل معظم ہے -
 عورتوں کی مانوسی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی
 ذاتی ملکیت کے متعلق قابوں بنے ہوئے تھے - وہ بھی
 جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق
 ہم تحصیل سے آئندہ لکھیں گے -

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ، پرمغر اور بلند پایہ تھا ۔ علمائے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی ۔ ادب ، صرف و نحو ، آیوروید ، نجوم ، ریاضیات ، طبقات ، صنعت و حرفت ، سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے ۔ ہم یہاں تریبہوار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں گے ۔ یہاں یہ بتلانا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ، ناول ، قصے ، کہانیاں ، علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے ۔ حالانکہ وہ زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آ جاتے ہیں ۔

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں ۔

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے ۔ اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی ۔ سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے ۔ کتبہ ، نامب پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے ۔ اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی ۔ اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا ۔

(۲) پراکرت بھاشا عوام کی زبان تھی - یہی بول چال کی زبان تھی - اس کا ادب بھی بہت ترقی کر چکا تھا -

(۳) جنوبی ہند میں اگرچہ علما میں سنسکرت کا رواج تھا - مگر وہاں بول چال کی زبان دراوڑی تھی جس میں تامل - تلگو - ملیالم - کناڑی وغیرہ زبانیں شامل تھیں - ہمارے زمانہ میں ان زبانوں کا ادب بھی ترقی کے شاہراہ میں گامزن ہوا - اب ہم سلسلہ وار ان تہذیبوں بھاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے ہیں -

سکرت ادبیات کی ارتقاء رفتار

ادبیات نے اعتبار سے ہمارا دور مخصوص ترقی کر چکا تھا - ہمارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون ہو چکا تھا - لیکن اس زمانہ میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رہی - ہم اس زمانہ میں سنسکرت زبان میں دیکھ رہے ہیں کہ اس کی طرح لفظوں کی ترکیب، یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکھتے - اس کا خاص سبب یہ ہے کہ عیسوی کی قبل چھٹیوں صدی میں پانڈی نے اپنے ویاکرن کے سخت قواعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ پانڈی کے اصولوں سے منحرف ہو - کہونکہ پانڈی کو لوگ مہرشی سمجھتے تھے - اور سب کو ان سے عقیدت تھی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تھا - یہ حالت زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے - جبھی تو پتلجلی نے بھی پانڈی کے سوتروں میں بعض

مولعوں پر غلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانچویں کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے - اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نہوٹما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - حدایہ سخن کالمی داس ، 'ہاس' اشو کھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالا مال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر ، نائک اپلیکاس ، کتھائیں وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کو ہم بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انہوں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رہی ہیں - اس زمانہ کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کی زیادہ تر تصانیف راماین اور مہابھارت کے واقعات سے ہی ماخوذ ہیں - ہم اگر ان دونوں نصوص سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں ہم سنسکرت کے بعض ادبی جواہرریزوں کا ذکر کرتے ہیں -

کراتارچن -- اس کا مصنف بہاروی ساتویں صدی میں ہوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے ہے - یہ مثلاًوی صرف ادبی خوبییوں کے اعتبار سے نہیں، سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کی ہے - لطافت معلوی اس کا خاص وصف ہے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت العاظ کے مادر نمونے پیش کئے ہیں - ایک شلوک میں 'ن' کے سوا اور کوئی حرف ہی نہیں آئے پایا - صرف آخر میں ایک 'ن' ہے (۱) -

امروشتک بھی ایک لائسی شاعرانہ تصنیف ہے - اس نے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈائل نے لکھا ہے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج، فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں پیدطولی رکھتا ہے -

بھٹی گایہ -- اسی بھٹی نے جو ولہی راجہ دھرمین کا وطن مختار تھا، ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نکتہ کے

न नोननुनो नुनोनो नाना नानानना ननु ।

नुनोननुनो ननुनोनो नानेनानुननुननुन ।

(۱) کراتارچن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۳

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ہے - اس کے ساتھ
سی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ہے -

شویال بدشہ - اس میں درشن کے ہانہوں شویال کے
مارے جانے کا قصہ بطم کیا گیا ہے - اس کا مصنف ماگھ
ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ہوا - اس بطم میں
حسن بیان کے ساتھ تشبیہات لطافت معلیٰ اور محاسن
شاعری کا بادر سموت ہے - اس کی شاعری کے متعلق
مشہور ہے -

دہ گالی داس تشبیہات کا بادشاہ ہے ' بہاروی لطافت
معلیٰ میں یکتا ' دہ گالی محاسن شاعری میں فرد
لیکن ماگھ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ہے " -

ساوادی - اس میں بل دہ گالی کا قصہ بطم کیا گیا ہے -
اس کا نثر بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ہے -
قافیوں کی بلدش اس کی ایک خاص خوبی ہے - قافیے
صرف آخر میں نہیں ہوں وسط میں التزاماً لائے گئے ہیں -
یہ کتاب سندسرت ادب میں ایک معجزہ ہے -

راگھو پاندوی - اس کے مصنف کا نام کوو راج (سن ۸۰۰ء) -
اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھ ساتھ
نظم کئے گئے ہیں - ہر ایک شلوک کے دو معلیٰ ہوتے ہیں -
ایک راماین کی کہتا کا مظہر ہے ' دوسرا مہابھارت کی
کہتا کا - اس طرز کے اور بھی کاتب موجود ہیں -

پارہواہیہودے — یہ کتاب جن آچارج جن سہن نے
دہن کے راشٹرکوت راجہ اموگھہ برہم (سویں صدی) کے
زمانہ میں لکھی — اس کی خوبی یہ ہے کہ پارس ناتھ
نے حالات کے ساتھ کہیں آخری ہند . کہیں پہلا اور چوتھا ہند
کہیں پہلا اور تیسرا ہند اور کہیں دوسرا اور تیسرا ہند
میکھدوت سے لیا ہے — اس طرح اپنی ضخیم نظم میں
اس نے تمام و کامل میکھدوت کو شامل کر دیا ہے
اور اپنے حصہ کی روایت میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا ہوئے دی —
اس کتاب سے میکھدوت کا صحیح متن معلوم ہو جاتا ہے —

یون بو سندکوت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے
پڑھے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے ہیں . لیکن
جسے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارہویں صدی میں
لکھی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکھتی —
شاعر نے مشکل بحر میں حسن بندش کا کمال دکھایا
ہے — اپنی عدم احوال قدرت ظلم سے اس نے صنائع لفظی
اور قافیہ کی موزوں کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ ساری
نظم بے انتہا شیریں اور پرتانہر ہے — اُسے مختلف
راگوں میں لوگ ڈا سکتے ہیں — اس تصنیف نے بڑے
بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا ہے — اور کئی
نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی ہے —

ان کے علاوہ اور بھی کتنی ہی رزمیہ نظمیں ہمارے
زمانہ زیر بحث میں لکھی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل ہیں - مشہور شاعر چھوہندرنے نے رامائن
ملنچوری ، بہارت ملنچوری ، اور دس اوتار چرت
سے ماترکا ، چانک مالا ، کوی کلنٹھ آبھرن ،
چکربرج سنگر ، وغیرہ چھوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف
کیں - کمارداس کا چانکی مرن ، ہردت کا راکھو نیشدھی ،
ملنکھ کا شری کلنٹھ چرت ، ہرش کا بوشدھ چرت ،
وستویال کا دیر سارائن آند کاویہ ، راجانک جے رنہ کا
ہر چرت چلتاسن ، راجانک رتاکو کا ہر ہجے
مہاکاویہ ، دامودر کا دنتی بہمت ، ناگ بہت کا دہیمی
سروان ، دھنلچے کا دوی سلدھان مہاکاویہ ، سلدھیادر
لندی کا رام چرت ، ولہن کا دکرمانک دیو چرت ،
پدم گہت کا نو ساسانک چرت ، ہیم چندر کا دیویشری
مہاکاویہ ، جھانک کا پرتھی راج بچے ، سوہ دیو کی
دکھرتی کومدی ، اور کلہن کی راج بنگلی ، صدیا رزمیہ
نظمیں ہیں - ان میں سے پچھلی سات تاریک ہیں -

مجموعۃ لطائف و طرائف

ہمارے زمانہ میں لطائف و طرائف کے کئی اچھے
مجموعہ ہو چکے تھے - آیت گنتی (۱۹۹۳ ع) کے سربہاشت
رتن سلدوہ ، اور ہلبیہ دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے سربہا

(۱) کئی علماء اے چودھویں صدی کی تصنیف مانتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں -
سروانند نے جو ۱۰۸۱ شک سبت (۱۱۵۹ ع) میں ہوا تھا امر کوہ کی
"ٹیکا سرسو" نام کی تشریح میں "سربہاشتاری" کے اجزا نقل کئے ہیں -

شعرا کی ' کے علاوہ ایک بوندھ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ہے جو مشہور ماہر سلف ڈاکٹر تامس نے 'کویندر بچن سمپتے' کے نام سے شائع کیا ہے - اس کتاب کی بارہویں صدی کی لکھی ہوئی ایک نقل ملی ہے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ہو سکا -

تہذیب نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ہے - ہمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظر انداز نہیں کیا - چھتری چھوٹی کہانیوں کا رواج ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے - بودھوں اور جہلیوں کے مذہبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں ' اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی - سنہ ۶۰۰ء سے قبل کتلی ہی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ہیں - مشہور زمانہ 'پنچ بندر' بھی تیار ہو چکا تھا - اس کے ترجمہ کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا - ہاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا - یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ہو گئے - اس کے سوا ہمارے زمانہ کے بہت پہلے 'برہت کتھا' بھی موجود تھی جسے 'دگلاکھہ' نام کے ایک عالم نے پشچی زبان میں لکھا تھا - 'دنکی' سوبندھو اور بان وعہرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ہے -

چھپھلندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں 'برہت کتھا منجری' کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت سوم دیو نے بھی 'کتھا سرت ساگر' کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا - اس کا تیسرا ترجمہ بھی 'برہت کتھا شلوک سنگرہ' کے نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال 'پچھسی' 'سنگھاسن' 'بھسی' اور 'شوگ بھتری' وغیرہ قصص کے مجموعے بھی ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہنچ گئیں اور وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتھے ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ چھلکتا ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی نثر کے ناول یا 'آکھاڈائیں' بھی لکھی گئیں - اگرچہ یہہ سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہوں پر ان کا طرز بیان شاعرانہ ہے - صدائے و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات ہیں - پچھیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دلتی کوئی کی تصنیف 'دش کمار چورت' سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و رواج، عام تہذیب، راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام ہر تواتر کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سویڈش کا بنایا ہوا 'واسودتا' بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے۔ لیکن صنعتوں کی اس مہم اس قدر بھرپور ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا اور لکھنے کے چارے چارے ہیں۔ کہیں دھن تو ارک ہی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی ملتے ہیں۔ اس سے شاعر کے تبتدو کا پتہ بھلے ہی ملتا ہو۔ پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی اذق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے۔ بان کے 'ہرش چرت' اور 'کادمیری' بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں ہیں۔ 'ہرش چرت' ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے۔ اس سے ہرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے۔ اس کو زبان سہایت مشکل اور بلدشوں سے پردے۔ اس کا دھیرہ الفاظ بہت بڑا ہے۔ جذبات اور زبان مردو لحاظ سے 'کادمیری' بہترین تصنیف ہے۔ اس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے۔ اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا۔ اس کا قصہ ثانی اس کے بھتیے پلن بہت نے لکھ کر کتاب پوری کر دی۔ ان دونوں نروکوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کر دی ہیں کہ اور کسی مصنف کے ہاں نہیں ملتیں۔ اس سے علما میں یہہ ضرب المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آئیں خوار ہیں سوڈھل کی 'آدے سندری کتا' اور دھن پال کی 'تک منجری' بھی رنگین نثر کے بیس بہا نمونے ہیں۔

چمپو

سلسلہ کورت ادب میں چمپو (نظم و نظم ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور 'بل چمپو' ہے جس سے نئی بکرم بھٹ نے سنہ ۱۹۱۵ء کے قریب نمایا تھا - سوم دیو کا 'دیشس تلک' بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھ جا سکے -

نائک

نائکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانڈی کے قبل ہی جو عیسوی کی چھٹویں صدی میں پیدا ہوا اس کے اصول و قواعد مضبوط ہو چکے تھے - پانڈی نے شلالی اور سری شاشو کے رت سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھرت نے 'ناتھہ شاستر' بھی لکھا - ہمارے زمانہ کے قبل 'بھاس'، 'کالی داس' اشو گھوش وغیرہ نامور نائک نویس ہو گئے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی نئی اچھے نائکوں کی تصنیف ہوئی - مہاراجہ شودرک کا بتایا ہوا 'مرچھہ کٹکا'، 'ناتھہ پاپہ نائک' ہے - اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں - 'قدوچ' کے راجہ ہرہ وردین نے جو بہت ہی عام دوست واقع ہوا تھا 'دیناوالی'، 'اور' 'پریتہ درشکا' نام کے دو نائک لکھے - افراد کی تشریح اور افعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی نائک اونچے

درجہ کے ہیں۔ اس کا تہہ نائک د ناگند ہے جس کی پروفیسر
 مہکدابل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ہے۔ اس فن میں
 کالی داس کا مدمقابل بہو بھوتی بھی زمانہ زیر تفتہ میں
 ہوا۔ بہو بھوتی ہوار کا رہنے والا براہمن تھا۔ اُس نے نھن
 نائک د مالتی مادھو، مہابیر چرت، اور د اتر رام چرت
 موجود ہیں۔ ان میں ہر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا
 ہے۔ د مالتی مادھو، میں د شریکار رس، (حسن و عشق)
 د مہابیر چرت، میں د بھر رس، (دلوری) اور د اتر رام چرت، میں
 د کرونا رس، درد و غم، غالب ہے۔ مگر جذبات درد کے اختصار
 میں بہو بھوتی کو سبھی شعرا پر سبق ہے۔ اُس کی بلندی
 فکر حیرت انگیز ہے۔ اُس نے نائکوں میں یہہ عیب ہے کہ افراد
 کی گنگو بہت طولانی ہو گئی ہے اور اس لئے وہ کالی داس
 یا بھاس کے نائکوں کی طرح کھیلے جانے لگے موزوں
 نہیں ہیں۔ بہت نارائن ہے تو اسی زمانے کا شاعر مگر
 اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا
 کہ کس سلسلہ میں پیدا ہوا۔ اس کا د بھلی سنگھار،
 نائک بہت اونچے درجہ کا ہے۔ اس میں مہا بھارت کی
 لڑائی کا ذکر ہے۔ چنانچہ د بھر رس، اس کی خصوصیت ہے۔
 د مدرا داکھس، کا مصنف وشادھ دت بھی آٹھویں صدی کے
 قریب ہوا۔ یہہ نائک اپنے رنگ میں فرد ہے۔ اس میں
 سیاسیات کا رنگ نمایاں ہے۔ راج شیکھر نے بھی جو
 نلوچ کے راجہ مہندر پال اور مہری پال کا وظیفہ خواہ تھا کئی
 اچھے نائک لکھے۔ وہ سلسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جید عالم تھا - اپنے نائکوں میں اس نے کئی نئے بہدروں کی ایجاد کی ہے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ہے - اس کے دہال راماین ، اور ہال دہاہارت کا ، موضوع تو نام سے ہی ظاہر ہے - اس کا تیسرا نائک ، دودھہ شال بھلچکا ، ایک ظرافت آمیز نائک ہے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ہوا تھا ، ہنومان نائک ، لکھا جسے نائک کہنے کے بجائے مثبوی کہہ سکتے ہیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) دہپرودھہ چلدروڑے نام کا ایک بے نظیر نائک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ہے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس نائک کا ہمسر نہیں - اس میں قناعت ، عفو ، حرص ، طمع ، عصہ ، تکبر ، حسد ، نگہ باطل وغیرہ افراد ہیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس نائک کو اہم کہہ سکتے ہیں - ان نائکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے نائک ہیں - مرادی کا لکھا ہوا دہانرکھہ راگھو ، بلہن کا لکھا ہوا دہکرن سندری ، (نائک) چندیل راجہ پرمودی دیو کے وزیر ہتس راج کے لکھے ہوئے چھہ روپک (تمثیلات) - دہکراتار جلی ، (ایک ایکٹ کا نائک) دہکرپور چرت ، (بھاسو - مذاقہہ ڈراما) دہکمنی پرنے ، (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - دہتپردہہ ، (دم - شیطانی ڈراما) دہاسیہ چورامنی ، (ظرافت کا ڈراما) اور دہسندر مچن ، (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوہان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ہوا دھڑکھلی ناک ۔ سومیشور کا
دلت وگرہ راج ۔ پرمار راجہ دھارا برہمن کے بھائی پرہلاسن
دیو کا دیارتھہ پراکرم ، وغیرہ اچھے ڈرامے ہیں ۔ ان کے
غلاوہ اور بھی صدھا ناک لکھے گئے ۔ جن کے نام یہاں
طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے ۔

اچھے صنائع و مدرہ اراہن اب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ہمارے زمانہ میں اچھی
ترقی پائی ۔ ادب کے خاص ارکان صنائع رنگ (دس) اور
لہجہ و مدح پر کئی کتابیں تصنیف ہوئیں ۔ مسرت نے
د کاویہ پرکش ۔ لکھا پر د اسے پورا نہ کر سکا ۔ اس کا
برامی حصہ لکھ سورج نے لکھا ۔ گوبندھن آچاریہ کا
د دھون آؤک ، بھاما کا ، الدار شاستر ۔ راج شیکھر کی
د کاویہ مدداسا ۔ ہرم چندر کا ، کاویہ ابشاسن باگ بھٹ کا
لکھا ہوا د کاویہ ابشاسن ، اور د باگ بھٹ الدار ، ادبھٹ کا
د کاویہ الکا سنگر ، راجدھرت کا د کاویہ سنگر ، بھوج کا د سرسوتی
کلتھہ آبزون ، خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں ۔ اس
موضوع سے متعلق ہمارے زمانہ میں بھی کئی کتابیں
تصنیف ہوئیں ۔ چھند شاستر (علم عروض) نو وید کا عضو
سمجھا جاتا ہے ۔ اس پر بھی متعدد اعلیٰ تصانیف لکھی
گئی ہیں ، جن میں پینکل آچاریہ کا د پنکل چھند سوتر ،
سب سے قدیم ہے ۔ ہمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق
کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا برامی

بہوشن ، ہوم چندر کا ، چھند انوشاسن ، اور چھینندر کی تصنیف ، سوورت تلک ، قابل ذکر ہیں ۔

ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ ہمارے سبقوں کاویہ ، نانک ، اوپنہاس ، تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرہانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ہوا تلف ہو گئے ۔ جو اب بھی موجود ہیں ان کا ہم نے صرف نام گنا دیا ہے ۔ ممکن ہے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی اہمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے ۔

ادبیات پر ایک - سری نظر

سنہ ۲۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ہے کہ ادبی راویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقی کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا ۔ کاویہ ، صنائع ، چھند شاستر (عام عروض) ، نانک ، سبھی اصناف شاہراہ ترقی پر تیز رفتاری سے آتے ہیں ۔ ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے اسانے نہیں ہیں بلکہ شجاعت ، درد ، وفورہ دیگر رنگوں کی تکمیل بھی نظر آتی ہے ۔ اخلاق اور تعالیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ہے ۔ ہاروی کا ذکر اراجلی ، سواسات کے اعتبار سے لائانی تصنیف ہے ۔ بان کی کدھری اور دھرش چرت ، میں جو اخلاقی تعالیم دی گئی ہے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی ۔ بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ہے ۔

شاعری ہندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی - صرف نظم سے متعلق کتابیں ہی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نقد) ایک گنت (علم اعداد) بیج گنت (حجر و مقابلہ) اور ان کے سوالات اور منایں تک نظم میں لکھی گئیں - اتنا ہی نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی معلوم تحریر مندرج ہے - اس زمانہ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر معلوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی -

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اہمیت دی جاتی تھی - وید کے چھ شعبوں میں ویاکرن ہی اولیٰ اور اول سمجھا جاتا تھا - سنہ ۶۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھ تکمیل ہو چکی تھی - پانڈی کے ویاکرن پر کانپائن اور پٹنجاہی اپنے بارتک اور مہابھاشہ لکھ چکے تھے - شرب ورمہ کا دکانٹر ویاکرن، بھی جو مہندیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا - اس پر سات تفسیروں مل چکی ہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن ہندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص موضوع بنا رہا - پلندت ہونے کے لئے ویاکرن میں ماہر ہونا لازمی تھا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی گئیں - سب سے پہلے پلندت

جیادتمہ اور یامن نے سنہ ۶۶۲ ع کے قریب پانلی کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام 'د کاشکا برتی' رکھا - یہ بہت بہت مفید تصنیف ہے - بہرت ہری نے بہاشا شاستر (عام الدسان) کے نقطہ نگاہ سے ویاکرن پر 'واکیہ پر دیشپ' نام کی ضخیم کتاب لکھی اور 'مہابہاشیہ دیپکا' اور 'مہابہاشیہ تریپدی' نام کے خطبے بھی تیار کئے - اس زمانہ تک 'انادی سوتر' بھی ہو چکے تھے جس کی تفسیر سنہ ۱۲۵۰ ع میں اجلت نے لکھی - پانلی کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابوں بھی لکھی گئیں - چندر گومن نے سنہ ۶۰۰ ع کے قریب 'چاندرا ویاکرن' لکھا - اس میں اس نے پانلی کے سوتروں اور 'مہابہاشیہ' سے بھی مدد لی ہے - اسی طرح 'جین' 'شاکتائن' نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی - مشہور جین عالم ہیم چندر نے اچھے زمانہ کے راجہ سدھہ راج کی یادگار مائیم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے ہی زیادہ مبسوط 'سدھہ ہیم' نام کا ویاکرن لکھا - 'جین' ہونے کے باعث اسی نے وید کی زبان سے متعلق قواعد کا مطاق ذکر نہیں کیا - ان کے سوا ویاکرن سے متعلق سدھا چھوٹی چھوٹی کتابیں مرتب ہوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہہ ہوں : وردھہ مان کی لکھی ہوئی 'گن وتن مہو ددھی' 'بہاسروکیہ کی لکھی 'گن کارکا' یامن کی لکھی ہوئی 'لنگاوشاسن' ہیم چندر کی لکھی ہوئی 'انادی سوتر برتی' دھاتو پاتہہ ' دھاتو پارائن' 'دھاتو مالا' اور 'شہد انوشاسن' وغیرہ -

۱۔

ہم اردہ لکھ چکے ہیں کہ سنسکرت کے اشو کا رجھان اصلاح زبان کی طرف مہوں بلکہ ذخیرۃ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی چاہب تھا - اس زمانہ میں اس کا ذخیرۃ الفاظ بہت بڑھ گیا تھا - اس لئے لغت کی ضرورت محسوس ہوئی اور کئی لغت بنی - اس میں بعض ایسے ہیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دیئے گئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی ہے - کئی لغتوں میں تذکرہ و تاسیث سے مخصوص بحث کی گئی ہے - امر سنگھ کا مرتب کیا ہو امر کوس جو مملووم لغت ہے نہایت مشہور تصنیف ہے اور ہمارے زمانہ کے آماز کے قریب مرتب کیا گیا ہے - یہہ 'دکوش' انما مقبول ہوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسہرین شائع ہوئیں، جن میں سے اب چند ہی تفسہروں کا کچھہ شان ملتا ہے - بہت چھہر سوامی کی تفسہر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور ہے - پرسوتم دیو نے 'نیرکانہ شہش' کے نام سے امر کوش کا ایک تسمہ لکھا - یہہ بہت ہی مفید مطالبہ مجموعہ ہے کیونکہ اس میں ہودھ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دیئے گئے ہیں - اسی مصلف نے 'دھاراولی' نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب فامض الفاظ شامل کئے گئے ہیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاہئے - شاشوت کا لکھا ہوا ڈائیکارٹھ سمجھے، بھی نہایت کارآمد تصنیف ہے - ہلایڈ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب ڈاہی دھان (تن ماک، نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک ہیں - دکھنی عالم بانو بہت کا ڈیوجولائی کوش، بھی اچھی کتاب ہے - اس میں العاط، حروب کی تعداد اور جنس کے ساتھ ساتھ ردیفدار لکھ گئے ہیں - ان لغات کے علاوہ دھنڈھے کی ڈام مال، مہیشور کی ڈشو پردکس، اور ملکہہ کوپی کی ڈائیکارٹھ کوش، دفعہء مجموعہ بھی تیار ہوئے - ہوم چلدر کا ڈاہی دھان چنقا منی، معرکہ الارا تصنیف ہے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تتمہ ہے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق العاط کی تشریح کی گئی ہے - اِس کا نام ڈبھت کوش، ہے - اس نے اُنھارٹھ سنگرد بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب کوشو سوامی نے نادرٹھ سنگاپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

۱۰۱۰

ہمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقی کی انتہا تک پہنچا ہوا تھا - اس کے قبل ہندوستان میں فلسفہ کے چھ مشہور شعبے تھیں یا چکے تھے - نیلے، دیپھے، شک،

سانکھیہ، یوگ، پورب مہمانسا اور ابر مہمانسا (ویدانت) - پانڈی نے نہالے سے 'نہانک' کا استخراج کیا ہے - سبھی شعبے مندرجہ عروج پر تھے - ان کے - علاوہ بودھ اور جین فلسفہ نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا - قوم کی خوشحالی، ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں معاش کی جانب سے بے فکرگی کا فدری نتیجہ تھا کہ فلسفہ کو فروغ ہو - سنہ ۶۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوز گرنکھ) مرتب ہو چکی تھیں اور ان پر عالمانہ و محققانہ تفسیریں بھی لکھی جا چکی تھیں -

نیائے درن

نہالے فلسفہ کے اس شعبے کو کہتے ہیں جس میں کسی شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں قائم کی گئی ہوں - اس درشن کے مطابق ان سولہ اسباب (پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مہملی ہے -

دلہل، وہم، علت، وہ شے جو ثابت کی جائے، تمذیل، حقیقت، بحث، حجت، تحقیق، مقدمہ، مذاطرہ، اعتراض، دلہل فاسد، استحراب، بذلہل، تردید -

دلہل کے چار اقسام ہیں - بدیہ (پرتپیکھس)، قیاس (اتومان)، تقابل (اُپما)، اور شہادت (شبد) -

بدیہ کی دلہل بزرگوں کے اقوال ہیں - معنوی امور کی دلہل وید ہیں - وید ملہجانب خدا ہیں - اس لئے

اُن کے مقولات ہمیشہ مستند اور صادق ہیں - پورمئے (وہ
اشیاء جو ثابت کی جائیں) بارہ ہیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قواء دہلہ) -

(۴) ارتہہ (وہ اشیاء جن سے خواہشات کی تکمیل ہو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پرہرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی
حائب مائل کرتے ہیں) -

(۹) پنر جٹم (تلماسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھ

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

!چھا (ارادہ) دویس (منافرت) - پریتن (سعی)
سکھ : دکھ اور عالم حذوقی ، آتما کے ارکان ہیں -
آتما ہی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا جالب ہے - دنیا کا
خالق آتما ہی ایشور (پرم آتما) ہے - آتما ہی کی طرح

ایشور میں بھی اعداد ، مقدار ، تشخیص ، اتصال ، انصال ، ادراک ، ارادہ ، علم وغیرہ صفات ہیں مگر مستمر صورت میں - پہلے حتم کے فعلوں کے مطابق ہمارا جسم پیدا ہوتا ہے - عناصر خمسہ حواس کی تعلیم ہوتی ہے اور ذرات کے اجتماع سے نکوپین -

یہاں درشن کے اس معجل ذکر سے واضح ہوگا کہ ہندو یہاں شاستر ، بعض منطق نہیں ہے بلکہ پرہوؤں (وہ اشیاء جو ناب کی جائیں) سے بحث کرنے والا واسطہ ہے - مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں -

یہاں شاستر کا مصلف گوتم تھا - اس کے یہاں سوتروں کی شرح بانسائن نے کی - اور اس شرح کی تفسیر ساتوپین صدی کے آثار میں اُدوتکر نے لکھی - یہہ تفسیر یہاں شاستر کے احاطہ میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - واسودتا کے مصلف سوہندھو نے 'مل ناگ' ، یہاں استہتی ، دھرم کھدتی اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کیا ہے - تو اساً یہہ سدھی ساویں صدی کے آغاز میں ہوئے ہوں گے - اُدوتکر کی تفسیر واجدہتی مسر نے لکھی ، اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اُدینا چارج نے داتویہ پڑی شدھی نام سے لکھی - سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپلی شہزادہ کتاب ، کسمانجلی ، لکھی - اس میں اس نے یہاں شاستر کے اصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا ہے - دنیا میں مسئلہ توحید پر چلتی کتابیں لکھی گئی ہیں

اُن میں اس کا بھی شمار ہے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت انگیز ہے - اِس میں اُس نے مہمانسا کے مذاقانہ اصولوں اور ویدانتیوں ' سانکھدوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رہنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ہے - اُس نے بودھ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب ' بودھ دھکار ' لکھی - یہہ سب کتابوں قدیم بھائے شاستر سے تعلق رکھتی ہیں -

سنہ ۶۰۰ ع سے بھائے شاستر کے معتقدوں میں جہن اور بودھ علما نے بھی حصہ لہنا شروع کر دیا تھا - اُن کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ہوئی - اسے زمانہ متوسط کا بھائے کہتے ہیں - بودھ منطقی دنگناک نے اِس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالند میں رہنے والے دھرم پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں ' بھائے بندو ' نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جہن عالم ہیمنچندر نے سوتروں کے طرز میں پروان مہمانسا لکھی - متوسطہن کی زیادہ تر کتابوں اب لاپتہ ہیں - ہاں تبت میں بودھ بھائے سے متعلق کئی سلسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ہیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ہو گئیں - نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ہوا - بنگال کے نوادیپ میں گنگکش نے ' تچو چلتامن ' لکھ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ ہے - زمانہ مابعد میں ندیا مہوں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رہی نہ حق کی جستجو - متحضر لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال مہوں اُس کا رواج ہے -

ویشیشک درس

ویشیشک اس فلسفہ کا نام ہے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق ہو - مہرشی کناد اس کے بانی ہیں - اس درشن اور نیائے درشن میں بہت کچھ مسائلت ہے - دونوں ایک ہی فلسفہ کی دو شاخیں ہیں اور اصول مہوں نہا۔ کہلے سے دونوں ہی مراد ہوتے ہیں - کیونکہ گوتم کے نیائے مہوں استدلال کا رنگ غالب ہے ، اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ، روح ، دیہا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک ہیں - نیائے مہوں بالخصوص طرز استدلال اور دلائل کی تحقیق کی گئی ہے ، لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا ہے - درویہ (مجردات) نو ہیں - زمین ، پانی ، روشنی ، ہوا ، فضا ، زمانہ ، جہت ، روح ، پرما آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت مہوں قدیم اور کذیف حالت مہوں حادث ہیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود ہیں - من قدیم ہے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ ویشیش کے معنی خاص ہیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھ صرف چھ ہیں - درویہ (مجردات) ، گن (صفت) ، کرم (حرکت) ، کلہت ، جنسہت اور اتھاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھ بھی مان لیا اور وہ
 'نہستی' ہے - کن چوبیس ہیں - رنگ، مزہ، بو،
 احساس، تعداد، مقدار، تجرد، وصل، فصل، تقدم، تاخر،
 ثقل، رقت، انعام، سماع، تکلیف، راحت و عہدہ - حرکت
 پانچ قسم کی ہے دوری، قبض، اربساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بہاں نہیں - مادہ قدیم
 اور لائانی ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور
 دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ
 روح اپنے فعاوں کے قدیم نتائج بھوکے تو ایشور انہوں حالات
 کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی ارادہ یا تکررک
 سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد
 ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جن
 درشن سے یہ اصول بہت کچھ ملتے جلتے ہیں - مگر
 ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست
 یاد کا پدارتھ دھرم سلگرہ، غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب
 لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے
 سنہ ۹۹۱ ع میں پدارتھ دھرم سلگرہ، کی ایک نہایت
 عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک
 اور نہائے دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے گئے ۔

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی
 ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علت ہے، - اور سکو، رچ اور تم (سرور، خواہش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلق ہوئی ہے - آتما ہی پرش ہے - وہ عمل سے خالی، شاہد، اور فطرت سے جدا ہے - سانکھیہ کے مطابق پرمانما یا ایشور کا وجود نہیں ہے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں - ۵ پرش (آتما) پرکرتی (مادہ)، مہانتو (عقل)، اہکار (انانیت)، گہارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل)، پانچ صفات اور پانچ عناصر اور اے -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم ہے - بدھ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واپسپتی مصر نے ایشور کرشن کی ۵ سانکھیہ کارکا پر ۵ سانکھیہ تتو کومدی نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابوں کم ملتی ہیں اور جو ملتی ہیں وہیں وہ ہمارے دور کی نہیں - یہ امر یقینی ہے کہ اس خیال کے مقلد گہارہویں صدی میں بھی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البہرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا ہے - ایشور کرشن کی ۵ سانکھیہ کارکا، اُس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البہرونی کے ان اعتبارات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے اس موضوع پر پڑھ کر کئے ہوں - آپشدر میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ہے اس سے تو وہ موحد معام ہوتا ہے پر ایشور
 درشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے مذکور ثابت
 کیا ہے -

یوگ

یوگ وہ درشن ہے جس میں خیال کو یکسو کرکے
 ایشور میں مستغرق ہو جانے کے طریقے بتلائے گئے ہیں -
 یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے
 متعلق سادھیا درشن کے خیالات ہی کی تائید کی گئی ہے
 لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس
 عناصر مانے گئے ہیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعاوں کے
 اثر سے پاک، ایشور ہے - اس میں یوگ کے مقاصد،
 ارکان اور ایشور کے وصال کے درائع پر عور کھا گیا ہے -
 یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ معدرات کا شمار
 ہوتا ہے : جہالت، انایت، خواہش، کینہ، اور الفت -
 ہر ایک آدمی کو اپنے فعاوں کے ربر اثر دوسرا جلم لینا
 پوتا ہے - ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر
 کو یوگ کہتے ہیں - یوگ کی عملیات کی مشق کرنے
 کرنے بعدریج انسان کامل ہو جاتا ہے اور بالآخر نجات حاصل
 کر لیتا ہے - ایشور ارلی، مختار، لاشریک، لانی اور
 قید زمان سے آزاد ہے - دنیا دارالمعن ہے اس لئے قابل
 ترک - یوگ کے آتھ ارکان یہہ ہوں - ترکہ اخلاق، ضبط، طرز
 نشست، حبس دم، ترکہ نفس، تھقن، معویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آتھوں ارکان میں مہرولت لازمی اور لازمی ہے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وہی خیال ہے جو سائیکہ کا ہے - اس سے سائیکہ کو گواں یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ہیں -

اس درشن کا ہندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے ہی اس کے مہلد ہو گئے - یوگ سوتروں کی 'ویاس ہاشیہ' کی مسہور و اچسپتی مصر نے لکھی - وگنان بھکشو کا 'یوگ سار سنگرہ' بھی ایک مستند تصنیف ہے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تبصرہ لکھی - عتب میں یوگ شاستر میں تندر کی آمیزش ہو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - ہتھہ یوگ، راج یوگ، لے یوگ، وغیرہ موضوعات پر یہی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب مہمانسا

بعض علما کا عقیدہ ہے کہ پہلے مہمانسا کا نام نہاے تھا - ویدک اتوال کے باہمی مناسبت اور توازن کے لئے جہمٹی نے پورب مہمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نہاے کے نام سے مشہور تھے - 'آپستنب دھرم سوتر' کے نہاے سے پورب مہمانسا ہی مقصود ہے - مادھو اچاریہ نے پورب مہمانسا سے متعلق 'سار سنگرہ' نامی کتاب لکھی جو 'نیایے مالا وستار' نام سے مشہور ہے - اسی طرح

واچسپیتی نے 'نہاے کلی' کا نام سے مہمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

مہمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق ملتروں میں جن رسوم، قربانیوں، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ بگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے مہمانسا کے مفاد ہر ایک انسانی یا وحشیانہ قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - مہمانسا میں آتما، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی اراحت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید ملتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - مہمانسا والے 'شبد' یا آوار کو قدیم مانتے ہیں، 'نہاے والے حادث' سانکھہ اور مہمانسا دونوں ہی وجود خدا سے ملکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھہ والے ہر ایک کلب (کلب کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور مہمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جہلمی کے سوتروں (مہمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھہ زمانہ کے بعد مہمانسا کے دو حصے ہو گئے -
 اُن میں ایک کا بانی کمزل بہت سائیں صدی میں ہوا - اس نے
 مہمانسا پر د کاندکر وارنک ' اور د شلوک وارنک ' دو کتابیں تصنیف
 کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے ملکر بودھوں پر
 اعتراضات کئے - مادھو اچاریہ نے اس موضوع پر د چیمدیہ
 نیایے مالا وستار ' نام سے ایک معرکہ الا کتاب لکھی -
 اس فلسفہ کا نام پورب مہمانسا اس لئے پڑا کہ د کرم کا د
 (شریعت) اور د گیان کا د (معرفت) میں سے سابق کی
 اس میں تسوہل کی گئی ہے - اس لئے نہیں کہ یہ د اُتر مہمانسا
 یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی ہمارے دور میں سب سے
 زیادہ اشاعت ہوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں
 کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی
 سب سے قدیم تفسیر جو بھاگوری نے لکھی اب موجود نہیں -
 دوسری تفسیر جو شکر اچاریہ نے لکھی وہ موجود ہے -

شکر اچاریہ اور ان کا ادویہ واد (توحید)

شکر اچاریہ نے اس دور میں مذہبی اور علمی انقلاب
 پیدا کر دیا - مذہبی اسلاب کا مختصر ذکر ہم اوپر
 کر چکے ہیں - انہوں نے ویدانت میں د ادویت واد
 یعنی آتما اور پرمانما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نہ
 ہونا اتلے محققانہ اور مجتہدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنک وہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس وہ مایا باد " کا ارتسا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شکر اچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گورو پاد کی کاریکڑوں میں مایا کا کچھ ذکر آتا ہے جسے شکر اچاریہ نے بہت اہمیت دے کر ایسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود وہ ادویت واد " کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے " ویدانت سوتر " کہتا اور آپلشدوں کا بہاشیہ لکھا جس میں ان تہلوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بہاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیہوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شکر اچاریہ کے دندان شکن طرز استدلال ، لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کئے ہی علما کو ان کا متلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنہوں کا بہاشیہ ہی نہیں لکھا ، بلکہ سارے ہندوستان میں گہوم گہوم کر دوسرے درشلوں کے متلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکھ جم گیا - شکر اچاریہ کا اصلاح کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھ مختصر تذکرہ ضروری ہے -
نہاے اور وہوشک نے ایشور ، جیو (روح) اور پرکرنی (نطرت) تہلوں کو مان کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹہرایا ہے - سانبھہ

نے دو ہی علتوں کو قدیم اور اُری مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد - ہمہ اوست - کا اصول قائم کیا - برہم ہی دنیا کی علت اور معلول دونوں ہے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی ہیں وہ سب خالی اور عارضی ہیں - برہم کا وجود روحانی ہے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ ہے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاہری صورتیں ہیں - جو اور برہم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتوں کا خیال ہے کہ یہ برہم کی فرضی صورت ہے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان ہوتا ہے اسی طرح اُری اور لطیف برہم میں ہم مغالطہ آسوز اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے ہیں - یہ عالم نہ تو برہم کی حقیقی صورت ہے اور نہ اس کا فعل یا معلول ہی - مایا کے باعث ہی برہم مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے - برہم کے ساتھ مایا کے مل جانے ہی سے جبو بنتا ہے - گھان سے مایا کا پردہ دور ہو جاتا ہے اور حقیقی ایشور رہ جاتا ہے - مایا ایک ناقابل بیان شے ہے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودھ دھرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تھا - اسی لئے بہت سے علما شکرچاریہ کو بودھ قانی کہتے ہیں - اگرچہ بودھ دھرم کے زوال کے ساتھ بودھ فلسفہ کا بھی انحطاط ہو گیا تھا پر دنیا کو باطل اور مغالطہ آمیز ماننے کے اصول کو شکرچاریہ نے بدستور قائم رکھا - برہم اور ویدوں کو اُری اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندوؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا۔ یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو انہی جلد فروغ ہو گیا۔ شنکراچاریہ کے بہاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے۔ اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذہبی جماعت کی شکل دے کر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں مقیم قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے۔ ان مقیموں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی۔ شنکراچاریہ کے پیروؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالا مال کر دیا۔

زمانہ اور ان کا رشتہ ادویہ

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے سام سے چٹکا رہا۔ کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارہویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی۔ یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا۔ اسے ہم وششت ادویت واد کہہ سکتے ہیں۔ اس کے مطابق جہو اور جکت (روح اور دنیا) برہم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ہیں۔ اس فرقہ میں اگرچہ برہم جہو اور جکت تینوں اصلاً ایک ہی مانے جاتے ہیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ہو جاتے ہیں۔ جہو اور برہم میں وہی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

ہے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی ہے اسی طرح جہو
 ہو ہی برہم ہی سے نکلتا ہے - برہم واحد ہے اور کٹھن بھی -
 وہ صرف عامت ہے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ
 درشن ہی کے اصولوں سے ماخوذ ہیں - دراصل دویت اور
 ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ ہے - اسے
 وہ بھیدا بھودواں یا دویت آدویت بھی کہتے ہیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گھتا اور اپیشدوں کی
 تاویل دویت واد کے نقطہ سے کی اور 'شہی بہاشیہ' لکھا -
 انہوں نے بھی شکر اچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ
 جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے - اچتہ یہہ
 فرقہ شکر اچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ ہوا تو بھی
 اس کی کافی اشاعت ہوئی -

مادھواچاریہ اور اس کا دریت واد

رامانج کے زمانہ میں ہی مادھواچاریہ نے بھی دویت
 واد کی بنیہن کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انہوں نے
 بھی سات پانے آپاشدوں 'بھگوت گیتا' 'بھاکوت پوران' اور
 ویدانت سوتروں پر دویت نقطہ نگاہ سے بہاشیہ اور کئی
 مستقل کتابیں لکھیں - انہوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو
 ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انہوں نے 'نکو
 سنکھیان' نامی کتب میں کیا ہے - انہوں نے ایشور
 جہو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا ہے - ویدانت فرقہ میں
 وہ شکر اچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی
 علمی صورت کے مقابلہ میں مذہبی صورت ہی زیادہ اختیار کی -

اس طرح ہمارے دور میں ویدانت فرقہ نے بہت زیادہ ترقی کی۔ مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کی تاویلات کر کے کئی فرقے قائم کر دیئے۔ اکثر چھ ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ہیں مگر شنکراچاریہ کا ادویت واد سب پر حاوی ہے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطہ نظر سے دیکھی جانے لگیں۔ مایا واد کے اس عقیدہ نے ہندوؤں کے جو پہلے ہی بودھ دھرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے ہوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھی تک قائم ہے۔

چارواک

ان چھ فلسفیانہ فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے۔ چارواک کا فرقہ بھی بہت قدیم ہے۔ اس کے سوتروں کا مصلف برہسپتی زمانہ قدیم میں ہو گزرا تھا۔ بودھوں نے اس ملکر اور مجاز پسند فرقہ کو نہایت و نابود کرنے کی بہت کوشش کی۔ انہیں کہا جا سکتا ہے کہ فرقہ کب تک منتظم صورت میں قائم رہا۔ اتنا تحقیق ہے کہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں بھی یہ فرقہ انہی معامروں نہ ہوا تھا کہ اس سے انقراض کیا جا سکے۔

بودھ فلسفہ

بودھ دھرم کا زوال شروع ہو گیا تھا لیکن بودھ فلسفہ بہت عرصہ تک قائم رہا۔ بودھ دھرم کے آغاز کے ساتھ

ہی اس کا فلسفہ معرض وجود میں نہ آیا تھا - ہندوہ علما نے بہت عرصہ کے بعد اپنے عقائد کو فلسفہ کی صورت میں لانا شروع کیا - ہندوہ دعوم کے اصولوں کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہوں -

جین درس

جین فرقہ کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفہ کی ہیئت دیئے کی کم کوشش نہیں کی - کچھ ہی دنوں میں جین فلسفہ نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر ہم اوپر کر چکے ہوں - پور ہوئی یہاں ان کے خاص مذہبی اصول دو سہا ہا " کا کچھ مختصر تذکرہ کرنا ضروری ہے -

انسان کا عام دور یہودی ہے - وہ کسی شے کی صورت کو ہمہای طور پر نہیں جان سکتا - اپنے ہراس اور دل کی دوزخوں ہی کے ذریعہ وہ ہر ایک چیز کی صورت قائم کرتا ہے جو اس منالطہ سے مجرا نہیں - اس لئے یہ لاری نہیں کہ اُن کے مشاہدات ہمیشہ صحیح ہوں - اگرچہ وہ انہوں صحیح سمجھ رہا ہو - اسی اصول پر جہلیوں کے دو سہا ہا " کا آغار ہوا ہے - وہ ہر ایک گھاں کے سات درجے قائم کرنے ہوں - (۱) شاید ہو (۲) شاید نہ ہو (۳) شاید کسی صورت میں ہو کسی صورت میں نہ ہو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نہ کیا جا سکے (۵) شاید ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکتا ہو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جاسکے
 (۷) شاید کسی صورت میں ہو، کسی صورت میں نہ ہو،
 پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہ
 کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اس زمانے کی علمی ترقی پر سرسری نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے ان چھ سو سالوں کی علمی
 تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واقع ہوگا کہ سبھی عقائد
 اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد
 ملتھائے عروج پر ہے تو دریت واد بھی کافی سرسبز ہے -
 ایک طرف اگر نجاتیہ روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری
 طرف چارواک شیشہ و ساعر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نہاے
 ویدانت، یوگ توحید کی اشاعت کر رہے تھے، تو دوسری
 طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے ملکر ہو رہا تھا - پورب
 مہمانسا والے اگر عدل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے
 تو ویدانتی گھان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربی فلسفہ پر ہندوستانی فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا
 اثر پڑا یہہ ابک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھ
 خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ۱۷۰۰ء سے سنہ ۱۸۰۰ء

(۱) वावज्जीवं सुखं जीवेत्, कर्णं कृत्वा धृतिं पिबेत् ।

अग्नीभूतस्य देवस्य पुनरागमनं कृतः ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ہی اعم ہے یہاں اس کا کچھ تذکرہ کرنا بے موقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھ یکسانیت موجود ہے - زینوفیلس اور پرمینیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطون کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضح ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث ہندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما ہندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تفسیح کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق چھاس، ایمپی ڈاکلس، ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ساسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

(۱) اے اے میکٹائل - الٹیاز پاست صفحہ ۱۵۹ -

(۲) ڈاکٹر ارنیلڈ - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ۶۵ -

(۳) پروفیسر میکٹائل - سنکرب لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -

(۴) پروفیسر میکٹائل - سنکرب لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی
 رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مباحثہ کو ختم کریں گے۔
 شلہگل نے لکھا ہے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ
 ہندوستانی فلسفہ کے شمس نصف الدہار کے سامنے ایک
 تہمتاۓ ہوئے چراغ سے زیادہ حقینیت نہیں رکھتا (۱)۔

سر قبلو قبلو ہنڈر نے لکھا ہے کہ ہندوستانی فلسفہ
 میں علم اور عمل، دھرم اور ادرم، فنی روح، غیر فنی روح
 اور روح، جبر و اختیار، روح اور خدا، وغیرہ مسائل پر
 محضانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ عالم کی
 تکوین، انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور
 کیا گیا ہے۔ ارنسٹ پر حال کے علما کے خیالات کپل کے
 ارتقا کی تکمیل معلوم ہوتے ہیں (۲)۔

شروی متی ڈاکٹر، بھگت لکھتی ہیں : ہندوستان کا
 علم الذہن یورپ کے عام الذہن سے زیادہ مکمل ہے (۳)۔
 پروفیسر مہکس ڈکر نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا استدلال
 حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ہے (۴)۔

(۱) ہنڈری آف ٹریچر -

(۲) ہنڈر - انڈین گزیٹیئر - انڈیا صفحہ ۲۱۳-۲۱۴ -

(۳) ایکچر آن نیشنل یونیورسٹیز ان انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ء -

(۴) ہنڈری آف اینڈی کریٹی جلد ۲ صفحہ ۲۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانہ قدیم میں ہندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے - ایک براہمن میں لکھا ہے کہ فی الواقع آفتاب طالع یا غرب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات ہوتے ہیں (۱) - زمانہ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا - عیسوی سے بھی قبل ہرودھس گرگ سمجھتا ' اور جہلموں کی ' سری پلٹی ' وغیرہ نجوم کی کتابیں تصنیف ہو چکی تھیں - ' آشولائن سوتر ' ' پارسکر گرہ سوتر ' مہابھارت اور ' مانو دھرم شاستر ' میں جوتش کی کئی ہی باتیں ماخوذ ہیں - عیسوی کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل ' سوریہ سدھانت ' تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال ' راء مہر ' نے اپنی ' پانچ سدھانتکا ' میں کیا ہے - وہ موجود ہے - حال کا ' سوریہ سدھانت ' اس سے جدا اور جدید ہے - ' راء مہر ' نے (۵۰۵ ع) اپنی ' پانچ سدھانتکا ' میں اُن پانچ سدھانتوں پر ' رومک ' ' وشنت ' ' سر ' اور ' پتنامہ ' کا کربن روپ سے (جس میں علم الاعداد ہی

کے ذریعہ سے چوتھں کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل توس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لانا چاریہ ' سلکھا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بہت ' پردسن اور بچہ نندنی کی رانیوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر اسوس ہے کہ اب آریہ بہت کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بہت نے جو سنہ ۳۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بہتی ' لکھی - اس نے سوچ اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۲۹۹۷ یوچن یا ۲۳۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سوچ اور چاند کے گزرنے کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ بہت بھی ہوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بہاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

ورادہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ہے - ہلدوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے - کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۷۰۰ع سے سنہ ۷۰۰ع تک کی فنکیاتی تصانیف

ورادہ مہر کے بعد چوتھں کے سب سے جہد عالم برہم کہتے ہوئے - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ' ہراہم اسپہت ' سدھانت ' اور ' کھلک کھاد ' لکھے - اس نے زیادہ تر معقد میں

کو تائید کی ہے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل ہے - اس نے کٹارھویں باب میں آریہ بہت کا تبصرہ کیا ہے - اس کے کچھ برسوں کے بعد مشہور عالم لیل ہوا جس نے اپنے دلائل سدھانت ' میں آریہ بہت کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر زمین گردش کرتی ہوتی تو درخت پر سے آرا ہوا پرند اپنے گھونسلے میں پھر نہ جاسکتا - (۱) لیکن ال کو شائد معلوم نہ تھا کہ زمین معہ ماحول کے گردش کرتی ہے - اگر یہ بات اسے معلوم ہوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بھدا اعتراض نہ کرتا - لیل کے بعد ہمارے دور میں چکروید پرتھودک سوامی نے سنہ ۹۷۸ء کے قریب برہم گنت برہم سبھت سدھانت ' کی تفسیر لکھی - سنہ ۱۰۳۸ء کے قریب سری پت نے 'سدھانت شیکھر' اور 'دھنی کوند' (علم الاعداد) ' ہرن نے برہم گنت کے 'کھنڈ کھاد' کی تفسیر اور ہوج دیو نے 'راج مرگنک' لکھی - برہم دیو نے کٹارھویں صدی کے آخر میں 'کرن پرکاش' نام کی کتاب مرتب کی - ہمارے دور کے آخر میں مشہور جوتشی مہیشور کا دررند بھاسکر اچاریہ ہوا - اس نے 'سدھانت شروملی' 'کرن کوتوہل' 'کرن کھسری' 'کرن گنت' 'کرن لاکھو'

(۱) यदि च भ्रमति क्षमा तदा स्वकुलार्थं कथमाप्नुयुः स्वगाः ।

इषडोऽभिनमः समुत्थिता निपतंतः स्युरपांपतेर्दिशि ॥

(लल्लु सिद्धान्त)

’ گھان بھاسکر ‘ د سوربہ سدھانت ویاکھیا ‘ اور د بھاسکر دیکشتی ‘
 لکھے - د سوربہ سدھانت ‘ کے بعد د سدھانت شرومنی ‘
 مستند کتاب مانی جاتی ہے - اس کے چار حصے
 لیٹونی ‘ بوج کذب ‘ کردہ کذب ادھیائے اور گولاندھیائے ہیں -
 پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ہیں اور پچھلے دو جوتش
 سے متعلق ہیں - بھاسکر اچاریہ نے اس کتاب میں زمین
 کے گول ہونے اور اس میں قوت کشش کے ہونے کے اصولوں
 کی تشریح ، پایہ واضح طور پر کی ہے - وہ لکھتا ہے -

’ کسی دائرہ کے محیط کا سوواں حصہ خط مستقیم معلوم
 ہوتا ہے - ہماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ہے - انسان
 کو اس کے محیط کا بہت ہی چھوٹا حصہ نظر آتا ہے -
 اسی لئے وہ چمکا دکھائی دیتا ہے ‘ (۱) -

’ زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ہر ایک چھوٹے
 اپنی طرف کھینچتی ہے - اسی لئے سبھی چیزیں اس پر
 گرتی ہوئی نظر آتی ہیں ‘ (۲) -

(۱) समो यतः स्यात्परिधेः सर्वांतः पृथ्वी च पृथ्वी नितरं तनीयान् ।

मरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥

(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(۲) आकृष्टशक्तिश्च मही तथा यत् स्वस्थं गुरुत्वाभिमुखं स्वशक्त्वा ।

आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् पतत्वित्यर्थः ॥

نہوتن سے کئی صدیوں پہلے ہی بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان اُنلمہ واقع طور پر کر دیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہونی ہے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البہرہرونی نے بھی اپنے مشہور ستر نامے میں ہمارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھ اصولوں کا ذکر کیا ہے - ذیلہو ذیلہو ہتتر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے ہندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں دسند ہند کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ ہارون رشید اور الماموں نے ہندوستانی ملجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اہل یونان کی طرح اہل ہند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بہت کی کتابوں کے ترجمہ کا نام 'ارض ہتتر' رکھا گیا (۳) - چھن میں بھی ہندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ہے - 'د بروج فلکی کی تقسیم' شمسی اور قمری مہینے ' سہاروں کی رفتار کا تعین' طریق الشمس' نظام شمسی' زمیں کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا' چاند کی رفتار

(۱) ہتتر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -

(۲) مل - ہتتری آت اَلتیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

(۳) ولسن - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ، سہاروں کے درجوں کی پیمائش اور گہرائی کا حساب ، وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو پھر مہذب قوموں میں معدوم ہیں “ (۱) -

پہلے جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پہلیت جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پہلیت جوتش سے مراد اُن اثرات سے ہے جو سہاروں کی گردش اور معدل وقوع سے انسان پر پڑتے ہیں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تلف ہو گئی ہوں - دہرہ گرج سنگھتا ، میں بھی اس کا کچھ ذکر آیا ہے - وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں منقسم ہے - نلترا ، ہورا اور شاکھا - نلترا یا اصولی نجوم کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق پہلیت جوتش سے ہے - ہورا میں رائیچہ وغیرہ سے انسان کی زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا جاتا ہے - شاکھا یا سنگھتا میں پچھل ناراں ، شہاب ثاقب ، شکون اور سمیت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ مہر کی دہرہ سنگھتا ، پہلیت جوتش کے لئے مستند ہے - اس میں مکن بلوائے ، کلوتوں اور تالاب کھدوائے ، باغ لگائے ،

مورتی قائم کرنے اور ایسے ہی دیگر امور کے لئے متعدد شکون درج تھے۔ اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھیں۔ پہلی جوتش ہی پر ’برہمچ جانتک‘ نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور ہے۔ سپاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستعمل عقلا ہی اس کتاب کا خاص موضوع ہے۔ سنہ ۶۰۰ء کے قدیم وراد مہر کے اڑکے پتہوشا نے پہلی جوتش کے متعلق ’وراد کہت پنچاساتھا‘ نام کی ایک کتاب لکھی۔ دسویں صدی میں بہتوتمل نے وراد مہر کی تصانیف پر ماسوط اور جامع تسمیں لکھیں۔ سنہ ۱۰۳۹ء میں شری پت نے اسی صنف میں ’دتن مالا‘ اور ’جانتک پدھتی‘ نامی کتابیں لکھیں۔ دہائیہ مہر میں بھی اس صنف میں اور کتابیں لکھی گئیں۔

علم الاسرار

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ چھٹی صدی تک ہندوستان علم الاعداد میں انتہائی ملول تک پہنچ چکا تھا۔ اس نے ایسے ایسے دینی اصولوں کی تحقیق کر لی تھی جس کا مغربی علما کو کئی صدیوں کے بعد عام ہوا۔ مشہور عالم کاجوری نے اپنی ’ہستری آب میتھمٹکس‘ میں لکھا ہے ’’یہ امر قابل غور ہے کہ ہندوستانی علم الاعداد نے ہمارے موجودہ طبعیات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے۔ موجودہ

الجبرۃ اور علم الحساب دونوں کا عمل اور انداز ہندوستانی ہے، یونانی نہیں۔ علم الاعداد کے ان مکمل نشانات اور ہندوستانی عام حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی ہی طرح مکمل ہوں، اور ان کے الجبرۃ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برہمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں تھے۔ بدبصیدی سے ہندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں، جو اگر دو تین صدیوں پہلے پہونچی ہوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا۔

اسی طرح قی مارگن نے لکھا ہے ”ہندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ہندوستانی حساب وہ ہے جس کا ہم آج بھی استعمال کرتے ہیں۔“

علم الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ہوگا۔ ہندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم الاعداد کا ہے۔ دنیا میں علم حساب ”نجوم“ طبیعیات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آئی ہے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد ہے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر، ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا ہے۔ یہہ ترتیب اہل ہند نے ہی لگائی اور دنیا کے ہر ایک گوشہ میں

پہلائی - ہندسی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم ہوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبعیات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم اعداد کا معائنہ کر کے موجودہ اعداد کے ہندوستانی ایجاد ہونے کے متعلق کچھ لکھنا ہے متحمل نہ ہوگا -

ہندوستان کے قدیم کتوں، وصیت ناموں، سکوں، اور قاضی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشاناب ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتوں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی ہی تھی جیسی اب ہے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھ صفر بھیں بلکہ ایک جدا نشان ہی بدایا جاتا تھا - علیٰ ہذا ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشاناب دھتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا ہا کہ پہلے دھائی کی عدد لکھکر اس کے آئے ایکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھکر اس کے داہنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ، کبھی وسط میں ، ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھ ویسی ہی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھ کر ۴ سے ۹ تک کی عدد ترتیب وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کی عدد کے آگے دھائی اور ایکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ۲۰ ۹ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ہو تو سیکڑے کے بعد ایکائی کی عدد دکھی جاتی تھی - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کی علامت داہنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھی آڑی (یا نیچے کو مڑی ہوئی) لکیر جوڑی جاتی تھی اور ۳۰۰ کے لئے ویسی ہی لکیریں - علیٰ ہذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ہو تو ۹۰۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، ۹۰۰ ، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ہندوستان میں اعداد کا یہی طریقہ کب رائج ہوا ، اس کا پتہ نہیں چلتا ، لیکن اشوک کے سدھاپور ، سہسرام اور روپ ناتھ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ، ۵۰

اور ۶ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی ہیں -

مصر کا قدیم رسم اعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں ہوتا تھا ہندوستان کے قدیم رسم اعداد سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تھے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انہیں تین عددوں کے بار بار لکھنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تھے - ایک سے نو تک کھلے کے لئے ایک کو نو بار لکھا جاتا تھا - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کھڑی لکھیں کھینچی جانی تھیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکھتے تھے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکھتے تھے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بھی ایک ایک تصویر مخصوص تھی - لاکھ کے لئے مہلذک اور ۱۰ لاکھ کے لئے ایک انسان ہاتھ پھیلائے ہوئے بنایا جاتا تھا - اس سے ظاہر ہے کہ یہ علم اعداد کی بالکل ابتدائی صورت تھی -

فہمیشہا کا رسم العدد بھی مصری رسم العدد سے نکلے ہیں اور اُن کی ترتیب بھی اتنی ہی پیچیدہ ہے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکھنے کی زحمت کو کچھ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بیس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جانی تھی -

کچھ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر، یا خود اپنی عقل سے اپنے بھڑے مصری اعداد کو سہل بنانے کے لئے ہندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے 'نو' دس سے نوے تک کے لئے 'تو' اور سو سے ہزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو پورے تک کہتے ہیں - اس میں بیوی ملدرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

قیما تک اعداد بیوی پورے تک اعداد سے ہی نکلے ہیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق ہے جو شاید زمانہ کا اثر ہو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اہل یونان صرف دس ہزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اہل روم ایک ہزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتابوں میں سنہ لوگتے ہیں، دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے - اس میں ۱ ' ۵ ' ۱۰ ' ۵۰ ' ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں ہیں جن کو رومن اعداد کہتے ہیں - آج کل ہر ایک تعلیم یافتہ شخص رومن اعداد سے واقف ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم، حساب اور طبوعات کی خاص ترقی

ہونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی انہوں اعداد کی بدولت ہوئی ہے اور اس کا موجد ہندوستان ہے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف ہٹا دی جانی ہے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ جانی ہے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھٹوں عدد '۱' ہی کے ہیں لیکن دائیں طرف سے چائے تو پہلے سے '۱' کا دوسرے سے '۱۰' دوسرے سے '۱۰۰' چوتھے سے '۱۰۰۰' اور پانچویں سے '۱۰۰۰۰' سمجھا جاتا ہے - اسی سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے ہیں - زمانہ حال میں ساری دنیا اسی رسم العدد کو استعمال کرتی ہے - اہل ہند نے اس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جاسکتا - قدیم کتابوں اور وقف ناموں میں عیسوی کی چھٹیویں صدی تک قدیم ہندی رسم العدد کا ہی استعمال کیا گیا ہے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاظوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ہے ، کہیں جدید طرز کا - لیکن اہل حساب نے چھٹیویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - دراز مہر نے 'پنچ سدھانت' میں جدید اعداد ہی دئے ہیں - اس سے ثابت ہے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اہل نجوم جدید طرز کام میں لگے تھے - بہتو تہل نے 'پرعت سلکھما' کی تفسیر میں کئی جگہ 'پولش سدھانت' سے جس کا دراز مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے ، اقتباس کیا ہے - اس نے ایک اور مقام پر 'مول پولش سدھانت' ،

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ہے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ہی استعمال کئے گئے ہیں - اس سے قیاس ہوتا ہے کہ وراثہ مہر کے قبل یا پانچویں صدی کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

دیوگ سوٹر ، کی مشہور تفسیر میں ریاس نے (سنہ ۳۰۰ء کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ہے - جیسے ۱ کی عدد سہکڑے کے منام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے منام پر ۱۰ کے لئے اور ایکڑی کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ہوتی ہے - موضع بنشالی (یوسف رئی علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ہوئی ایک پرانی کتاب زمیں میں دفن ملی ہے جس میں اعداد طرز جدید ہی سے لکھے گئے ہیں - مشہور عالم ڈاکٹر ہارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ دوسری چوتھی صدی کہا ہے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ہے کہ اگر علم الاعداد کی ندامت کے متعلق ڈاکٹر ہارنلی کا یہ قیاس صحیح مان لیا جائے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ ۷۵۰ء کے آثار یا اس سے بھی قدیم تر ہوگا - ابھی تک تو طرز جدید کی ندامت کا پتہ یہودی تک چلا ہے -

صفر کی ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ہوا اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ہی تحقیق ہے کہ طرز جدید کی ایجاد ہندوستان میں ہی ہوئی - پھر یہاں سے اعلیٰ عرب نے یہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی، یونانی، عربی قومیں ہندسہ کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفہ ولید کے زمانہ تک اعداد کا رواج نہ تھا (سہ ۱۰۰-۷۱۵ء) - اس کے بعد انہوں نے ہندوستان سے یہہ فن سیکھ (۱) -

اس کے متعلق 'اسائنکلوپیڈیا برتیکا' میں لکھا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ فن عدد کی تفریق ہندوستان میں ہوئی ہے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتھ جہیں ایک ہندوستانی سہر سنہ ۷۷۳ء میں بغداد میں لایا تھا، یہہ اعداد عرب میں داخل ہوئے - بعد ازاں عہد کی نویں صدی کے آثار میں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانہ سے اس کا رواج پڑھنے لگا -

یورپ میں یہہ مکمل اعداد معہ صفر عہد کی بارہویں صدی میں رائج ہوئے اور اُن اعداد سے بنا ہوا عام حساب 'الکورتیس' (الکورتھم) نام سے مشہور ہوا - یہہ فہر مانوس نام محض 'الخوارزمی' کا لمبی ترجمہ ہے جہاں کہ رہا نے قیاس کیا تھا - الخوارزمی کی

(۱) ندیم اور جدید علم اعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکھو "بھارتی

پراچین لپ مالا" صفحہ ۱۱۰-۱۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمہ کی ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اس قہاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ نے کیا تھا - خوارزمی کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوئے قاعدوں کو مغربی یورپ میں پھسا کے لہونارتو اور مغربی یورپ میں میکسمس پلوتدوتس نے رائج کیا - 'د زیرو' لفظ عربی کے 'صفر' سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لہونارتو نے 'د صفر' کو 'د جفر' کی صورت دے دی (۱)

مشہور سیاح اور عالم البہرونی نے لکھا ہے : "اعل ہند اپنے رسم الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ ہم عبرانی حروف کی ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس طرح حروف کی شکلوں مختلف ہیں، اُسی طرح اعداد ظاہر کرنے والے نشانات بھی جملہوں 'اک' کہتے ہیں مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں - جن متعدد قوموں سے مہرا تعلق رہا اُن سبہوں کی زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

شمار کر سکتی - اہل عرب بھی ایک ہزار تک ہی شمار کر سکتے ہیں - اس موضوع پر میں نے ایک علیحدہ کتاب لکھی ہے - ہندو ہی ایسی قوم ہے جس کے اعداد ایک ہزار سے زائد ہیں - وہ اعداد کو اٹھارہ مقامات تک لے جاتے ہیں جسے 'پراوردھ' کہتے ہیں - میں نے ایک کتاب لکھ کر بتلایا ہے کہ اہل ہند اس علم میں ہم سے کس قدر آگے بڑھے ہوئے ہیں " (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود ہیں وہ پودشہر جوتش کے انہیں علما کی ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - آریہ بھت کی تصنیف کے پہلے دو حصے 'براہم' 'اسپت سداہانت' میں باب الحساب اور سداہانت شروملمی میں لہلاونی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل ہیں - ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبھی اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے - عام علم حساب کے انہوں قاعدوں جمع 'تفریق' ضرب' تقسیم' مربع' مکعب' جزرالربع' جزرالکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا ہے - اس کے بعد کسر' صبر' رقبہ' تراشک' کام' سرود' سود مرکب' اعداد فہر محدود' کٹک اور شریوہی کے اصولوں کا تذکرہ بھی موجود ہے -

الجبر و المقابله

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا ہی نہیں الجبر و المقابله کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - ملحد درجہ بالا کتابوں میں ہمیں الجبر و المقابله کے منہجی اصولوں کے بیانات ملتے ہیں - اس علم کا بھی اسی ملک میں ارتقا ہوا تھا - مسٹر کجوری نے لکھا ہے کہ الجبر و المقابله کے پہلے یونانی عالم ڈیوفہلٹ نے بھی ہندوستان میں ہی یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ ہندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ہے - ہندوستانی اور یونانی الجبر و المقابله میں بہت سے اختلافات ہیں - ہندوستان نے بارہویں صدی تک الجبر و المقابله کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترہویں صدی میں رائج ہوئے - ہندوستانیوں نے الجبر و المقابله میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھ یہہ ہیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اہل یونان ان سے واقف

نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و

المقابله دونوں کا ارتقا ہو -

بھاسکر اچاریہ نے یہہ بھی ثابت کیا ہے کہ—

$$ع \times ۰ = ۰ ; ۰ \div ع = ۰ ; ۰ = \sqrt{۰} ; ۰ = ۰$$

ہندوستان سے ہی جبر و مقابلہ کا علم اہل عرب کی وساطت سے یورپ پہونچا - پروفیسر مونیر ولیمس کہتے ہیں کہ جبر و مقابلہ ' علم خط ' اور عام نجوم ہندوستانہوں ہی کی ایجاد ہے (۱) - عرب سے اس کی اشاعت یورپ میں ہوئی (۲) -

عام خط

اسی طرح علم خط نے بھی ہندوستان میں بہت ترقی کی تھی - قدیم ہندوستان میں علم خط کا ذکر بودھائن اور آپستنب کے سوتروں میں پایا جاتا ہے - قربانگہوں اور کلدوں کے بنائے میں اس کا بہت استعمال ہوتا تھا - یکجہ اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروہت جانتے تھے کہ مستطیل کا رقبہ مربع میں اور مربع کا رقبہ دائرہ میں کس طرح لایا جاسکتا ہے - یہہ علم بھی یونانی اثرات سے پاک تھا - علم خط کی کچھ مشقوں درج ذیل ہیں جو ہمارے زمانہ تک ایجاد ہو چکی تھیں -

(۱) حکیم بٹھاورٹ کی مشق - یعنی مثلث قائم الزاویہ کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعہ مساوی ہوتا ہے
ونہ کے مربع کے -

(۱) انڈین ورکم - صفحہ ۱۸۵ -

(۲) ونہ کار سرکار - ہندو ایچیو میٹس این اکیڈم سائنسز صفحہ ۱۲-۱۵ -

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) $\sqrt{\quad}$ کی اصلی قیمت اور متادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃ اضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث، دائرہ اور نامساوی اربعۃ اضلاع کا رقبہ -

(۹) برہم گہت نے قطاع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے

کھینچے ہوئے قوس تک کے عمود کے معامد ہونے پر قطار اور

قطاع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور ہلکلیجی اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب

بہت، لیل، اریہ بہت (ثانی)، وراہ مہر، برہم گہت،

مہابیر (سہ ۸۵۰ء)، سری دھر (سہ ۸۵۳ء) اور آنہل

(سہ ۹۷۰ء) قائم کئے ہوئے اصواں کو خلاصہ دیکر ان کا

عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقوب نے علم الخط

کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے ہندوستانی علم مثلث میں بھی کامل

دستگاہ رکھتے تھے - انہوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے۔ ان سلسلوں میں 'ہرت پاد' کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ہے۔ دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے۔ علم منلت سے چوتھیں میں مدد لی جانی تھی۔

واجسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ہے۔ اسی طرح ہیون سے پانچ صدی قبل احصاء تہذبات کی ایجاد کر کے ہاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا۔ ڈاکٹر برجندر ناتھ سہل کے قول کے مطابق ہاسکراچاریہ اُس زمانہ کے اعدادی عملیات میں اریتمڈیس سے کہیں زیادہ فانی ہیں۔ ہاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگائے میں ایک سکند کے $\frac{1}{3375}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے۔

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے۔ علم میزان الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے۔

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ کمال تک پہنچا ہوا تھا۔ ویدوں میں ہمیں علم بدن، علم حمل اور صغائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ہے۔ انہرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

چند انسانی کی ہتھوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ہے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوشستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ہیں - چھٹی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ء کے قریب کی بوج پتر پر لکھی ہوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں برآمد ہوئی ہیں جن میں نون علم صحت سے متعلق ہیں - آہور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ہے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف ہے - اس کی چرک سلگھتا اگنی ویش کی بھاد پر لکھی گئی ہے - چرک سلگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ہے - شہرت سلگھتا بھی اس فن کی لائسی تصنیف ہے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ہو چکا تھا - یہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہ دونوں کتابیں ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ہیں -

ہمارے دور مخصوص کے آثار کی دو ویدک کی کتابیں موجود ہیں - 'اشٹاگ سنگرہ' اور 'اشٹاگ ہردے سلگھتا' - طبیب کامل باگ بہت نے غالباً ساتویں صدی کے قریب 'اشٹاگ سنگرہ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بہت ہی ہے جو پہلے باگ بہت سے جدا ہے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے 'مادھو ندان' نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہی کتاب آج بھی تشخص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - اس میں امراض کی تشخص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے - ہرند کے 'سدھ یوگ' میں ہنثار کی حالت میں سمہات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ہے - سنہ ۱۰۶۰ء میں بلکال کے چکریاسی دت نے 'چرک' اور 'ششرت' کی تفسیر لکھنے کے علاوہ 'سدھ یوگ' کی ہلوانہ پر 'چکرتسا سار سنگرہ' نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ء میں شارنگ دھر نے 'شارنگ دھر سنگرتا' لکھی - اس میں امیون اور پارے وعیہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ہوں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ہے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں 'شید پردیپ' اور 'نکھلتو' مشہور ہوں - ہمارے یہاں علم الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ہتھیوں 'رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ہے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اُس زمانہ میں چھرت انگیز ترقی کی تھی - 'ششرت' میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

ریشم یا اون لکا دیا جاتا تھا - آلات آتھہ قسم کے ہوتے تھے - قطع کرنے والے، چھرنے والے، پانی نکالنے والے، رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے، دانست یا پتھر وغیرہ نکالنے والے، نصد کھولنے والے، نشتر لگے ہوئے حصوں کو سہلے والے اور چھچک کا ٹھکا لگانے والے - ہمارے دور میں باگ بہت نے جراحی کے عمل کی تھوڑی قسمیں بتلائی ہوں - شہرت نے طبعی آلات کی تعداد ۱۰۰ مانی ہے - لیکن باگ بہت نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھ دیا ہے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا آلات کی تعداد بھی فہرہ معین دھیکی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات ملا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا ہے - ہواسیر، بہگندر، امراض رحم، امراض بول، امراض تولد وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ ہیں بزن وسعی، وسعی یلتر (سہلے اور معدہ کی صفائی کا آلہ)، پشپ یلتر (آلہ تھاسل میں دوا ڈالنے کے لئے)، شاکا یلتر، نکھہ آکرت، گرہہ شلکو، پرجنن شلکو (زندہ بچہ کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ، سرپ مکھہ (سہلے کے لئے) وغیرہ - بہگندر کے لئے چرمی بلندشوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پتھیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا ہے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سہلے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے چونک کا

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات ہندوستان والوں کو ایک ہزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے عذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا علاج کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - پال کا پتہ نے کچ چکسا، کچ آیوروید، کچ وریں (ہاتھوں کے متعلق) کچ پریکشا لکھی - برہسپتی کی تصنیف کچ رکشن، کوروید شاستر (موشیوں کا علاج، جلدت کی تصنیف اشوکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل، کی تصنیف شالی ہوتر شاستر، اشو نڈتر، کن کی تصنیف اشو آیوروید، اشو رکشن، ویدہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - یہ کتابیں زیادہ تر ہمارے ہی زمانے میں لکھی گئی ہیں - تیرہویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سلسلہ کتب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں -

- (۱) گھوڑوں کی نسل، (۲) پیدائش، (۳) اصطبل کا انتظام، (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات، (۵) ان کے عیب و ہلر، (۶) ان کے جسم اور اعضا، (۷) ان کی بیماری اور علاج، (۸) ان کے قصد کھولنے، (۹) ان کی خوراک، (۱۰) انہیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے، اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے ہیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھ ہی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ہندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی۔ ہندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انہیں پورا علم تھا۔ گھوڑے کے دانتوں کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے۔ سانپوں کی مختلف قسموں اُن لوگوں کو معلوم تھے۔ بھوشہ پران میں لکھا ہوا ہے کہ سانپ ہر سات کے قبل چوڑ کھاتے ہیں اور قریباً ۶ ماہ میں ساڑھ ۲۴۰ اُتے دیتی ہے۔ بہت سے اُتے تو خود ماں باپ کھا جائے ہیں۔ بانی اُتوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنبولے نکل آتے ہیں۔ ساتویں دن وہ گلے ہو جاتے اور دو ہفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ہیں۔ تین ہفتہ میں ان کے دانتوں میں زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ سانپ ۶ ماہ میں کچھل چھوڑتا ہے۔ اس کی کھال میں ۲۴۰ چوڑ ہوتے ہیں۔ قلسا نے سحر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماہر ہے۔ اس نے کھڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے (۱)۔

ہمارے دور میں جون عالم ہنس دیو نے دد مرگ

(۱) دے کمار سرکار - ہندو ایپیومٹس ان انڈیکس سائنسز -

پکشی شاستر“ نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے۔ اس میں شہروں کی کچھہہ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں۔ شہروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی پونچھہہ لمبی اور گردن پر گھنے بال ہوتے ہیں جو چھوٹے سلہرے رنگ کے اور پھچھہہ کی طرف کچھہہ سمیٹی مائل ہوتے ہیں۔ اس کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں۔ شہر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے۔ وہ زیادہ تر خازوں میں رہتا اور خوش ہونے پر دم ملاتا ہے۔ اسی طرح شہروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ہے۔ اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے۔

شہر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھہ، بھالو، گھلڈا، اونٹ، گدھا، گائے، بیل، بھیلنس، بکری، ہرن، گھڈر، بلدر، چوہا، وغیرہ کتلیے ہی جانوروں اور گدھہ، ہنس، بار، سارس، کوا، آلو، طوطا، کوئل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں جس میں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانہ تولد، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مکین، وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ ہاتھی کی خوراک گنا بتلائی ہے۔ ہاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوھے کی کم سے کم
 ڈیڑھ سال بتلائی ہے (۱) -

دواخانے

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور
 شفا خانے بنانے شروع کئے - فاہیان (سنہ ۱۲۰۰ ع) نے
 پانلی پتھر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
 یہاں سبھی فریب اور بوکس مریض آکر علاج کراتے ہیں -
 انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی
 آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے - یورپ میں سب سے
 پہلا دوا خانہ ونسلٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی
 میں تعمیر ہوا تھا - ہیونسنسنگ نے بھی نکش شلا ' متی
 پور ' متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں
 جہاں بھواؤں اور غریبوں کو مفت دوا ، کھانا اور کپڑا دیا
 جاتا تھا (۲) -

ہندوستانی آیورید کا یورپی طب پر اثر

موجودہ یورپی علم طب کی بلحاظ بھی آیورید ہی
 ہے - لارڈ ایمپٹیل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا ' مجھے
 یقین ہے کہ ہندوستان سے آیورید پہلے عرب پہونچا اور

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملی ہے اور پتھ وی وچے راگدواچارہ ،
 تریپتی مدراس سے مل سکتی ہے -

(۲) ناڈی پرچاری پترکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

وہاں سے یورپ میں داخل ہوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - ہندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل ہو کر ابھی تک قائم ہے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برروہ ہندوستان میں طبعیات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پرنسپر ساچو کے مطابق البہرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ ملصور نے آٹھویں صدی میں کتلی طبعی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سدرے ہمن نے چرک کو طہب حافظ تسلیم کیا ہے - ہارون رشید نے کئی ہندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے ہی یورپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یورپی علم شعا ہندوستانی علم طب کا مملون ہے (۴) - حاصل کلام یہہ کہ ہمارے دور میں علم طب اچے عروج پر تھا - ذیل میں ہم بعض علما کی رابیوں کا خلاصہ درج کرتے ہیں - لارڈ ایمپٹھل نے اپنی ایک تقریر

(۱) ہر بلاس سارا - ہندو سوپیاریٹی صفحہ ۲۴۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۴۹ -

(۳) ہٹری آف ہندو کیسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشٹ ہندو میتیس - صفحہ ۳۸ -

میں کہا تھا - وہ ہندوؤں کے واضح قانون مذہب دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے مؤندوں میں تھے - سرولہم ہنتر لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب ، اندرونی اعضا ، پتھوں ، رگوں اور شریاں کا معصل ذکر کیا گیا ہے - ہندوؤں کے نگہنکو (قرابادین) میں معدنی ، نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے - اُن کا علم دوا سازی کامل ہے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تفصیل کی گئی ہے - صفائی اور پرہیز کے متعلق وضاحت کے ساتھ ہدائتوں کی گئی ہیں - ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے ، پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - نفق ، بہکندر ، بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سول لکھتے ہیں کہ طلباء کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جانی تھی اور تسہل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیہر ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں وہ آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں ، مثلاً انہوں نے کئی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی - (۲) -

(۱) انڈین گزیٹر - انڈیا - صفحہ ۱۲۰ -

(۲) بیہر - انڈین ٹریپور - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھ ہندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کی چار نعمتوں میں اترتہ، دھرم، کام اور موکش مانے گئے ہیں - یعنی دوست، مذہب، خط نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موحود ہیں اُن میں وائسائن کی تصنیف 'کام سوتر' سب سے قدیم ہے - وائسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصلحوں کے نام بھی دئے ہیں جو اُس کے قبل ہو چکے تھے اُن میں سے بعض یہہ ہیں :- اودالک، (اُدالک کا بیٹا) شویت کھت، بانہرو، دنک، سوہرن ناہہ، گھوتک مکھہ، گونرڈی، کچمار، وغیرہ - ان مصلحوں کے مواد سے کام لے کر وائسائن نے ہمارے دور سے کچھ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے ہیں - مرد الہر، کدسن درشہزہ لڑکھوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے - بھری اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز صحبت بڑھتی جائے، عورت کا فرض کیا ہے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاہئے، ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان باراری، زنان مملوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ہیں۔ ان ابواب سے واضع ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل، اعائی اور علمی تھا۔ اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں۔ ہمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پلڈت نے 'دتی دھسہ' لکھا۔ آج کل کے ہندسی کوک شاستر اسی کوکا پلڈت کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسلنگھ کے معاصر جیوتریشور نے 'پلچ سائیک' نام کی کتاب لکھی۔ بودھ عالم پدم شری کا لکھا ہوا 'ناگر سوبسو' بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ہے۔ ہمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔

موسیقی

موسیقی میں ہندوستان نے زمانہ قدیم سے ہی اچھی ترقی کر لی تھی۔ موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تیلوں شامل تھے۔ سام وید کا ایک حصہ گیت ہی ہے جو سام گان کے نام سے مشہور ہے۔ ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ہوتا ہے۔ شارنگ دیو کی 'سلگیت رتلاکر' اس فن کی مستند تصنیف ہے۔ مصنف نے اس میں ہمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماہروں کے نام دئے ہوں - سداشہو، شہو،
برہما، بھرت، کشپ، متلک، یاشٹک، درگا، شکتی،
نار، تمبر، وشاکھل، رمبھا، راون، چھوگر راج، وغیرہ -
اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے دور کے قبل موسیقی رفعت
کے کس درجہ تک پہنچ چکی تھی -

ہمارے دور میں بھی موسیقی پر بہت سی کتابیں
لکھی گئیں جو آج معدوم ہیں - مگر ان کا پتہ شارنگ
دیو کے سلگیت رتناکر سے چلتا ہے - ملدرجہ بالا ناموں
کے علاوہ روبرت (۹۵۰ ع)، نان دیو (۱۰۹۶ ع)، سوہش
(۱۱۷۰ ع)، راجہ بھوج (اکھارہویں صدی)، پرمودی
(چلدیل - ۱۱۲۷ ع)، جگدے کدل (۱۱۳۸ ع)، لولت
ادبھت (۸۰۰ ع)، شلک، ابھی نوگیت (۹۹۳ ع)،
اور کھرتی دھر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بھی لکھ ہیں -
سلگیت رتناکر دیوگری کے راجہ سلگون کے دربار کے استاد
شارنگ دیو نے تھریوں صدی کے آغاز میں لکھا تھا -
اس لئے وہ ہمارے زمانے کی نعماتی ترقی کا ترجمان ہے -
اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر، باجوں کی
چار تسمیں، سروں کی آواز، اور قسم، نال، لے، زمزمہ،
گنگری، راگ، گیت وغیرہ کے عہد و ہنر، رقص اور
اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور
صدھا امور کا بیان کیا گیا ہے جن سے ہمارے زمانے کے
فن موسیقی کی ترقی کا پتہ چلتا ہے -



(۱۷) شہو چی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

رقص

موسیقی کے دوسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشتادھیائی کے مصنف پانسی (سلسلہ ۶۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شمالی اور کوشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا نات شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونعل، کوہل وغیرہ اسانڈہ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - نات شاستر کی بلواد پر بھاس 'کالی داس' بہوبھوتی 'وغیرہ شعرا نے صدھا ناتوں کی تصنیف کی - شیو جی کا معجلوانہ رقص 'نانکو' اور پاربتی کا نارنہوانہ رقص 'داس' کے نام سے مشہور ہوا -

- دیا - باب

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے 'نیتی شاستر' یا 'دندنیعتی' کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پررب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جاسکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکہ الاڑا تصنیف 'جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں' کوتلہ کا ارتھ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبل کی ہے اس لئے ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔
مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی
تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ہے۔
ہمارے دور کے آغاز میں کاسلڈک نے 'نہتھی سار' نام
کی کتاب نظم میں لکھی۔ کاسلڈک نے کوتلیہ کو اپنا
استاد تسلیم کیا ہے۔ دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے
'نہتھی واکھاموت' نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی
کتاب لکھی۔ ان سیاسی تصانیف میں قوم 'قوم' کے
ارتقا کے مختلف اصول، سلطنت کے سات حصے، 'راجہ'
وزیر، 'مبجاس' شوری، 'قلعہ'، 'خرابہ'، 'سزا' اور 'انکاد'—راجہ کے
وراثت اور اختیارات، جنگ و صلح وغیرہ کتنی ہی کار
آمد امور و مسائل پر مور کھا گیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ
ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازہیں اصول
درج کئے گئے ہیں جن میں 'دس کمار چرت'، 'کراہارچن'
اور 'مدرا راکشس' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قانون

شعر، فلسفہ، صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی
تصانیف کی بھی کسی نہ تھی۔ ہندوستان کی سیاسی
تظہیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ہے کیونکہ
قانون اور سیاست باہم مربوط ہوتے ہیں۔ ملکی ترقی کا
ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

سلسلہ کورت کا دھرم، ایک جامع لفظ ہے - انگریزی یا فارسی میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذہب دونوں اس میں شامل ہو جاتے ہیں - ہمارے دھرم شاستروں میں مذہبی قواعد ہی نہیں، ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ہیں - ہمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں سمو اسمرتی ماقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصوب نہیں ہوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ہمارے دور کی تفسیروں میں دھرمکھا تھی، (نویں صدی) اور گوہند راج (گیارہویں صدی) کی تفسیریں مشہور ہیں - اس اسمرتی کا نفاذ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ جاوا، برہما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ہوا تھا - ہمارے دور میں یاگوتولکھ اسمرتی لکھی گئی - اس میں سمو اسمرتی کے مقابلہ میں زیادہ بودار مغزی سے کام لیا گیا ہے - اس کے تین ابواب ہیں (۱) آچار ادھیائے (شرع)، بیوہار ادھیائے (عمل)، اور پرائشچت ادھیائے (کمارہ) - آچار ادھیائے میں چاروں برنوں کے فرائض، حلال و حرام، رکوہ، شدھی، رد بلا، راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ہے - بیوہار ادھیائے میں قانون سے متعلق سبھی امور سے بحث کی گئی ہے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے، الزام، شہادت، صفائی، قرض کا لین دین، سود، سود در سود، تمسک اور دیگر تحریرات، شہادت اولی، قانون متعلق وراثت، عورتوں کے جائیدادی حقوق،

حدود کے تقاضے، آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باہمی قصے، مشاہیر، قمار بازی، درشت کلامی شخصیت سزا دینے، زنا، اور جرائم کی تعزیرات، پلچائعوں کے اصول و آداب اور محاصل زمون وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائے دینی کی گئی ہے۔ پرانشچیت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے۔ اس مستند کتاب کی تفسیر اٹھارہویں صدی میں وکھانہشور نے 'متاکشرا' نام سے لکھی۔ متاکشرا کو اس کتاب کی تفسیر کہلے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بحساب ہوگا۔ وکھانہشور نے ہر ایک مسئلہ کی روشناسی کی ہے۔ موقع موقع پر اس نے 'ہاریت'، 'شکھہ'، 'دیول'، 'وشلو'، 'وسشت'، 'یم'، 'وپاس'، 'برہسپتی'، 'پاراشر'، وغیرہ کی اسمرتوں کی سندیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے بعض اسمرتیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں۔ لکشمی دھر نے بارہویں صدی میں 'اسمرتی کلپترو' ایک کتاب لکھی۔ یہ اسمرتیاں مذہبی ہدایتوں کا بھی کام دیتی تھیں۔ آخر کی اسمرتوں میں چھوٹ چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں۔

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی۔ کوٹلہ کے ارتھہاسکتر میں اس کے لئے 'وارتا' نام آیا

ہے - یورپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ ' تقسیم ' اور صرف بہت چار خاص ابواب ہیں ' لیکن زمانہ سابق میں ' پیداوار ' ہی اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا جاتا تھا - ' زراعت ' صنعت ' ہرمت اور مویشیوں کی پرورش مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لون دین کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم ہی اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے بحث کی گئی ہو - ہاں ' اس کے مختلف ارکان پر جدا جدا بھسار تصانیف موجود ہیں - ' زراعت کے متعلق ' ہادیب بوکشا ' ہرکشی درود ' ہرکشی آیوروید ' ششہ آند ' کرشی پدمتی اور کرشی سکرا وغیرہ کتابیں موجود ہیں - فن معاری اور مصوری پر ' واسکو شاستر ' پراسادانوکورتن ' چکر شاستر ' چترپت ' جلاگل ' پکشی ملشہ آئے لچھن ' رتھ لچھن ' ہمان ودیا ' ہمان لکشن ' (یہ دونوں کتابیں دور کرنے کے قابل ہیں) وشو کرشی ' کونک لکشن ' مورنی لکشن ' پرتما درویاسی بچن ' سکل ادھکار ' شلپ شاستر ' وشو ودیا بہرن ' وشو کرم پرکاش ' اور ' سمرانگن سوتر دھار ' وغیرہ کتابوں کے علاوہ ' مے شلپ ' اور ' وشو کرشی شلپ ' خاص طور پر قابل ذکر ہیں - مے شلپ میں نقاشی کے صنات ' زمین کا مبادلہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق ' موقع اور شہر کی توسیع ' معلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شلب میں ملندروں، مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے۔ ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی، لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہوں گی۔

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں 'رتناوی پریشا'، 'رتن پریشا'، 'ملی پریشا'، 'گہان رتن کوہ'، 'رتن دیپکا' اور 'رتن مالا' خاص ہیں۔ معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہہ خاص ہیں۔ 'لوہ رتناکر'، 'لوہارنو' اور 'لوہ شاستر'۔ پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب 'چھتر گنت شاستر' موجود ہے۔ جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے۔

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سلسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا۔ پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا۔

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھ چکی تھیں۔ پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

یہا ممکن کے اعتبار سے وجود میں آ گئی تھیں۔ مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے آپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے۔ یہہ زبان سلسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سلسکرت نہ جانتے والے بولا کرتے تھے۔ کچھ لوگ اسے پالی بہاشا بھی کہتے تھے اور لٹکا، برہما، سہام وغیرہ ملکوں کے تھیں یاں بودھوں کی مذہبی کتابوں اسی زبان میں لکھی گئیں۔ اس کا سب سے قدیم صرف ونحو کچائن (کا تھاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا۔ اشوک کے دھرم آپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ہی میں لکھے گئے تھے۔ ممکن ہے اُن آپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ہوں لیکن مختلف صوبہ جات میں بڑھتے جانے پر وہاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کر کے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ہو۔ اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سلسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا۔ زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ہوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ہو گئیں۔ مگدھی، شوریہلی، مہاراشتری، پٹھاجی، آونٹک اور آپبہرنی۔

مگدھی

مگدھی مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان ٲهى - قديم ماگدھى اٲٲوڪ كے كٲٲوں ميں ملٲى ھے - اُس كے بعد كى ماگدھى كى كوئى كٲاب اب تك دريافت ٲهوں ھوئى - عام طور ٲر سلسكرت كے ناٲكوں كے چھوٲے درجہ كے ملازم مثلاً دھور ، سياهى ، بديشى ، جھن سادھو اور بچوں سے اسى زبان ميں باٲوں كرائى جاتى ھوں - ' ابھكياں شاكٲل ' ، ' ٲربودھ چلدرودے ' بھلى سنكھار ' اور ' للٲ بگرہ راج ' ميں موقع ٲر يھہ عامھانہ ٲول چال نظر آئى ھے - اس زبان ميں بھى كچھہ دنوں كے بعد كئى قسموں ھو گئیں جن ميں خاص ' اردھہ ماگدھى ' ھے - ماگدھى اور شورسھلى كے مخلوط ھو جانے سے ھى يھہ نئى قسم ٲھدا ھو گئى - جھلوں كے آگم نام كى مذھبى كٲاٲوں اسى اردھہ ماگدھى زبان ميں ھوں - ' ٲٲومچرى ' نام كا ٲرانا جھن كاريہ اسى زبان ميں لكھا گيا ھے - راجہ اُٲھن كا قصہ بھى اسى زبان ميں ھے -

شورسھلى

شورسھلى ٲراكرٲ شورسھن يا مٲھرا كے قرب و جوار كے علاق كى زبان ٲهى - سلسكرت ناٲكوں ميں عورتوں اور مستظروں كى بات چيٲ ميں اُس كا استعمال اكٲر كھا گيا ھے - ' دنارٲى ' ، ' ابھكياں شاكٲل ' اور ' مرچھہ كلٲك ' وغيرہ ناٲكوں ميں اُس كے نمونے موجود ھوں - اس يھاشا ميں كوئى ناٲك ٲهوں لكھا گيا - دگمبرى جھلوں كى ٲھٲ سي مذھبى كٲاٲوں اسى شورسھلى يھاشا ميں ملٲى لگھن -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جانا تھا - حال کی ست سنی (سہت سنی) ' پرور سن کی تصنیف ' راوں وھو ' (سہت بندھ) ' راک پتی راج کی تصنیف ' گوروھو ' - اور ھم چندر کی تصنیف ' پراکرت دوہاشرے ' وغیرہ نظموں اور ' وچالگ ' نام کی لطائف کی تصنیف اسی بھاشا میں لکھ گئے ہیں - راج شیکھر کی ' گورو ملہاری ' میں جو خالص پراکرت کا سنگ ہے ' ہری اُدھ (ہری بردھ) اور نندنی اُدھ (نندنی بردھ) اور پوتن وغیرہ پراکرت کے مصنفین کے نام ملتے ہیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا ' گورم شتک ' اور دوسرا ' گورم شتک ' بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہوا اسی بھاشا میں ہیں - یہ دونوں بھوج کے بلوائے ہوئے ' سرسوتی کلتھہ اُپھرن ' نامی پاتھشالہ میں پتھر پر کندے ہوئے ملے ہیں جو دھار میں ہے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جنھیں مہاراشٹری ہے جس میں شویتامبروں کے حالات ' سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ہیں - ملہور کے راجہ کک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ہے اور جو چودھری راج کے موضع گھنگالا میں ملا ہے اسی بھاشا میں لکھا گیا ہے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور ہندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تھی - اس کی مشہور کتاب گداقہہ کی کتاب 'برہمت کتھا' ہے جو اب تک دستکتاب نہیں ہوئے - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں ہوئے جو چھوہندر سوم دیو نے کئے تھے -

آونک

آونک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو آونتی کہتے تھے - اس کو بہوت بھاشا بھی کہتے تھے - 'مرچہہ کتک' ناک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھاشا اُچھن (اونتی) 'پاریاتر (بیعتوا اور چمبل کی وادی) اور ملندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رہتی تھی راجپوتانہ ہوتے ہوئے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن ہے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وہاں رائج ہو گئی ہو اور وقت کے ساتھ اس میں کچھ تبدیلیاں ہو گئی ہوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کی ہی ایک شاخ سمجھنا چاہئے -

آپبہرنہ (مظہر)

آپبہرنہ بھاشا کا رواج گجرات، ماروار، جنوبی پنجاب

راجپوتانہ، اونگھی، ملندسور وغیرہ مقامات میں تھا۔ دراصل آپبہرنس کوئی زبان نہیں ہے، بلکہ ماگدھی وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپبہرنس یا بکوی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے۔ راجپوتانہ مالوہ، کاتھیاواڑ اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھائیوں کے ذنگل بھاشا کے گھٹ اسی بھاشا کی بکوی ہوئی صورت میں ہیں۔ قدیم ہندی بھی بیشتر اسی بھاشا سے نکلی ہے۔ اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہ تر مظلوم ہیں۔ ان میں دودھ کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے۔ اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب 'بھوی سہنگھا' ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا۔ مہیشورسوری کی لکھی ہوئی 'سلجم ملجروی' پشپ دنت کی تصنیف 'تستہ مہاپوری' سگن النکار' نپندی کی لکھی ہوئی 'آرادھنا' یوگندر دیو کی تصنیف 'پرمانم پرکاش' ہری بھدر کی رقم کردہ 'نہمی ناچریو' وردت کی 'دیرسامی چریو' 'اےترنگ سندھی' 'سلساکھاین' 'بھوی گنمب چرت' 'سندیہ شتک' اور 'بھاوناسندھی' وغیرہ بھی اسی بھاشا کی کتابیں ہیں (۱)۔ ان کے علاوہ سوم پرہیہ کے 'کمارپال پرہیہ' رتن ملندرنی کی 'آپدیہ ترنکلی' لکھمن گاری کی 'سیاسناہ چریم' - کالی داس کے

(۱) بھوی سہنگھا، دیباچہ صفحہ ۳۱-۴۶ (کانگواڑ اور پٹنک - سیریز نمبر

د وکریم اُروشی، (نچوتھا ایکٹ) ہم چندر کے دکار پال چرت، د لاکا چاریہ کہا، اور د پرہلدھہ چلتا ملی، وغیرہ میں جا بجا آپ بھرنس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے۔ ہم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں آپ بھرنس کی جو ۱۷۵ مثالوں دی ہیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں ماہہ تھا۔ اُن مثالوں میں حسن و الفت، شجاعت، رامائن اور مہابھارت کے ابواب، ہندو اور جہن دھرم، اور طرافت کے نمونے دئے گئے ہیں۔ اس بھاشا کو جہلوں نے اچھی کتابوں سے خوب مالا مال کیا۔

پراکرت ویاکرن

پراکرت بھاشا کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کے صرف و نحو کی ترقی بھی لاری نہی۔ ہمارے دور کے کچھ پہلے ور دوجی نے د پراکرت پرکاش، نام سے پراکرت بھاشا کا ویاکرن لکھا۔ اُس میں مصنف نے مہاراشٹرو، سورسہٹی، ہشاجی اور مانڈھی کے قواعد کا ذکر کیا ہے۔ لکھنور کی لکھی ہوئی د پراکرت کام دہلو، مارکندہہ کی بلائی ہوئی د پراکرت سرہسو، اور چلتی کی لکھی ہوئی د پراکرت لکھن، بھی پراکرت ویاکرن کی اچھی کتابوں ہیں۔ مشہور عالم ہم چندر نے سلسکرت ویاکرن د سدھہ ہم چندر انوشاسن، لکھتے ہوئے اُس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بھی لکھا۔ اُس میں سدھانت کومدی کی طرح مضمون دار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ہے - ہیم چلدر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسہلی کے خاص قواعد لکھے کر لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ہے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھے کر لکھا باقی شورسہلی کے مطابق ہے - اسی طرح پوشاچی، چولہکا پوشاچی اور اپبہرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سلسکرت کے مطابق ہے - سلسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کی طور پر جملے یا پد دئے ہیں، لیکن اپبہرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ہے -

پراکرت فرہنگ

پراکرت بھاٹا کے کئی فرہنگ بھی لکھے گئے - دھنپال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دی - راج شیکھر کی اہلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی الفاظ کی ایک لغت بلائی اور اس میں ہر ایک لفظ کے اسماء کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ہے - مگر ہوم چلدر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ہے - ہوم چلدر نے بھی پراکرت بھاٹاؤں کا ایک فرہنگ دیدیشی نام ملا، مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ہے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - پہلے دو حروف کے الفاظ ہیں، پھر تین حروف کے، بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

ہوں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد ہے - پالی زبان کی ایک لغت یہی موگلائن نے 'ابھی دھان پدھیکا' نام سے سنہ ۱۲۰۰ء میں لکھی - جس میں اس کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی ہند کی زبانیں

شمالی ہندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی ہند کی درواز بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی ضروری ہے - درواز بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود ہے - اس لئے ہم اس کا مختصر ذکر کریں گے -

تامل

جنوبی ہند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بھاشا ہے - اس کا رواج تامل علاقوں میں ہے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا - اس کا سب سے پرانا ویاکرن 'تول کپ پوم' ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان کی سب سے پرانی کعب 'نال دیار' ملتی ہے - پہلے یہہ بہت ضخیم کعب تھی پر اب اس کے کچھ اجزا ہی باقی رہ گئے ہیں - دوسری مشہور کعب رشی ترورالوکر کا 'کرل' ہے جو وہاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ہے - اُس میں تھیں پدارتھوں کا 'ارتھ' دھرم کے معانی نہایت کارآمد اُپدیہیں دئے گئے ہیں - اُسے نامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاہئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جہن تھا - کسی غور معلوم شاعر کی تصنیف 'چلتامن' کہیں کی تصنیف رامائن، دواکر اور نامل ویاکرن وغیرہ ہمارے دور کی یادگاریں ہیں - اُس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پونکھار	کل ولی ناڈپتو	ساتویں صدی
چہ گوندان	کلنگو پرنی	گیارہویں صدی
نا معلوم	وکرمل شول نولا	بارہویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	”

اس زبان کا نشو و نما زیادہ تر چھٹیوں کے ہاتھوں ہوا - زمانہ مابعد میں وہاں شہو دھرم کی دھائی پھر گئی -

نامل رسم الخط کے بالکل غور مکمل ہونے کے باعث اُس میں سلسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم الخط کی ایجاد کی گئی -

ملہالم نے بھی نامل زبان کی تقلید کی - لیکن جلد ہی اس میں سلسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ہو گئے -

ہمارے معجزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں ہوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

گنزی

نام کی طرح گنزی ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی چھٹوں نے ہی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود ہیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں 'عروض' پر 'کوی راج مارگ' لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جن 'لکائیت' شیو اور ویشنو دھرموں کی مذہبی کتابوں بھی اس زبان میں موجود ہیں - ان میں سب سے معروف کئی کتاب لکائیت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بلایا ہوا 'بسو پران' ہے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز ہے - کوی پمپ کا 'پمپ بھارت' یا 'وکرمارجن وجے' ہمارے دور کی شاعری کی یادگار ہے - درک سنگھ نے پلچ تلکو کا ترجمہ بھی ہمارے ہی دور میں کیا - اس زبان پر سلسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سلسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے ہوئے (۱) -

تیانگو

تیانگو بھاشا اندھڑ صوبہ میں مروج ہے - اس کی ادبیات پر بھی سلسکرت کا اثر غالب ہے - اس کی پرانی

کتابیں دستِ غائب نہیں ہونیں - یورپی سولنگی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارہویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اس زمانہ کی ادبیات کا معیار ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرزِ تعلیم اور تعلیم کا کچھ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گہت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دلفیاء فروگزاشت نہیں کیا - اس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے چمکے دیگر ممالک سے زیادہ تعلیم یافتہ تھا - چونکہ جاپان اور دورِ دراز مشرقی ممالک سے طلباء تحصیل کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھ، آچاریہ اور ہندو سادھو اور سلہاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - ان کا ہر ایک منہ یا ادارہ ایک ایک تعلیم کا پنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ہونسانگ لکھتا ہے کہ بلوچ میں ہی کئی ہزار طالب علم مقیم ہیں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلباء کا مجمع تھا -

چھوٹی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں پانچ ہزار مٹھ یا دارالعلوم تھے جن میں ۲۱۱۱۳۰ طلباء تعلیم پاتے تھے۔ ہیونساگ نے مختلف اداروں میں پڑھنے والے طلباء کی تعداد بھی درج کر دی ہے (۱)۔ ذی علم براہمنوں کے مکانات اور جن سادھوؤں کے گھر چھوٹے چھوٹے پائو، شالوں کا کام دیتے تھے۔ سلطنت کی طرف سے بھی مدرسے قائم تھے۔ اس طرح سارے ہندوستان میں جا بجا چھوٹے بڑے مدرسے جاری تھے جن سے تعلیم کی کماحقہ اشاعت ہوتی تھی۔

نالد کا دارالعلوم

مکتش چھوٹے چھوٹے مدرسے ہی نہ ہوتے تھے زمانہ حال کی یونیورسٹیوں کی ہمسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بھی قائم تھے۔ ایسے جامعوں میں نالد، نکش شلا، وکر، شہل، دھن کٹک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ ہیونساگ نے نالد کے جامعہ کا مبسوط ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ اس سے اس زمانہ کے تعلیم گاہوں کا کچھ علم ہو جائے گا۔

نالد کے دارالعلوم کی بنیاد مکدھ کے راجہ شکرادتیہ نے ڈالی تھی۔ اس کے بعد کے راجاؤں نے بھی اس کی

کافی رعایت کی۔ اس جامعہ کے قیام سے پہلے ۲۰۰ سے زیادہ
موقع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطیے تھے۔ انہوں
مواضع کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا۔ یہاں
دس ہزار طالب علم اور تیسرے ہزار اناثق رہتے تھے۔
دور دراز ممالک سے بھی طلباء تحصیل کے لئے آتے تھے۔
چاروں طرف اونچے اونچے بہار اور مٹھے بلیے ہوئے تھے۔
بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمطالعات تھے۔ اُس کے
چاروں طرف بودھے علماء اور مبلغین کی سکونت کے لئے
چومنزائے عمارتوں تھیں۔ خوشنما دروازوں، چھتوں اور
ستونوں کی شان دیکھ کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے۔
وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھ بڑے بڑے ادارے
تھے۔ طلباء سے کسی قسم کی نفوس نہیں لی جاتی
نہی۔ اِس کے برعکس انہوں پر ایک ضروری چیز
کھانا، کپڑا، دوا، کتابیں، مکان، وغیرہ مفت دئے جاتے
تھے۔ اونچے درجوں کے طلباء کو ایک برا کمرہ اور نیچے
درجوں کے طلباء کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱)۔

اس جامعہ میں بودھے ادبیات کے علاوہ ورد، ریاضیات،
نجوم، منطق، ریاضی، طب، وغیرہ مختلف علوم کی
تعلیم دی جاتی تھی۔ وہاں سماروں اور فلکی عجائبات
کے مشاہدے کے لئے رصدگاہیں بنی ہوئی تھیں۔ وہاں کی

ابھی گھڑی مکدھہ والوں کو وقت بتلائی تھی - اس جامعہ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہہ امتحان بہت سہولت ہوتا تھا اور کتے ہی طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس ہزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات ہے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مسعود عالم سمجھے جاتے تھے - ہرش نے اپنے دارالمشاوَرَت کی تقریب میں نالند سے ایک ہزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فہض بار جامعہ کی ہستی خاک میں مل گئی -

جامعہ نکش شلا

ہندوستان میں نکش شلا کا جامعہ سب سے قدیم تھا - پتلنجلی، چانکھہ اور جھوک جیسے نامور علما یہاں کے طالب علم اور اہلوق تھے - سب سے عظیم الشان بھی یہی ادارہ تھا - اس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کی عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - دیہات سوم جانک، میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پوٹے کا ذکر آیا ہے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھہ طلبا کو ادارہ کی طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جانکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اس میں کچھہ مشاہیر

یہہ ہیں : وید ، اتھارہ علوم ، (یعنی انہوں نے کہ یہہ کون سے علوم تھے) ، ویاکرن ، صامی ، فن حرب ، ہاتھی کا علم ، متتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکے کے بعد طلبا صحت و حرکت وغیرہ کا علمی تجربہ حاصل کرنے اور ہندو مملکت کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ہیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں فارت ہوا -

نصاب تعلیم

انسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ہے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - انسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے - مہندی کو پہلے ہرن ہودھ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۶ مہولے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پانلی کی ۱۰ اشٹ ادھیائی ، حنظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھ مہولے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد ۱۰ دھانور پاتھ ، پڑھائے جس میں تقریباً ایک ہزار شلوک ہیں ، دس سال کی عمر میں اس اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ہو جاتا تھا - اس کے بعد جہادتھ اور وراسی کی

دکشا ورتی، کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی۔
 انسنگ لکھتا ہے کہ ہندوستان میں تحصیل کے لئے
 آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر
 مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ ساری کتابیں حفظ ہونی
 چاہئیں۔ اس ورتی کو ختم کر لہنے کے بعد طلبہ نظم و
 نثر لکھنے کی مشق شروع کرتے تھے اور ملحق و لغات میں
 مصروف ہو جاتے تھے۔ دہائے دوار نازک شاستر
 (ناگارجن کی تصنیف کردہ ملحق کی تفسیر) کے مطالعہ سے
 انہیں صحیح استدلال اور 'چانک مالا' کے مطالعہ سے
 ادراک کی قوت پیدا ہوتی تھی۔ ابتدا پڑھ چکے کے بعد
 طلبہ کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ لیکن
 ویاکرن کا مطالعہ جاری رہتا تھا۔ اس کے بعد مہا بھاشیہ
 پڑھایا جاتا تھا۔ بالغ طالب علم اسے تین سال میں
 ختم کر لیتا تھا، بعد ازاں بھرت ہری کی تصنیف کردہ
 مہا بھاشیہ کی تفسیر اور 'واکھ پر دیپ' پڑھائی جاتی
 تھی۔ بھرت ہری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں
 لکھی۔ اس کی تفسیر دھرم پال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں
 کی تھی۔ اس کے پڑھ لہنے کے بعد طالب علم ویاکرن
 میں منجمی ہو جاتا تھا۔ ہیونسانگ نے بھی نصاب تعلیم
 کا ذکر کیا ہے۔ ویاکرن کے فاضل ہونے کے بعد ملنکر ویدیا
 ملحق اور جھوتس کا مطالعہ کرایا جاتا تھا۔ اس کے بعد
 علم شفا کی تعلیم ہوتی تھی۔ ما بعد دہائے اور آخر میں
 ادھیاتم ویدیا (مابعد الطبیعیات) - انسنگ لکھتا ہے وہ آپاریتہ

’جن‘ کے بعد دھرم کھرتی نے ملحق مہن اصلاح کی اور
 گن پرہے نے ’ونے پتک‘ کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا (۱) -
 یہ نصاب ان لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاہتے
 تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے
 تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھ کر دنیا کے کاروبار میں
 مصروف ہو جاتے تھے - مذہبی تعلیم خاصی طور پر دی
 جانی تھی - یہ حوریت کا مقام ہے کہ بودھ جاسوں میں
 بودھ مذہبی تعلیم کے ساتھ ہندو دھرم کی کتابوں کی
 پوری تعلیم دی جانی تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 وہ لوگ کتنے روشن خیال اور مذہبی معاملات میں آزاد
 خیال تھے -

طور تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ہونساگ لکھتا
 ہے کہ ماہر انالقی طلبا کے دماغ میں زبردستی معلومات
 کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذہنی نشوونما کی طرف
 زیادہ توجہ کرتے ہیں - وہ جلس طلبا کی دل شکنی
 نہیں کرتے اور سست لوگوں کو تیز بنانے کی کوشش
 کرتے ہیں (۲) -

علماء میں علمی مذاظرے بھی اکثر ہوتے رہتے تھے -

(۱) ٹاکا سو - بدھسٹ پریکٹسز ان انڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۸۱ اور وائرس آن

یورن چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۳۵ - ۵۵ -

(۲) وائرس آن یورن چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی -

یہہ طرز تعلیم ہمارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا - فروعی تفہرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نہ بولنا چاہئے کہ دیگر مذہبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذہبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانہ کشی میں ہوتا ہے -

تیسوی تقریر

نظام سلطنت ، طاقت و حریت

نظام سلطنت

قدیم ہندوستان میں سواسہات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنہیں 'دکن راج' بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مائے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سواسہت بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ہیں - ہرے کے عہد فرمانروائی میں نامرلیہکوں ، ہونسانگ کے سفر نامے اور ہرے چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھہ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا ، جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج ورڈھن کا وزیر اعظم بھلتی تھا - راج ورڈھن کے سارے جانے پر بھلتی نے تیلوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالت حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہرے فرض شناس ' ہر دل عزیز ' اور رحم دل ہے - رعایا اس سے خوش ہوئی - میں تجویز کرتا ہوں کہ ایسے راجہ بنایا جائے - ہر ایک

دکن اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے - وزرا نے اس پر متفق ہو کر ہرش سے راجہ بللے کی استعداد کی - اس سے واضح ہوتا ہے کہ مجلس شوریٰ کے ہاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - ہر ایک شعبہ کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا ہے مثلاً امور خارجہ ' شعبہ حربہ ' شعبہ عدالت ' شعبہ مالیات وغیرہ خاص ہوں - راجہ کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ ہمیشہ مجلس شوریٰ سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یہہ اُس کا خاص فرض تھا - ہیونساگ نے لکھا ہے راجہ کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نہ کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصہ سے برسر حکومت دھتی آئی ہے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاه خلق ہے (۱) -

راجہ کے فرائض

انفرادی حکومت ہونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور ہوتا تھا - اُس زمانہ میں براہمنوں اور دھرم گروؤں کا اثر راجہ پر بہت زیادہ ہوتا تھا - وہ سلطنت کے ہر ایک شعبہ اور کل تعریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی ہی طرف دھیان نہ دیتا تھا بلکہ ان کی اخلاقی مذہبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذہبی اصلاح و

ترقی میں نمایاں حصہ لیا، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی۔ ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی۔ جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصدیق کرتا تو راجہ اُسے سلمے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرنا تھا۔ کشمیر کے راجہ جے سنگھ کے زمانہ میں ملکہ کی لکھی ہوئی 'شری کلتھہ چرت' سلمے کے لئے قلعہ کے راجہ کووند چندر کے دربار سے سہل اور شمالی کوہکن کے راجہ اپرادتوہ کے دربار سے نیچ کلتھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے۔ تنزیہاً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کسادہ خاطر و نعلیم ہوتی تھی۔ راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھانے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا۔

نظام دیہی

انتظامی سہولتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ خاص خاص حصے دیہتی، (صوبہ) 'رشم' (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے۔ دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا۔ دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا۔ کانوں کا انتظام پلچائنتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا۔ مرکزی حکومت کا پلچائنتوں ہی سے تعلق رہتا تھا۔ یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے۔ ان میں رعایا کے خاص حقوق تھے۔ مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہی نظام تقریباً
آراد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر
بہت روشنی پڑتی ہے، مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے
اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں - انتظام سلطنت میں
مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھیں -
ان کے علاوہ ضلعوں میں نون سبھائیں ہوتی تھیں -
براہمن سبھا میں سب براہمن شریک ہوتے تھے - ہمایازوں
کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ
راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰۰ موضوعات میں دیہی سبھاؤں کے
ہونے کا پتہ چلتا ہے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے
بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تلچور وغیرہ میں
اب تک قائم ہیں - عام موضوعات میں بڑے بڑے درختوں
کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے
ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین
مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیے جاتے تھے - زراعت
و فلاحیت، آبپاشی، تجارت، ملدر، عطیات وغیرہ کے لئے مختلف
جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر نالاب میں پانی
کی کثرت سے سہلاب آجانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے
نالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ
دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود ملدر سبھا کو دیا جاوے -
اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک متعطل زمین نہ ادا کرتا
تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہی زمین

نظام کر دی جانی تھی۔ زمین کی خرید فروخت ہونے پر گاہوں سبھا اس کی ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھ لیتی تھی۔ سارا حساب کتاب تار کے پتوں پر لکھا جاتا تھا۔ آب رسانی کی طرف خاص توجہ کی جانی تھی۔ پانی کا کوئی بھی منقطع بہکا نہ ہونے پانا تھا۔ نہروں نالابوں اور کنوؤں کی مرمت و تعمیر وقتاً فوقتاً رہتی رہتی تھی۔ آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے مستعجب رکھے جاتے تھے (۱)۔

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ اُس میں دیہی جماعتوں کی اراکین کی قابلیت یا ناقابلیت سبھاؤں کے اعتقاد، اراکین کے عام انتصاب، شام سبھاؤں کی تنظیم، آمد و خرچ کے مستعملوں کے تقدر، وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے۔ انتصاب عام ہوتا تھا۔ اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ تھہکروں پر امیدوار کا نام رکھ کر گھڑوں میں قال دیتے تھے۔ سب کے دوہرو وہ ٹھوڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا۔ کثرت رائے سے انتصاب عمل میں آتا تھا۔ (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

(۱) ونے کار - رکار - دی پریٹیکل انسٹی ٹیوشنس ایلفڈ تھیوری آف دی ہندوز

صفحہ ۵۳ - ۵۶ -

(۲) اریکولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ ۱۹۰۳-۵۰ ص ۴۵-۱۲۴

جانب سے لا پرواہ ہو گئی - ساطلت میں چاہے کتنے ہی بڑے انقلابات ہو جائیں، لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ ہوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی تھی - عوام کو عوامی نا تلخ تجربہ نہ ہونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غہر ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - ہندوستان میں اتنے تغیرات ہوئے مگر کسی فرمانروا نے پلچائتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی ہوتی تھیں جو شہروں کی صناعی و عہدہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تغیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی، جرمانہ، قہد، اعضاء جسم کا انقطاع و عہدہ سزائیں رائج تھیں - ہر شخص کی پیدائش کے موقع پر قہدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بیان نے کیا ہے - یا کہہ لکھنے نے کئی سخت اور بھرمانہ سزائوں کا حوالہ دیا ہے - براہمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صفہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن ہوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اہلکار ہوتے تھے -

یا گیارہ لکھ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ہے، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور باقاعدہ تھا۔ استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی۔ حیدرت کا مقام ہے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود قہمی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱)۔ لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا۔

عورتوں کی سیاسی حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی۔ قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا۔ لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ہی باپ کی جائیداد کی وارث ہوتی تھی۔ اپنے شوہر سے ملی ہوئی جائیداد پر لڑکی کا کامل حق ہوتا تھا۔ ملو نے اس کا ذکر کیا ہے۔ (۲)

سلطنت کی طرف سے بیویار اور حرمت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا۔ کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوئے تھے۔ اگر کوئی بیویاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا بات اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی۔

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۶۰ -

(۲) ونے کار سرکار - دی پولیٹیکل انسٹیٹیوٹسز ایفڈ تھیوریٹ آف دی ہندوز

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھہہ اناذارہ عہدہ داروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمرات کے مانعت بہت سے چہوتے چہوتے راجہ ہوتے تھے جلدہیں مہاراجہ ' مہا ساملت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمرات کے دربار مہوں حاضر ہوتے تھے ' جہسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی چاکرہ دار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو ' آپرک مہاراج ' کہتے تھے - کئی کتبوں مہوں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گویتا ' بھوگک ' بھوگ پتی ' راج استھانی ' وغیرہ نام ملتے ہوں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی ' یا ' آپرک ' کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام مہوں جسے ادھشتھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکم کے پاس راجہ کے تعزیری احکم صادر ہوتے تھے - ایک نامب پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ احکم اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو ' صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو ' راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

(۱) سوترا شتھ ' کیا شتھ ' سوتھ شتھ ' سوتھ شتھ ۔

راتھ: ۴۳ ہست شتھ ' شتھ شتھ شتھ شتھ شتھ ॥

شکارا ہشتی راجہ رتھ راج کاہلا نامہ شتھ ۱۳۰ (کرمی سبت ۱۰۶۵) ایپی گرائیکا التیکا جلد ۳ صفحہ ۲۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اہلکاروں کے نام بھی کتابوں میں ملتے ہیں - جیسے مہتر (دیہی سپہا کے رکن) - ٹرامک (گانوں کا خاص حاکم) ، شولک (محاصل وصول کرنے والا اہلکار) ، گولک (قلموں کا محافظ) ، دھروادھی کون (زمین کے محاصل کا انسر) ، بھانڈاگر ادھی کرت (خزانچی) ، تل واک (گانوں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اہلکاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ہے - موجود کلرک کو اُس زمانہ میں 'دور' یا 'لہک' کہتے تھے - کرنک حال کے رجسٹرار کا کام کرتا تھا - ان عہدہ داروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی ہوتے تھے - 'دندپاشک' چورو دھربک ' و مہرہ پولیس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے ہوتی تھی - لگان پھدار کا چھٹا حصہ ہوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھہ محصول اور لگتا تھا - یہ محصول فلفہ کی صورت میں لئے جاتے تھے - 'مڈپکا' (چلمی کا محصول) بھی کئی جنسوں پر لیا جاتا تھا - بلندگاہوں پر آنے والے مال ، یا دوسری سلطنت سے آنے والی چیزوں پر بھی محصول درآمد لیا جاتا تھا -

(۱) چٹمانی وناک وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد اول -

تھار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں، جیسا ہونساگ نے لکھا ہے - اُس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا ہے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف ہوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذہبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف ہوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رہتی تھی - زمین کی پیمائش ہوتی تھی - کئی کتوں میں اُن پیمانوں کا ذکر کیا گیا ہے جیسے 'مان دت'، 'نورتن'، 'پداورت' وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی ہاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں اعام میں ملے ہوئے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے نول کے ہاتوں کی بھی نگرانی ہوتی تھی - (۳)

(۱) رادھا کد مکرجی - ۱۱۲-۱۳ -

(۲) وائرس ہونساگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱-۱۷۷ -

(۳) سی دی ویڈ ہسٹری آف ہندوستان جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ -

جلد ۲ - صفحہ ۲۲۰ -

رفاء عام

ملاقاتوں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئوں بلوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں، کنوؤں اور سرائیوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاہوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

ہندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صہنہ انتظامی سے بالکل عاصدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے - ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں - ہرش کی فوج میں ساٹھ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھ گھوڑے تھے - ہڈونسانگ نے لکھا ہے کہ ہرش کی فوج کے چار حصے تھے - ہاتھی، گھوڑے، رتھ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منکوائے جاتے تھے - بان نے کامبوج، بنایج، سندھج،

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دیے ہیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ انہوں کا رواج کم ہونا گیا -

• ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بھری فوج بھی نہایت منظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا ہوتے تھے وہ بھری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بھری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - ہونسنانگ نے اپنے سفر نامہ میں چھاروں کا بھی ذکر کیا ہے - 'ملایا'، 'جاوا'، 'بالی' وغیرہ جزیروں میں ہندوؤں کا راج تھا - اس سے بھی بھری طاقت کے منظم ہونے کا پتہ چلتا ہے - چول راجہ بہت طاقتور بھری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو مرق کر کے لٹکا کر اپنے منصوبہات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ بربار اور اندمن تک جا پہنچتا تھا - استریجو نے ہندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ہے - بھری فوج کے موجود ہونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ہے - میکاستیلوز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے ہوئے بھری فوج کا ذکر بھی کیا ہے - ہر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر ہوتے تھے - کل فوج کا افسر 'مہاسینا پتی'، 'مہابھل ادھیکش'، یا 'مہابھل ادھی کرت' کہلاتا تھا - پھدل اور گھوڑوں کے افسر کو 'بھتاشو سینا پتی' کہتے تھے - سواروں کے افسر کو 'برہدشوار' اور فوجی صفہ کے خزانچی کو 'دن بہلدا گار ادھی کرن' کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک دمہا سادھنک، نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاہیوں کو نذرخواہ نقد دی جاتی تھی لیکن انتظامیہ عمل کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر فہر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھی اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکی حالت اور سیاسی نظام میں تغیر

ممدرجہ بالا ملکی انتظامات ہمارے زمانہ مخصوص ہیں ہمیشہ نہ رہے - اس میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں - ہم اُن تبدیلیوں کا کچھ ذکر اختصار کے ساتھ کریں - اس زمانہ کے آخری حصہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج ملتے جلتے تھے - ہرش اور پلکشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئیں - سولنکی، پال، سین، پرتھوار، جادو، گوہل، راتھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ہندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھی - سدھا ریاستوں میں

(۱) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۲-۵۵ -

(۲) رادھا کد مکرچی - ہرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بت جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی - قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا - ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں - اور سیاسی کھٹت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی - ملک کی سہاسات اور دیگر اعطامی شعبہجات پر ان حالات کا اثر پونا لازم تھا - سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں - راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا - رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت ہی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں - ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا - راجہ خود ہی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا - کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزارت نہ تھی - اس وقت تک وہی پرانے مصلہدار چلے آتے تھے - گیارہویں اور بارہویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتھ (وزیر) ' پروہت ' مہا دھرم ادھیکش (مذہبی معاملات کا افسر اعلیٰ) ' مہا ساندھی وگرہک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ) ' مہا سہناپتر (سہ سالہ) ' مہا مدرادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاہی مہر رہتی تھی) ' مہاکش پٹلک (افسر بلند رتبت) ' وغیرہ عہدہداروں کے نام ملتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں سہاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تھی - ان عہدوں کے نام کے ساتھ ' مہا ' کے استعمال سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے ماتحت اور بھی

اھلکار دھتے تھے (۱) - رانی اور ولی عہد بھی حکومت میں شریک ہوتے تھے - کچھ ریاستوں میں معض متعاصر میں اضافہ کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانہ میں کتے سنے معصولوں کا ذکر ملتا ہے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تھا - چھتر پال اور پرانت پال وغیرہ کئی مقصداروں کے نام ملتے ہیں - آمد و خرچ کا محکمہ بھی سابق دستور تھا - عدالتوں کا انتظام بھی پہلے ہی کا سا تھا - راجہ کی عدم موجودگی میں 'پراڈ واک' (افسر عدالت) ہی کام کرتا تھا - الہیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا ہے "دکوی استغاثہ دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تھا - اگر کوئی تحریری شہادت نہ ہوتی تھی تو چار گواہ ضروری ہوتے تھے - انہیں جرح کرنے کا مجاز نہ تھا - براہمنوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بھی قتل کی سزا نہ دی جاتی تھی - ان کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تھا - چوری کے جرم میں براہمن کو سدھا کر کے اس کا بایاں ہاتھ اور داھلا پھر بکت لیا جانا تھا - چھتری سدھا نہیں کیا جاتا تھا" - اس سے تحقیق ہوتا ہے کہ اسی زمانہ تک بھی سخت اور ظالمانہ سزائیں دیئے کا رواج موجود تھا - (۲)

(۱) چٹنامنی و تانک وید - ہستری آت میقبول الدیا جلد ۳ - صفحہ ۴۴۳-۴۴۴

(۲) الہیرونی الدیا جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸-۱۶۰

فوجی انتظام میں کچھ تبدیلی پیدا ہو رہی تھی - مستقل فوج رکبے کا رواج کم ہوتا جاتا تھا - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لہنے کا رواج بڑھتا جاتا تھا - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تھے - پچھلے زمانہ کے نامب پتروں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی سیٹا پتی، ہاتھی، گھوڑوں، اونٹوں اور بحریہ فوج کے اسیر وغیرہ رکھے تھے - (۱)

باہمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں دور برور ضعف آتا جاتا تھا - سلدھ تو آٹھویں صدی ہی میں مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا - اور گیارھویں صدی تک پنجاب بھی لاہور تک اُن کے ہاتھ میں جا چکا تھا - بارھویں صدی کے آخر تک دلی، اجمیر، فوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد ممالک متحدہ، بلکال، دکن، وغیرہ صوبوں پر بھی اسلامی اقتدار قائم ہو گیا - اور رفتہ رفتہ بیشتر ہندو ریاستیں تباہ ہو گئیں -

مالی حالت

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہندوستان نے محض روحانیت میں درجہ کمال نہ حاصل کیا تھا، دنیاوی

معاہدات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی -
یہاں ہم اس زمانہ کی مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا
چاہتے ہیں -

زراعت اور آبپاشی کا انتظام

ہندوستان کا خاص پوشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں
تذریعاً سبھی قسم کی جلسوں اور پھل پھٹا ہوتے تھے -
کاشتکاروں کے لئے ہر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا
پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل
تعریف تھا - بہروں، تالابوں اور کنوؤں کے ذریعہ سے سچائی
ہوتی تھی - بہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترکیبی
میں اسچھلہور کا ذکر آیا ہے جس کا نام 'سویہ' تھا -
جب کشمیر میں سیلاب آگیا تو وہاں کے راجہ اونتی
ورما نے اُس سے اس کا اسداد کرنے کے لئے کہا - 'سویہ' نے
جھلم کے کنارے بڑے بڑے باندھے بندھوا کر اُس سے نہریں
نکلائیں - اتنا ہی نہیں، اُس نے ہر ایک گاؤں کی
زمین کا اس اعتماد سے کھمبائی معائنہ کیا کہ کس قسم
کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ہے - اسی معائنہ
کے مطابق ہر ایک گاؤں کو مناسب مقدار میں پانی
مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ہے کہ
'سویہ' نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپہرا سانپ
کو نچاتا ہے - اُس کے اس حسن انتظام کا یہی نتیجہ
ہوا کہ مزرعہ میں بہت اضافہ ہو گیا اور ایک کھادی

(ایک خاص وزن) چارول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک ہو گئی - صوبہ تامل میں ندیموں کو مہانے کے پاس روک کر پاسی جمع کرنے کا انتظام کیا جانا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل چول کے راجہ کریکال نے کویری ندی پر سو میل کا ایک باندھہ بنوایا تھا - راجندر (۳۵-۱۸-۱۰ء) نے اپنے بٹے دارالخلاصہ کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوائے کا رواج بھی کافی تھا - چلندرگھت موریا کے زمانہ میں گرنار کے نیچے ایک وسیع تالاب بنوایا تھا جس میں سے بعد کو اشوک نے سہریں نکوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بھی ہوتی رہتی تھی (۱) - بہت سے راجے جگہ جگہ اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تھے جن سے سلجچائی بہت اچھی طرح ہو سکتی تھی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی ہے - پرمار راجہ بھوج نے بھوجپور کے پاس ایک عظیم الشان تالاب بنوایا تھا جو دنیا کی مصنوعی جھیلوں میں سب سے بڑا تھا - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بہلا وندھہ تالاب بھی سابق کے راجاؤں ہی نے بنوائے تھے - کلوروں سے مختلف طریقوں پر سلجچائی ہوتی تھی جو آج بھی رائج ہے - آریوں کے ساتھ یہہ رواج لٹکا

(۱) ونے کمار سوکار - دی پولیٹیکل انسٹیٹیوشنز اینڈ ٹیپوگرافٹ دی ہندوز

میں بھی داخل ہوا - پراکرم باہو (۱۱۵۰ع) نے لٹکا میں ۱۲۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بلوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائی - اس سے قبھاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتی شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ہلدیستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ہلدیستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملبار کے ساحل پر ونچی تجارتی اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومندل ساحل پر پکر اعالیٰ درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھانی بانابی (ضلع بھوجپور میں) بھونالوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتی مقام تھا - جہاں سے تجارت مشرقی چین کی طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ہند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق دار نہ تھا - اُجین شمالی ہند اور بھڑچ کے بندرگاہ

(۱) رنے کار سرکار - دی پولیٹیکل انسٹیٹیوشنز ایلقہ تھیریز آت دی ہندوز

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر،
وغیرہ ملکوں میں ہندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا -
پانلی پتھر یا پتلا تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا
دکڑہنگامپور نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے - اس کے
بیان کے مطابق پتلا ۵۷۰ ہجری اور ۶۴
دروارے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا -
آرے لہن نے زمانہ میں روم شہر کی وسعت والاً اس کی
نصف تھی - علیٰ هذا اور بھی کتنے ہی بڑے بڑے
شہر ہندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

ہندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے
ہوتی تھی - بڑے بڑے باربرداری کے لئے بدائے
گئے تھے - عرب، فلپشیا، فارس، مصر، یونان، روم،
چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھ ہندوستان
کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زمانہ
ما بعد کی بات ہے - ہرش نے ہیوسانگ کو بحری
راستہ سے چھن واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی
روایتوں سے پانچ ہزار ہندوستانیوں کے کئی چہاروں پر
جاوا جانے کا پتہ چلتا ہے - ایتسنگ واپسی کے وقت
سمندری راستہ ہی سے چھن گیا تھا - جہاز ساری کے فن

(۱) ونے کمار سرکار - دی بولٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز

میں اہل ہند مشاق تھے - اور زمانہ قدیم سے اے جاننے
تھے - پروفیسر مہکس ڈنکر کے بہان کے مطابق ہندوستان
کے لوگ عہسلی سے دو ہزار برس قبل بھی جہاز راسی سے
واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکی راستے

خشکی راستہ سے بھی تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی -
تجارتی آسانی کے خہال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی
جاتی تھیں - جنگلی نقطہ نگاہ سے بھی یہ سڑکیں کچھ
کم اہم نہ تھیں - کاروملڈال ساحل پر ایک بہت بڑی
سڑک کوئی ۱۶۰۰ میل کی تھی - یہ راس کماری تک
جاتی تھی جسے چوڑیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ء) بدلوایا تھا -
فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت تھی -
ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے
زمانہ میں پاتلی پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل
لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولی سڑکیں تو ہر چہار
طرف تھیں - (۲) خشکی راستہ سے صوبہ اندرونی تجارت
نہ ہوتی تھی ، خارجی تجارت بھی ہوتی تھی - رائے دیوتز
نے لکھا ہے اندرونی اور بیرونی ، دونوں قسم کی تجارت دونوں
راستہ سے ہوتی تھی - ۵۰۰ میل گزریوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا
ہے - خشکی راستہ سے چھن ، بابل ، عرب ، فارس وغیرہ ملکوں

(۱) ہر بلاس ساردا - ہندو - ریپریزینٹٹی صفحہ ۳۶۳ -

(۲) وٹے کار سکار کی کتاب متذکرہ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھ ہندوستان کی تجارت ہوتی تھی - (۱) انسانکلو پیتھیا برٹشکا میں لکھا ہے کہ یورپ کے ساتھ ہندوستان کا بھرپار ملحدرجہ ذیل راستوں سے ہوتا تھا -

۱- ہندوستان سے پل مائرا نام کے شہر سے روم ہوتا ہوا شام کی طرف -

۲- ہمالیہ کو پار کر کے آکسس ہوتے ہوئے بحر کاسپین اور وہاں سے وسط یورپ - (۲)

ہندوستانی تجارت

ہندوستان سے زیادہ تر ریشم، چھپلت، ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے، اور ہڈرا، سونی، مسالے، مور کا پر، ہانہی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے ہندوستانی ململ نکلی ہے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث ہندوستان اتنا فارغ البال ہو گیا تھا - پہلی نے لکھا ہے کہ روم سے سالانہ نو لاکھ پونڈ (ایک کروڑ روپے) ہندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھ روپے ہندوستان میں کھینچے جلتے جاتے تھے - (۴)

(۱) دی جرنل آف دی رائڈ ایشیا تک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ء -

(۲) انسانکلو پیتھیا برٹشکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۳۵۹ -

(۳) پیلینی - نیچرل ہسٹری -

(۴) انسانکلو پیتھیا برٹشکا جلد ۱۱ - صفحہ ۳۶۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف مہلوں اور تھرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تھرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید و فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار، کاشی، اور پشکو و فہرہ تھرتھوں میں جو میلے لگتے ہیں ان کی تجارتی وقعت کچھ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفہ

میں زمانہ ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے، لیکن پہلے یہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقی کی تھی - سب سے پیش قیمت دستکاری کپڑے بنانا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ملل، چھپٹ، شال، دوشالے، وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ ساری کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نہانات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نول کی کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارھویں صدی تک قائم تھی - یہاں تک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اسے بالکل فارت کر دیا -

لوہا اور دیگر مہنیاں

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے جہت انکیز ترقی کی تھی - کچھ لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اہل ہند کو زمانہ قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحہ قدیم سے ملتے چلے آتے تھے - لوہے کی صلعت تو اتنے فروغ پر تھی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی مہلشیا بھہجا جاتا تھا - ڈاکٹر رائے نے لکھا ہے وہ دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی ہے، لیکن فارس نے ہندوستانہوں سے ہی یہ فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اسے حاصل کیا - (۱)

ہندوستان کے کمال آہنگری کی مثال قطب مہندار کے قریب کا آہلی ستون ہے - اتنا بڑا ستون آج بھی یورپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نہیں بنا سکتا - اس ستون کو بنے نیچے ہر سال گزر گئے ہیں، پر وہ موسمی تغیرات کا دلہرانہ مقابلہ کر رہا ہے، یہاں تک کہ اس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دھار کا دھڑ استمبھہ (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز ہے - مسلمانوں نے اسے مسبار کیا - اس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا ہے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی ماندو سے ملا ہوا ہے - اس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار مہوں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوہے کی صلعت کا ذکر کرتے ہوئے مسز مہنگ نے لکھا ہے کہ آج

بھی گلاسگو اور شیفہاڈ میں کچھ سے بہتر فولاد نہیں
 بلتا - (۱) لوہے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت
 اچھا ہوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور
 اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا
 استعمال ہوتا تھا - بھانت بھانت کے جواہرات کتکر سونے
 میں چڑے جاتے تھے - بودھہ زمانہ کے کچھ ایسے سونے کے
 پتر ملے ہیں جن پر بودھہ جانکھن (روائتیں) منقوش
 ہیں - اُن میں کئی ورق پلے اور ہیرے کے پلے ہوئے
 ہیں اور پچی کاری کے طریقہ سے لگے ہوئے ہیں -
 جواہرات اور قیمتی پتھر کی بلی ہوئی مورتوں دیکھنے میں
 آئی ہیں - اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک
 فٹ اوچی پائی کٹی ہے - پیراوا کے استوپ (مہلار) میں
 سے بلور کا بنا ہوا ایک چھوٹے منہ کا گول خوبصورت
 برتن نکلا ہے جس کے تھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی
 بلی ہوئی ہے - سونے کی بلی ہوئی کئی مورتیں اب تک
 موجود ہیں - پیتل یا ہشت دھات کی طرح کی
 قابل دید اور جسم مورتیں اب تک کتنی ہی مندروں
 میں موجود ہیں - اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
 ہندوستان میں کھان سے دھات نکالنے اور انہیں صاف
 کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دھاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا۔ پلیٹنی نے ہندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ہے۔ کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے۔ ہاتھی دانت اور سنگھ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں۔ ان پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی۔ ان کاموں کے لئے بہت مہینے اوراد بنائے جاتے تھے۔ اسٹیمورنس نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور ناریک اورادوں سے کام کرتے تھے کہ اعلیٰ یورپ ان کی چابکدستی اور صنائی پر متحیر ہو جاتے تھے۔ (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا۔ اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا۔ ایک پھشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے۔ جماعت کے ہر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی۔ یہہ پلچائت ہی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی۔ گلوں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں ان کے قائم مقام بھی رہتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے۔ انہیں بھی ان جماعتوں

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اہل حرفہ یا دستکاروں ہی کی نہ ہوتی تھیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بھی بنی ہوئی تھیں - گوتم، ملو اور برہسپتی (سنہ ۶۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پلچائنت کا ذکر موجود ہے - گذیریوں کی پلچائنتوں کا حوالہ کتبوں میں پایا جاتا ہے - راجندر چول (گیارہویں صدی) کے زمانہ میں جنوری ہلد کے ایک گانوں کی گذیریوں کی پلچائنت کو ۹۰ بھڑیں اس غرض سے دی گئی تھیں کہ وہ ایک ملدر کے چراغ کے لئے دروازہ کھلی دیا کرے - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وکرم چول کے زمانہ میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تھی - پلچائنتوں کا یہہ طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - بودھ تذکروں میں بڑی بڑی پلچائنتوں کے حوالے ملتے ہیں - گوتم زمانہ میں اہل حرفہ کی بہت سی پلچائنتیں موجود تھیں - ۴۶۵ ع میں تھلہوں کی ایک پلچائنت کو ملدر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تھا - اسی طرح کول، گندھی، دھاک وغیرہ پیشہوروں کی پلچائنتوں بھی قائم تھیں - یہہ پلچائنتیں بھلکوں کا کام بھی کرتی تھیں - ہلدوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انہیں پلچائنتوں کے ذریعہ ہوتی تھی - (۱)

سکے

سکوں کا کچھہہ مختصر تذکرہ یہاں بے معطل نہ ہوگا - پہلے ہندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا - دوکاندار بھی تبادلہ ہی سے خرید فروخت کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے اکثر اہل کاروں کو مشاہرہ بھی ملے ہی کی صورت میں دیا جاتا تھا - سرکار بھی لگان غلہ ہی کی صورت میں لیتی تھی - اس اعطام کے باعث ہندوستان میں سکے بہت کم ملتے تھے - سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی - ہر ایک راجہ اپنے اپنے نام کا سکہ بدلاتا تھا - سکے بیشتر سونے، چاندی یا تانبے کے ہوتے تھے - زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا - لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام ملتوش نہ ہوتا تھا - صرف ان کا وزن معین ہوتا تھا - ہاں، ان پر آدمی، جاسور، پرند، سورج، چاند، دھنسی، تیر، مہلار، بودھی درخت، منگل، بحر، ندی، پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے اشباب ملتے ہوتے تھے - یہہ تحقیق نہیں ہے کہ یہہ سکے سرکار کی طرف سے ملتے تھے یا تاجروں یا پہچانٹوں کی طرف سے -

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے ہیں جو مالو قوم کے ہیں - ان کے بعد یونان، شک، کشن اور چھتریوں کے سکے ملتے ہیں - یہہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالرقش ہیں - ان کے سکے سونے، چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گہت خاندان کے راجاؤں نے سکھ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گہتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھتریوں کی نقل کی - ایک طرف چھتریوں ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گہتوں کے بعد چھتریں صدی میں ہلوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں نے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ ، گجرات ، کاتھیوار ، مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پھچھ سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معام ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - سائیس صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش ، گوہل ہلسی ، پرہار ہلسی ، تور ہلسی ، ناگ ہلسی ، (نرور کے) گھوڑالوں ، راشتر کوٹوں ، (دکن کے) سولمکیوں ، جادووں ، چوہانوں (احمد اور سانبہر کے) ، ادبھاندپور (اوہلد) ، وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتلے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی فعلیت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وعدہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمہر کے چوہان راجہ اچے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چٹائے تھے - مسلمانوں نے اجمہر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج ہندو سکوں کی نقل کی لیکن بعد ازاں انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

ہندوستان کی مالی حالت

ہندوستان اپنی زراعت، تجارت، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں، سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت ہر آمد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں ہیرے، نہلم، موتی اور پلا کی کہانیاں تھیں - مشہور کوہنور ہیرا بھی اس زمانہ میں ہندوستان میں تھا - پلاہلی نے ہندوستان کو ہیرے، موتی اور دیگر جواہرات کا معقزن کہا ہے - واقعہ یہی ہے کہ ہندوستان ہیرے، موتی، مونگے، لال، اور متعدد قسم کے دیگر جواہرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

بہ اصرار ہوتا تھا - لوہا ، تانبہ اور سوسہ بہ کثرت نکلتا تھا - چاندی زیادہ تر دوسرے ملکوں سے آتی تھی اس لئے مہنگی ہوتی تھی - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آٹھ گلی ہوتی تھی جو ہمارے زمانہ کے آخر تک سولہ گلی ہو گئی تھی -

ملک کی یہ خوشحالی ہمارے زمانہ کے آخری حصہ تک قائم رہی - سومناتہ کے ملدر میں سونے اور چاندی کی کتلی ہی جواہر نگار مورتیں تھیں - قریب ہی ۲۰۰ من سونے کی رنجیر تھی جس کے ساتھ گھلتے بندھے ہوئے تھے - محمود غزنوی اسی ملدر سے ایک کروڑ سے زیادہ کی دولت لوٹ لے گیا - اسی طرح قلعہ اور متھرا وغیرہ مقامات سے بھی وہ بے تعداد دولت لے گیا - اگر ہندوستان کی معاصرانہ خوشحالی کا اندازہ مقصود ہو تو اس زمانہ کے بلے ہوئے سیکڑوں عالی شان ملدروں کو دیکھنا چاہئے جن کے کلس ، مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواہر نگار ہیں -

صنعت اور دستکاری

فن سلگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے ہیں - غار ، ملدر ، ستون ، مورتی - ہمارے یہاں سلگتراشی کے فن کا نشو و نما مذہبی جذبات کے زیر اثر ہوا ہے - بودھ مہار ، چیت اور بہار وغیرہ اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے ہیں - مہاتما بدھ کے سروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مہنار بنوانے شروع کئے - بدھوں میں ان مہناروں کا بہت احترام ہونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مہنار تعمیر ہوئے جن کی صداعی قابل دید ہے - مہنار بڑی ملندہ کی طرح پاک سمجھا جاتا تھا اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے اور بھدروں محراب و عہرہ بنائے جاتے تھے اور اُن کے چاروں طرف اُنلی ہی خوشنما جنگلی لکائے جاتے تھے - ایسے مہناروں میں سانچہ اور بھرہٹ کے مہنار خاص ہیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر ہوئے ہیں - اب تک اُن پر بودھ دھرم کے قابل پرستش نشانات ' دھرم چکر ' بودھی درخت (شجر معرفت) ' ہانہی و عہرہ ' اور بدھ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صنائی سے منقوش ہیں -

غار

ہمارے یہاں پہاڑوں کو کاتکر دو طرح کی گپھائیوں بنائی جاتی تھیں - چھت اور بہار - چھت کے اندر ایک مہنار ہوتا تھا اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع ہو سکیں - ایسی گپھاؤں میں کاری کا ذکر کیا جا سکتا ہے - بہار بودھ سادھوؤں اور بھکشوؤں کا مقہم ہوتا تھا جس میں ہر ایک بھکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے



(۱۸) ایستور کا پھاڑی کھنڈر

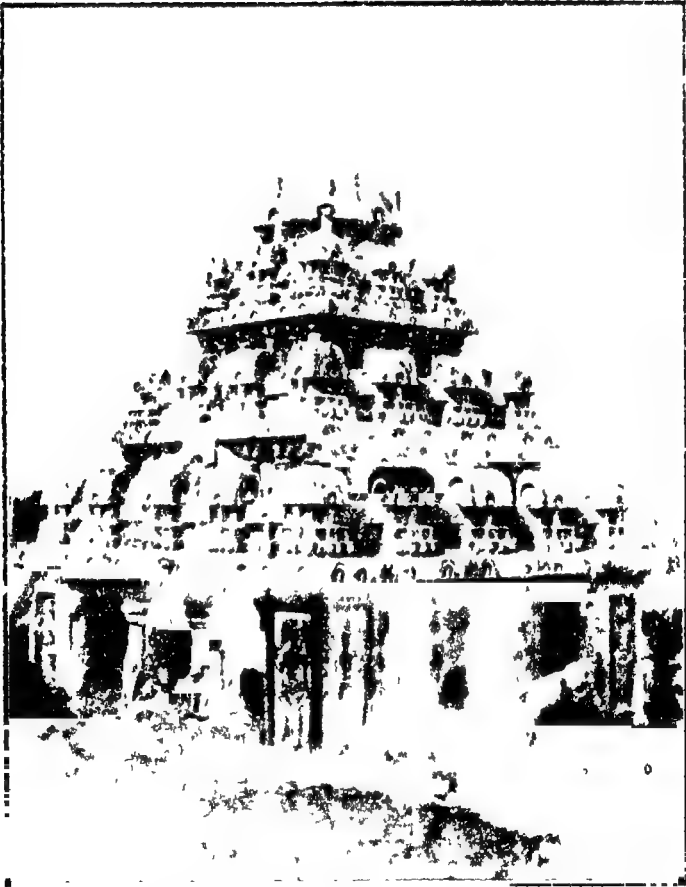
ہوتے تھے - ایسے عمار خاص طور پر دکن میں تھے جن میں اجلتا، الورا، کارلی، بھاجا، بھوسا وغیرہ خاص تھے - دکن کے علاوہ گاتھیاراز میں چوناکرہ کے قریب، راجپوتانہ میں، چھالار راج میں، کولوی اور ممالک متوسط میں دھملار، باگھ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - ان میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور ہمیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے - زیادہ تر گپھاؤں بودھوں کی ہیں - چین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھاؤں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجلتا کی بعض گپھاؤں، اور کولوی، دھملار اور باگھ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہ سب گپھاؤں ہندوستانی سنگتراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نعادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارہویں صدی تک سیکڑوں چھٹوں، اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برہمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں، اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - چھٹوں اور برہمنوں

۱. مندروں میں بہت کچھہ یکسانیت پائی جاتی ہے۔ فرق صرف ایسا ہے کہ جہاں مندروں میں 'ستونوں' اور 'پاروں' اور 'چھتوں' میں جہاں دھرم سے متعلق مورتیاں اور انٹیوں منقوش ہیں - برہمنوں کے مندروں میں ان کے دھرم سے متعلق اکثر جیلوں کے خاص مندروں کی عمارتوں طرف چھوتی چھوتی کوٹھریاں بنی ہوتی ہیں جن میں مختلف نیرتھلکروں کی مورتیں نصب کی جاتی ہیں - برہمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر بار چھوتے چھوتے مندر ہوتے ہیں - ایسے مندروں کو لچھائی مندر کہتے ہیں - برہمنوں کے مندروں میں خاص گریہ گڑا ہوتا ہے جہاں مورتی نصب کی جاتی ہے - اس کے آگے مندر ہوتا ہے - جہاں مندروں میں کہیں کہیں دو مندر اور ایک لمبی چوڑی بھدی بھی ہوتی ہے - انہوں طرح کے مندروں میں گریہ گڑا کے اوپر کلکڑا اور اس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پیہہ ہوتا ہے جسے ملک کہتے ہیں - آملک کے اوپر کاس رہتا ہے - کاس ہی میں چھلتی ہوتی ہے جسے دھوج دند کہتے ہیں -

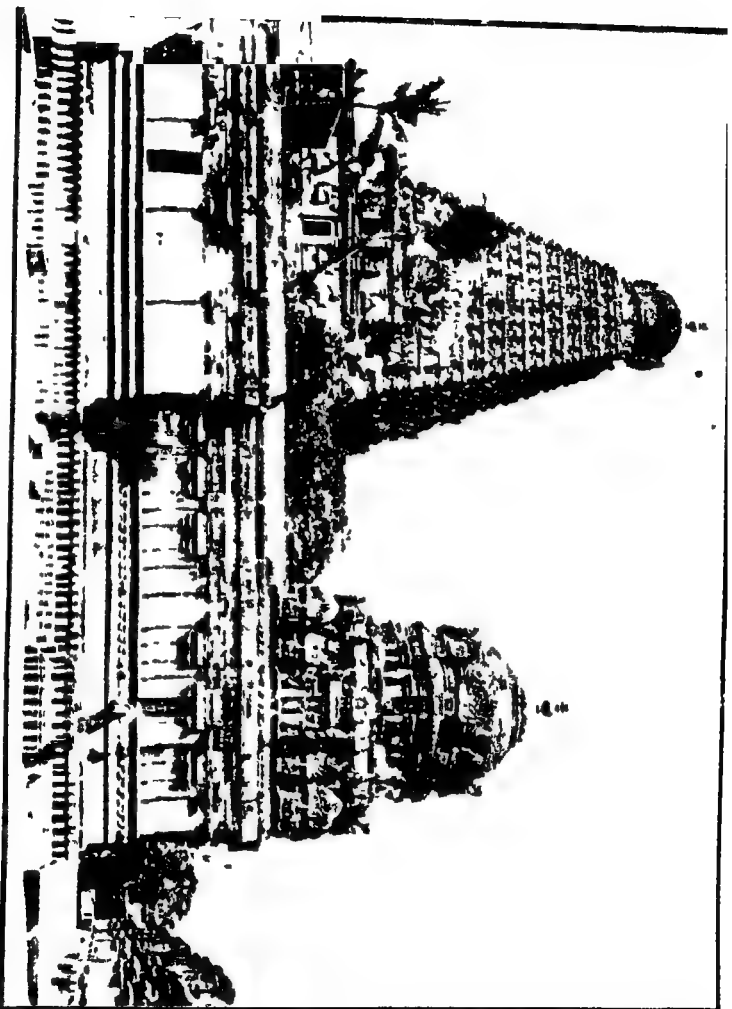
دراور طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب ہوتی ہے کئی منزلوں کا ایک چوکور مندر ہوتا ہے جسے ہمان کہتے ہیں - اس کی شکل بعدریج مخروطی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا ہے - دراصل اس ہمان



(۱۹) دروازہ نمونہ کے ملندہ کا دھرم راج راتھہ

صفحہ ۲۱۳

[ماسول پورم]



عمارت ۲۱۵

(۲۰) دروازہ کلاں محلہ
[ناسخور]

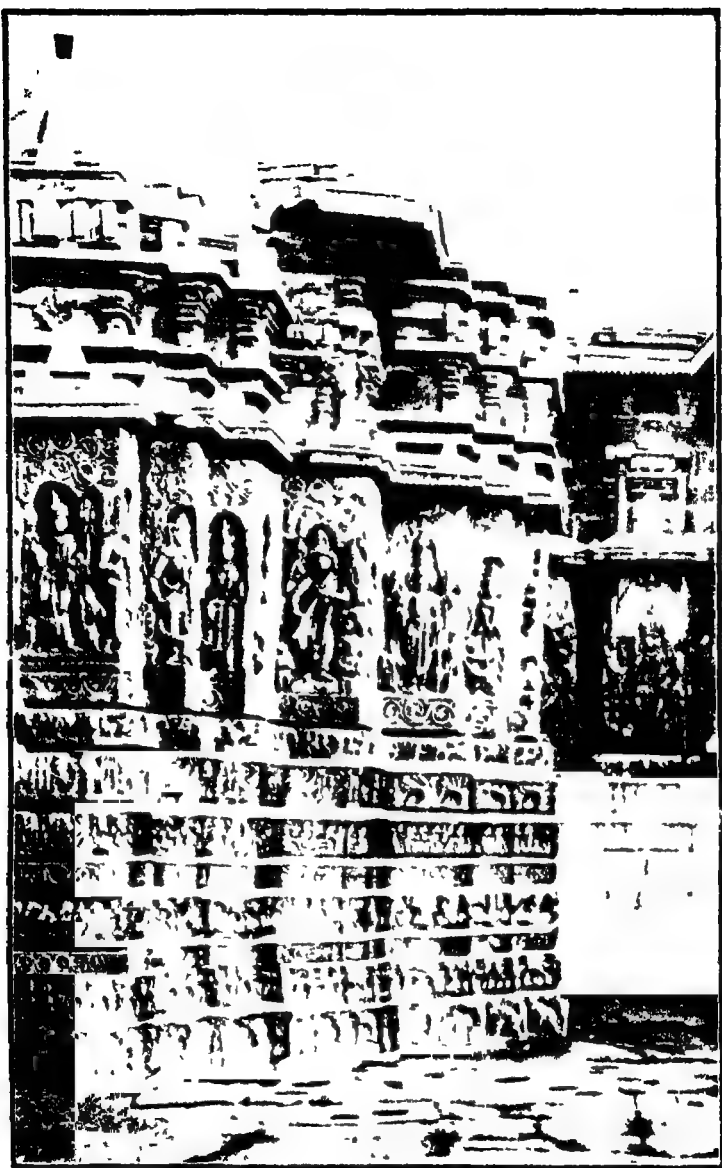
کا اوپری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کلگرے کا قائم مقام سمجھنا چاہئے - گریہ گہ کے آگے مانتپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا 'کونل' (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتوں ملتقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں 'پشکر' بندرابن وغیرہ تہرتہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہوں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولمکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہوں - کچھ خنوف سی نامشاہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے ان مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کٹاری صوبہ سے نظام اور مہسور راج تک جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی کئی جگہ ملتے ہیں - نپال کے شہر اور ویشو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھ مندر چھنی طرز کے چبھدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

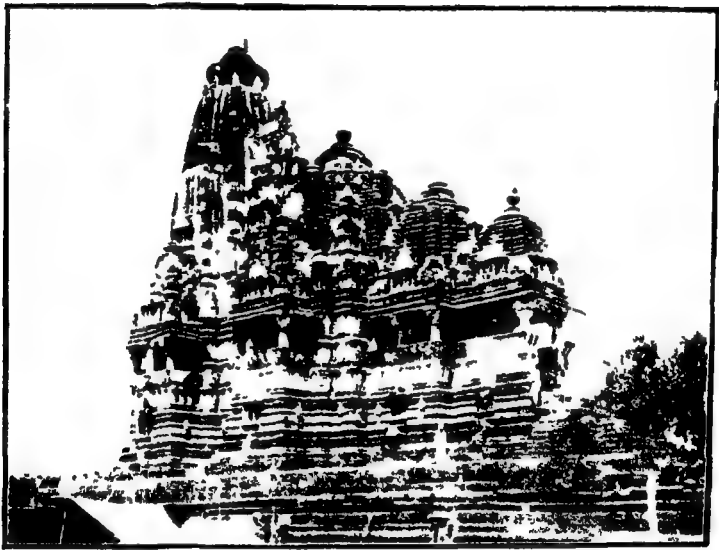
مندر موجود ہیں جن میں سے بعضوں کا حوالہ ذیل میں دیا جاتا ہے -

آریہ طرز کے برہمنوں کے مندر 'بھونہشور' (آریہ مہن) ،
 ناکدا اور باتولی (اُدے پور راج مہن) ، چتور گڑھ ، گوالہر ،
 چندراوتی (ریاست جھانوار مہن) ، اوسہاں (ریاست چوندپور مہن) ،
 چندراوتی ، برمان (سرہمی راج مہن) ، کھجراہو (وسط ہند
 مہن) ، کنارک ، لنگ راج (آریہ مہن) ، وعیدہ مسامات مہن
 مہن - اسی طرح آہو ، کھجراہو ، ناکدا ، مکت گری ، اور
 پالی تانا ، وعیدہ مسامات کے چھ مندر بھارتی فن تعمیر
 کے اعلیٰ نمونے ہیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور
 (چنگلی پت ضلع مہن) ، کاسچی ورم (کاچی) ، اُورا ، تلچور ،
 بیلور (میسور ریاست مہن) ، بادامی (بھینجا پور ضلع مہن) ،
 سری رنگم (ترچناپلی مہن) ، اور سرور بیل گولا (حسن
 ضلع مہن) ، وعیدہ مسامات مہن ہیں - فن تعمیر کے
 اعتبار سے یہ مندر کئی اعلیٰ پایہ کے ہوں یہہ علما کے
 ذیل کے اقتباسات سے ظاہر ہوا -

باتولی کے مندر کی سنکدراشی کی تعریف کرتے ہوئے
 کرنل تات نے کہا ہے : وہ اس کی چھت اسٹیمز اور بے مثال
 کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باہر ہے ، گویا
 کمال کا خزانہ لٹا دیا گیا ہے - اُس کے ستون ، چھت
 اور کنگرہ کا ایک ایک پتھر چھوٹے سے مندر کا نظارہ
 دکھاتا ہے - ہر ایک ستون پر نقاشی کا کام ایسا باریک



(۲۱) ہوس لیشور کے مندر کا باہری حصہ



(۲۲) آرید نمونہ کا ہندو مندر

صفحہ ۲۱۷

[کھیت، اہو]

ہے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا ' (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : "دآبو کے مندروں میں ' جو سنگ مرمر کے ہیں ' ہندوؤں کی چھوٹی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسی باریک صورتیں بنائیں ہیں کہ ہر چاند مہلت اور کوشش کرنے پر بھی میں کھنڈ پر ان کی مثل نہ کر سکا " - (۲)

ہیلے بڈ کے مندر کی بابت ونسلٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : "یہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ہے - اس کی گلیکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی " (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفیسر اے اے مہکڈال کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھوں کی قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتی - (۴)

مٹھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود عزیزی نے فزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں ۷۰۰۰ مندر ہیں ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

(۱) ثاقہ راحتہان - جلد ۳ - صفحہ ۷۵۲-۵۳ -

(۲) پکچرسک انسٹریکشنس آف اینڈینٹ آرکیٹیکچر ان ہندوستان -

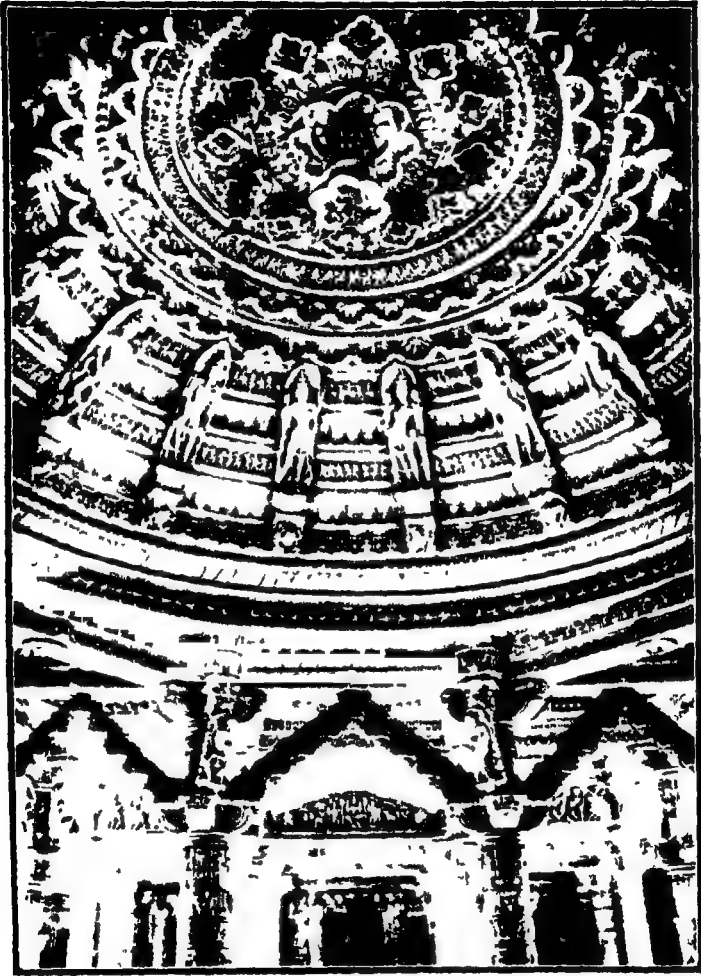
(۳) ہسٹری آف فائن آرٹ ان انڈیا - صفحہ ۲۲ -

(۴) انڈیا ریپورٹ - صفحہ ۸۳ -

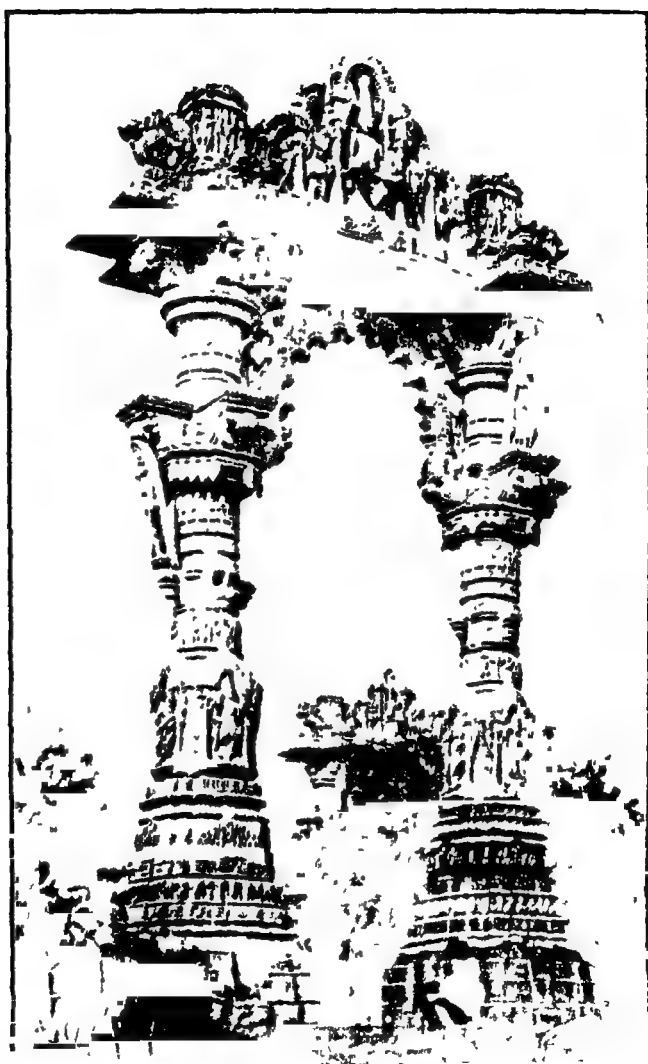
ایمان کی طرح مستحکم ہوں - اُن میں سے کئی نو ساک مرمو کے بلے ہوئے ہوں جن کی تعمیر ۵۰ کروڑوں دینار خرچ ہوئے ہونگے - ایسی عمارتوں ۱۰۰ سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتیں - (۱)

ستون

دہلی، پریاگ، سارناتھ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے ہوئے ستون ہندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم ہوں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک ہی پتھر سے کٹے گئے ہوں اور اُن پر جگہ انہی خوبصورت ہے کہ اُس کا بیشتر حصہ آج تک قائم ہے - می رہا پتھر پر انہی مضبوط پالش کرا کر ممکن سا معلوم ہوتا ہے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کنگھیاں تھیں - چوٹی پر کہوں ایک اور کہوں چار شہر بلے ہوئے تھے - ایسے دو تھیں تھوڑے اب تک موجود ہیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رہے ہیں - اشوک کے بعد بوس نگر کا مشہور ستون، مہرولی (دہلی سے ۱۳ میل) کا مشہور آہلی ستون اور دیگر تعمیرات ہیں جو ہمارے دور مخصوص سے قبل کی ہیں - ہمارے دور کے ستون میں دو عظیم الشان ستون ملدسور کے قریب سوندنی موضع میں ہیں - انہیں راجہ یشودھرمین نے اپنے فتوحات کی



(۲۳) آبی کے چین ملدر کا شلیج اور دروازہ



(۲۴) بونگر (عشرات) ۲ مندر کا پہانک

بادگار میں بدوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک ہی پتھر
 ے نہیں بنائے گئے ہیں ، بلکہ کئی ٹکڑے ایک دوسرے پر
 جما دئے گئے ہیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ، بلکہ زمین
 دوز ہو رہے ہیں - یسودھرمین کے ستونوں کے علاوہ مختلف
 مقامات پر ہزاروں ستون یا تون موجود ہیں ، جن میں
 کچھہ ملندروں کے سامنے نصب ہیں ، اور کچھہ ملندروں ہی
 میں لگے ہوئے ہیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھلے ہی
 سے ہو سکتا ہے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بللے کی سب سے قدیم شہادت
 کوتلہہ (چانکھہ) کے اترہہ شاستو (اقتصادیات) میں ملتی
 ہے - لیکن دست برد روزگار سے بچتی ہوئی مورتوں میں سب سے
 قدیم یوسف زئی ، یا قلندھار سے نکلی ہوئی مختلف قامتوں
 کی بدھہ کی مورتیاں ہیں - متھرا کے کنگالی تھلے والی
 جن مورتوں اور راجہ کلشک کی بلوائی مورتوں بھی بہت
 قدیم ہوں - یہہ سب عیسوی ساءہ کی پہلی صدی کے
 قریب کی ہیں - ہندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشو ملندر
 قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات
 بیس نگر (ہدشا) اور نگری (چتور سے سات میل شمال میں)
 کے کتبوں سے واضح ہے - بیس نگر کے معذکرہ بالا عظیم الشان
 ستون کے کتبے سے پایا جاتا ہے کہ وہ راجہ ایلنتی آکلہتس
 کے زمانہ میں پنجاب کے رھلے والے دیہ (Dion) کے بیچے

ہیلیدور (Heliodoros) نے جو بھاگوت (ویشدو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (ویشدو) کا یہہ دگرور دھوج، بدوایا - اشومہدھہ یکہہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سربتات نے ناراین بت نامی مقام پر بھگوان سنکشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بدوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھ عیسوی کی پہلی صدی میں شروع ہوا، لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالوں عیسوی سے قبل کی ہیں - اسی طرح عیسوی سنہ کی چھٹی صدی تک کی سکھوں مورتیاں ملی ہیں جن کا ہمارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہمارے دور کی بھی ہزاروں ہندو اور جوں دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ، لکھنؤ، پوشاور، اجمور، مدراس، بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں، نھر مندروں میں موجود ہیں - یہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیاں بھی ملتی ہیں - ان مورتیوں کے کمال صناعتی کا بڑے بڑے سفادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ پتھلی امر ہے کہ عیسوی سنہ کی بارہویں صدی کے نصف ثانی سے سنکتراشی کے فن کا انحطاط شروع ہوا اور جتنی خوبصورت مورتیاں پہلے بنتی تھیں اتنی پتھلی نہ بن سکیں -

ہندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس ہے مرقع نہ ہوگا -

مستتر ہول نے لکھا ہے : ”کسی قوم کے کمال فن کا

مصر میں اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کہا لیا ہے، بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اُس نے دوسرے قوم والوں کو کہا سکھایا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہندوستانی فن تعمیر کا درجہ یورپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ہے۔ قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طور نہ تو کامل طور پر وطنی ہے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ہو۔ یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ہندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ہے اُس کا مدد چند غیر ملک والوں کو سکھایا ہے “ (۱)۔

مستقر گریعتہ کا قول ہے: ”عاروں کو عائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی مہرے دیکھئے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمع بھر بھی زیادہ گاتا ہو“ (۲) پروفیسر ہیرن لکھتے ہیں: ”مربع ستونوں کی نقاشی اور نسوانی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ہندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھ چڑھکر ہے (۳)۔ ہہول صاحب فرماتے ہیں: ”ہندوستانی طرز کی صورتوں میں جو عقی‘ جو

(۱) ہہول - انڈین اسکالپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -

(۲) دی پینٹنگس ان دی بدھت کیو تپاس آت اجنتا -

(۳) ہو بلاس شاردا - ہندر سوپریارٹی - صفحہ ۳۳۳ -

معلومات اور جو قوت اظہار ہے وہ یونان کے مجسموں میں
بہوں نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

ہمارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی
ہو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود
ہیں - ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا راجہ بھوج کی تصنیف
کردہ ”سمراگن سوتردھار“ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی
تصنیف شائع ہوئی ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس
زمانہ میں جہت انگیز نظری ترقیاں ہو چکی تھیں - اس
کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام
و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص
خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے
کے مفصل اور مشروح اصول و قواعد درج کئے گئے ہیں -
مگر یہاں ہم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت
اہم تذکرہ ہے - اُس میں مختلف قسم کے سدھا اوزاروں
اور آلات کا بیان کیا گیا ہے - ان میں سے بعض کا ہم
ذیل میں ذکر کرتے ہیں :-

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور سہاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے، چلتے پھرتے اور بلسی بجاتے تھے - چیزیں کی سی آواز نکالتے والے لکڑی کے پرندے کلنگن اور کنڈل وغیرہ بنائے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو قوری کے ذریعہ ناچتے، لڑتے اور اور چوروں کو پھتکتے تھے - مختلف طور کے خوشنما نوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سہلے، ناف، آنکھ اور ناخن سے نوارے نکلے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بنی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے ”دلت“ (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہنچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہو جانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جائے پر یہہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کئے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ متعجب العقل اور مبہم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے ہمان یا ہوائی تختہ ہیں - ہمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بہنگ نام کی لکڑی کا بنایا جائے، اُس میں پارے کا آنہ

رکھا جائے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُرتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں ان آلات کا بلانا لوگوں کو معلوم تھا ، یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کئی ہی آلات کے بلانے کا علم ہے ، لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے ! معاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبہات کے ضمن میں کر چکے ہوں -

فنِ تصویر

ہندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے نقل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضمون کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مختصر سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گہاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اُس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گہاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجلتا کی گہا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گہا نہیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ آباد کے ایک اجلتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں۔ ان میں ۱۴ بہار (مٹھ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں میدان ہوتے ہیں) بلے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں، اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں ملقوش ہیں۔ تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاسٹر لگا کر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں۔ یہ سب گہانہوں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں۔ قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں، لیکن زیادہ تر تصویریں ہمارے دور کے آثار یا اُس سے کچھ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں۔ ان تصاویر سے اس زمانہ کی ہندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ان تصویروں میں گوتم بدھ کے واقعات زندگی اور ماری پوشک جانک، وشوانتر جانک، شد دانت جانک، دو رو جانک، اور مہا ہنس جانک وغیرہ بارہ جانکوں میں بہان کی ہوئی روایتوں جو بدھ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے، تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں، باغچوں، جنگلوں، رتھوں، راج درباروں، ہاتھی،

کھڑے، ہرن، وغیرہ جاسوروں، ہلمس وغیرہ پرندوں، اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے قدام کا منظر پیش ہو جاتا ہے جس میں جنگلوں، شہروں، باغچوں، اور محلسراؤں میں، راجہ، سورما، تپسوی، ہر ایک درجہ و حال کے مرد، عورت، آسمانی فرشتے، گندھرب، اپسرا، کٹر، اپنے اپنے پارت کھیل رہے ہوں۔ ایسی صدھا تصاویر میں یہ ہم ایک تصویر کا ذکر اس خیال سے کرتے ہیں کہ ان میں سے متضد تصاویر کا زمانہ معین کرنے میں مدد ملے۔ مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ شاہ خسرو ثانی کے سنہ جلوس ۳۲ (مطابق سنہ ۶۲۶ء) میں اُس کا سفیر راجہ پُل کھسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پُل کھسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا۔ اُس وقت کے دربار کا منظر گہا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا ہے۔ راجہ پُل کھسی گدھی سے آراستہ سفکھاسن پر بٹھاری تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا ہے، گرد پیش چلور اور پٹکھا چھلنے والی کلہنیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے ہیں۔ راجہ کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے ہوئے ہوں۔ تھاسا یہ لڑکے ولی عہد، یا راجہ کے بھائی اور مشیران خاص ہونگے۔ راجہ اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھہ کہہ رہا ہے۔ راجہ کے سر پر مکٹ (تاج)، گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور مہروں کی ایک لڑی کلتھی اور اس کے نیچے خوبصورت جواکھ کلتھا ہے - دونوں ہاتھوں میں بازو بلند اور کڑے ہیں، انار کی جگہ پیچ لڑی موتیوں کی مالا ہے جس میں گہرے کی پانچ بڑے بڑے موتی ہیں - کمر میں جواہرنکار کمربلند ہے - پوشاک میں نصف ران تک کچھلی ہے، باقی سارا جسم برہنہ ہے - دکھنی لوگ جیسے دریغے کو سمیت کر گلے میں ڈال لیتے ہیں اسی طرح ایک دریغے، گلدھے سے ہٹ کر پیچھے کے تکیہ پر پڑا ہوا ہے اور اس کے دونوں سچے ہوئے کنارے گدی کے آگے پڑے ہوئے نظر آتے ہیں - اس کا جسم قوی، اعضا متناسب اور رنگ گورا ہے - (چہرہ کا چونا اکھڑ گیا ہے، اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جملے ہندوستانی مرد ہوں ان کے جسم پر وہی آدھی ران تک کچھلی کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا، اور نہ کسی کے ڈاڑھی یا مونچھے ہیں - کمر سے لٹاکر آدھی ران یا اس سے کچھ نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے، اور بعض کے سونے پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی ہے - باقی سارا جسم کھلا ہوا ہے - یہاں کی قدیم تصاویر میں عورتوں کے سونے اکثر کھلے ہوئے نظر آتے ہیں، یا اس پر ایک پٹی بندھی ہوتی ہے - یہہ پرانا رواج ہے - شری مد بھاگوت میں بھی اس کا ذکر آیا ہے (۱) - ایرانی سنہرے راجہ کے مقابل

(۱) तदंग संग प्रसूता कुलविद्याः केकादुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नाजः प्रसिध्यो दुर्गमं नजस्त्रियो विसृज्य माकाभरणाः कुरुद्वह ॥

کہو اس کی طرف تکتکی لکائے موتھوں کی کٹی لڑیں
یا کٹی لڑیوں کی مالا ہاتھ میں لٹے آئے نذر کر رہا ہے -
راجہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے - سفہر کے پیچھے دوسرا
ایرانی بوتل سی کوئی چھڑ لٹے کہو ہے ' جس کے پیچھے
ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بھری ہوئی کشتی لٹے ہوئے
ہے - اُس کے پیچھے چوتھا ایرانی پیتھہ پھیر کر ایک
دوسرے ایرانی کی طرف دیکھ رہا ہے جو باہر سے کوئی
چھڑ ہاتھ میں لٹے دروازے میں آ رہا ہے - اس کے پاس
ایک ایرانی سپاہی کمر میں تلوار لکائے کہو ہے ' اور دروازے
کے باہر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گھوڑے
کھڑے ہیں - ایرانیوں اور ہندوستانیوں کی پرشاک میں
زہن اور آسمان کا فرق ہے ' ہندوستانیوں کا قریب قریب
سارا جسم برہمن ہے - ایرانیوں کا سارا جسم تھکا ہوا ہے -
ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی ہے ' کمر تک انگرکھا '
چست پاجامہ ' اور کٹی ایک کے پھروں میں مورے بھی
ہیں - تازہی مچھہ سب کے تھے - ایرانی ایلچی کے گلے
میں بڑے بڑے موتھوں کی ایک لڑی ' پاندار کٹھنی ' کانوں
میں موتھوں کے آریزے ' اور کمر میں مرصع کمر بند ہے -
دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں ہے - دربار
میں فرش پر پھول بکھرے ہوئے ہیں - راجہ کے سنگھاسن
کے آگے اگلدان پڑا ہوا ہے اور چوکھوں پر پاندان وسودہ
ظروف سرپوشوں سے تھکے رکھے ہوئے ہیں (۱) - قیاساً یہہ

نصویر سنہ ۱۶۶۹ء کے بعد ہی بنی ہوئی -

اجلتاً کی تصویریں کامل العن استادوں کی بدائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - ان میں اعضا کا تناسب، خط و خال، انداز و ادا، وضع و قطع، زلف و کاکل، رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ہے - عاقل ہذا چرند و پرند، گل و برگ و ہر وہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ہیں - کئی تصویریں جذبہ نگاری میں بے مثل ہیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوئی ہے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ہے - تصاویر سے عمیق مشاہدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ہے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ایسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کیلے دل سے داد دی ہے - مستر گریفٹھ نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے ”رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیا نے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاہے خاکہ اچھا کھینچ سکیں، وینس کے مصور چاہے رنگ اچھا بھر سکیں، لیکن جذبہ نگاری میں ان میں سے ایک بھی اس کا ہمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ہے :-

رانی کا سر جھکا ہوا ہے، آنکھوں نوہ باز ہیں، اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بھٹی ہوئی ہے اُس کی ایک کلہیز ہلکے ہاتھوں سے اُسے سلجھائے ہوئے کھڑی ہے ، اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا ہاتھ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھ رہی ہو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ مہرہ رانی کی روح قفسِ عرصی سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پلکھا لئے ہوئے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اداس ہیں - نہچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوئے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر قم میں ڈرپے ہوئے ہیں - ایک عورت ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانپے زار و قنار رو رہی ہے -

ان تصاویر کے کمال سے فنِ تصویر کے کئی ماہروں پر انکا اثر پڑا کہ انہوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع ہو چکی ہیں -

اچنتا کی گھاؤں میں جو بودھ روایتیں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے بنانے والوں نے امراتنی ، سانچی ، بھرہت وغیرہ کے مہندروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور قدماہاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا فائز نظر سے مطالعہ کیا ہے کھونکہ دونوں
میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالہر راج کے امجدھرا ضلع میں موضع باگھ
کے قریب کی کپھاڑوں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں
جو ٹھاساً عسویٰ کی چبھوئیں یا ساتویں صدی میں بنی
ہوں گی - اجملتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی
بہت صلت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں
ہو گئی ہیں ' اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے -
لندن ٹائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
یورپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہنچ
سکیں - تہائی تھلہکراف کا یہاں ہے کہ کمال فن کے اعتبار
سے یہہ تصاویر اعلیٰ پایہ کی ہوں کہ ان کی تعریف
نہیں کی جاسکتی - اس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے '
مناظر حیات کے پوش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار
کے اعتبار سے یہہ تصویریں لٹانی ہوں اور حسن تہذیب
کا ارنچا معیار پوش کرتی ہوں - محض اتنا ہی نہیں '
ان میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھ عرصہ ہوا ستن نواسل میں جو کرشنا ندی کے
جلوہی کنارے پر پدوکوتا سے نو میل شمال مغرب کی
جانب ہے ایک مندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو
لٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھ ایسی ہی
تصویریں ہوں - ان تصاویر کو سب سے پہلے ٹی اے '

کیوبی نانہہ راؤ نے دیکھا - تھاس کیا جانا ہے کہ یہہ تصویریں پلٹو فرما سوا مہندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں گی - اس مہندر کی اندرونی چہتوں ' ستونوں اور دیواروں پر یہہ تصویریں بنی ہوئی ہیں - یہاں کی خاص تصویر تیریہا ہراندے کی ساری چہت کو گھبرے ہوئے ہے - اس تصویر میں ایک تالاب، خوشلما کدلوں سے پر نظر آتا ہے - پہاڑوں کے بھیچ میں مچھلیاں، ہانس، بھیاسے، ہاتھی اور تھن سادھو ہاتھہ میں کدول لئے دکھائی دیتے ہیں - ان سادھوؤں کے جسم کا تناسب، ان کا رنگ اور حسن دیکھ کر منہ سے بے اختیار داد نکل جاتی ہے - ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں - اس مہندر میں اردھہ ناریشور، گندھربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی ہیں - اردھہ ناریشور جٹا، مکٹ اور کاڈل پہلے ہوئے ہیں - ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے تاہم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گرہہ پہاڑی پر ایک گپھا ہے - اُسے جوگی مارا کہتے ہیں - اس کی چہت میں بھی جلد تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں - ان چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وہی ہمارے دور یا اس سے کچھ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے ہوں - تعجب تو یہہ ہے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تہرہ صدیوں تک زمانہ کے ہانہوں سے محفوظ رہوں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود ہوں - انہوں سے ہمارے فن تصویر کی ترقی کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے -

ہندوستانی فن تصویر کا درجہ - لکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھ صدیوں تک ہندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے - اس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چولی ترکستان کے صوبہ ختن، دن دن بولک اور مہرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں مای ہیں ان پر ہندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا ہے - وہ چوتھی صدی سے گیارھویں صدی تک کی قہاس کی جا سکتی ہیں - جیسے لکھا میں ہندوستانی تہذیب پہیلی ہوئی تھی اسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک ہندوستانی تہذیب کا اعتدار تھا - اور ہندوستان کے مختلف علوم و فنون کی وہاں اشاعت ہو گئی تھی -

ہندوستانی فن تصویر کی خصوصیت

ہندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا ہیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن ہے ہندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - ہمارے اہل کمال حسن

ظاہر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کھفیات کا اظہار کرنا ہی اپنے فن کا معراج سمجھتے ہیں - ظاہر میں جو حقیقت مستور ہے اس کو عیاں کر دینا ؛ اُس کا پردہ کھول دینا ہمارے مصوروں کا اصلی نصب العین ہے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمام تر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبوں پر صرف کرتے تھے - مستر ای ' بی ' ہڈول نے لکھا ہے ' وہ یورپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم ہوتی ہیں ' کیونکہ اہل یورپ صرف حسن مادی کے شہدا تھے - ہندوستانی فن تصریر حقیقی کھفیات اور ملکوتی جذبات کی ترجمان ہے " (۱) - ہنگال کا جدید رنگ اجلتا کے ' قدیم طرز کی طرف جھکا ہوا ہے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم ہندوستان ہر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہنچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے ہیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی پہلدا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل ہوتے

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بھلا کے نام ملتے ہیں، جیسے بھلا، کاند بھلا، (۱) اور کرکری (۲) وغیرہ - چھانچھ کو آکھاتی (۳) یا آکھات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال باجے کے وقت ہوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑے ہوئے باجے آدمبر (۵) دندبھی (۶) بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تصدیق کیا ہے کہ ہلدوسعاسی مردنگ، وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علماء کا قول ہے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ہونا ممکن ہے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ہو - تار والے باجوں میں بھلا سب سے اچھی مانو گئی ہے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہنچی تھیں -

(۱) کاٹھک سنگھتا ۵-۳۳ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۲ - اتھرو وید ۲-۳۷-۲ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۳۶-۲

(۴) اتھرو وید ۲-۳۷-۲

(۵) باجسنگھتی سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتیریا سنگھتا ۷-۳-۷ -

زمانہ قدیم میں ہندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم دلاتے تھے۔ پانچویں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چمپ کر رہے کی شرط پوری کی تو ارجن نے برہمن نلا کے بھیس میں راجہ وراث کی لڑکی اُنرا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی۔ پانچو خاندان کے راجہ جلمہجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگلدھہ راین وغیرہ ورا پر سلطنت کا بار ڈال کر خود بھلا بجانے اور شکار و سہر میں محو رہتا تھا۔ وہ اپنی بھلا کی خوش الحانی سے ہانپوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکوا لانا تھا۔ ایک بار وہ اچھن کے راجہ جلد مہا سہن (پردیوت) کے ہاتھ میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا۔ چونکہ وہ فن نغمہ میں ماہر تھا راجہ جلد مہاسہن نے اُسے اپنی لڑکی باسودنا کو گانا سکھانے پر مامور کیا۔ ان دو مثالوں سے یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے راجے گانے کے شائق ہوتے تھے اور اس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھ کر ان کی قدر کرتے تھے۔ راجہ کلشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بھی ماہر تھا۔ گوپت خاندان کا راجہ سمدر گپت پریاک کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی ہے اُس میں اپنے کو فن نغمہ میں تمبرو اور نارد سے بڑھ کر رکھا ہے یہاں تک کہ اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش ہے اُس میں وہ ایک باجا

بچا رہا ہے - وکرم سمیت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار گلاؤں کو ایران بھجوا، جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانوں کے نغمہ دانوں کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راجشری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے نائک رنلاولی میں دانی نے 'پریم درشکا' کو نغمہ کے تھلوں اور گانوں کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص گھوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں 'ناچنے والوں' حمد کی گھٹ گانے والوں کا ذکر کیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہلٹر نے لکھا ہے 'د نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں' پھر عرب

میں اور وہاں سے گائڈو آریزو (Guido d' Arezzo) نے عیسوی کی گیارہویں صدی میں یورپ میں اسے رائج کیا (۱) - پروفیسر ریچر کی بھی یہی رائے ہے - ایلسی ولسن لکھتی ہیں "ہندوؤں کو اس امر کا غرور ہونا چاہئے کہ ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم ہیں" - (۲)

(۱) ولیم ہنٹر - انتہائی گزیتیر - اڈیا - صفحہ ۲۲۳ -

(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.

انڈکس

صفحہ

۳۸	..	ارکان—ہندو دھرم کے
۳۹	...	ویدک لٹریچر کا غائب ہونا
،،		بودھوں کے رہنے جاترا کی تقلید ہندوؤں نے لی
۴۰	..	بٹی اسمرتھوں کا بلغا
۴۰	...	ہرت کا رواج
،،	..	وید
،،	...	البھرونی
۴۱	..	پرایشچتھوں کا حکم
،،		ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت کا اُتھنا
		بودھوں اور جہلموں کے ایشور کا وجود نہ
،،	..	تسلیم کرنا
۱۴۲	...	ایوروید—علم صحت
۱۴۳	...	علم جراحی کا ارتقا
۱۴۵	..	جھوک
،،	...	طبی آلات کا ذکر
،،	...	طبی آلات اور اُس کے آتھہ قسمیں
،،	...	شہرت میں طبی آلات کی تعداد
۱۴۶	...	امراض تولد کے لئے مختلف آلات
۱۴۷	...	مارکزیڈوں کا علاج
،،	...	نہارکس

صفحہ

۱۴۸	آیور وید--مرض آماس
"			علاج حیوانات اور اُس کے متعلق تصانیف
"	بردہسپت کی تصنیف
"	.	..	حے دت کی تصنیف
"	گن کی تصنیف
			علاج کے متعلق ایک سنسکرت کا فارسی ترجمہ
۱۴۸	اور اُس کے ابواب
۱۴۹	.	.	علم حیوانات اور بھوشہ پُران
"	دلہا کی شہرت
۱۴۹ و ۱۵۰	...		ہنس دیو کی مرگ پکشی شاعر
۱۵۱	شماخانے
"			فامہیان اور ہوتسانگ کا ذکر
"	..		ہندوستانی آیور وید کا یورپی طب پر اثر
"	لارڈ ایمنٹیل کی تقریر
۱۵۲	چرک
"	البہرونی
"	سہرے پھن
"	ہارون رشید
"	نوشہرواں
۱۵۳	سر ولہم ہنٹر
"	نگھنتو
۱۵۳	مستتر بھور اور علم جراحی

صفحہ

۱	...	بودھ دھرم—بودھ دھرم کی تبلیغ
۲۱	...	گوتم بودھ
۲۲	...	ان کی تلقین اور عوام کا بودھ دھرم کی جانب
۲۳	...	مائل ہونا
۲	...	راج خاندان اور اس دھرم کا فروغ پایا
۲۴	...	موریہ خاندان اور مہاراجہ اشوک کا راج
۲۵	...	دھرم بنانا ..
		اشوک کی کوشش اور بودھ دھرم کی اشاعت
۲۶	...	ہندوستان کے باہر
۲۷	...	بودھ بھکشوں کا مذہبی جوش
۲۸	...	اُس کے اصول اور عقاید
۲۹	...	مہاتما بدھ اور ان کا قول
۳۰	...	وسطی راستہ ..
۳	...	ضبط نفس
۳۱	...	حرص و ہوس ..
۳۲	...	ترک خواہشات اور اس کا مطلب
۳۳	...	پنچ ارکان
۳۴	...	نفاذ کسے کہتے ہیں
۳۵	...	مہانروان ..
۳۶	...	اس کی تین بڑی خصوصیتیں
۳۷	...	بودھوں کے تین بڑے رتن
۳۸	...	اس کا زوال ..
۳۹	...	اس پر ہندو دھرم کا اثر

مضامین

	بودہ دھرم—بھگوت گیتا کا اثر اور کچھہ اُس
۴	کی مثالیں
۱۷	برہمن دھرم—ہندو دھرم کی ترقی
۲۰	ویشنو فرقہ
۲۰	ہندو دھرم کا بودھ اور جہن دھرموں پر
۲۰	عالم ہوا...
۲۰	ہندو دھرم کے معتقدوں کا بودھ دھرم سے
۲۰	بہت سی باتیں سمجھنا
۲۰	سنہ ۲۰۰ ع قبل مہن نگری کے کتبہ میں
۲۰	مورتی پوجا کا حوالہ
۱۸	میکستھلہر اور ستھرا کے شور سہلی جادو
۱۹۸	بھاشا—پراکرت
۲۰	ویاکرن
۲۰	وردوجی
۲۰	مارکندے
۲۰	ہیم چندر
۱۹۹	شورسہلی
۲۰	اہلیہ اورتی سندری
۲۰	پراکرت الفاظوں کی لغت
۱۷۰	موگ لٹین کی پالی لغت
۲۰	دراو جزوی ہند کا
۲۰	اُس کی ادبیات
۱۷۱ و ۱۷۰	تامل - مختلف تصانیف

صفحہ

	بھاشا—گڈوی ؟ چھون ؟ درگ سنگھ ؟ سنسکرت
۱۷۲ کا اثر
” تھلگو—
”	اس کی ادبیات پر سنسکرت کا اثر
۳۷ تمدن—کے ہر شعبہ پر بحث
” یون بھوستھا
” برہمن—
” ابوزید اور المسعودی کا تذکرہ ...
	بودھ دھرم کے زمانہ میں یون بھوستھا اور
۳۸ برہمنوں کا وقار کم ہونا ..
” اسی اعتبار پر اسمرتیوں میں ترمیم
	پاراشر اسمرتی میں ہر برہمن کو بھکتی کرنے
” کا منہج ...
	ضروریات کے اعتبار سے چاروں برہمنوں کو اسلحہ
” استعمال کرنے کی اجازت .
۳۹ روحانیت اور مذہب پرستی ...
	راجاؤں کا مناصب کی تقسیم قابلیت کے
” اصول پر ..
۵۰ بارہویں صدی میں ۳۲ براہمنوں کے نام اور گوتر
” البھرونی کا چار برہمنوں کے متعلق ذکر
۵۱ انوں کا استعمال ہونا .
۵۲ اس کا شمار داوڑوں میں ..
” چھتری—
” رعایا پروری ...

۵۳	...	نمدن—دوسرے پھشوں کا اختصار کرنا
”	...	المسودی اور هوتسانگ کا تذکرہ
”	.	راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ
۵۴	..	ویش—
”	..	حارہوں کا پالنا وعورہ ...
”	..	شاہی مناصب پر مامور ہونا
۵۴	...	شودر— ...
”	...	پنچ مہایگیہ کرنے کا معیار .
”	...	مہا بھاشیہ پردیپ سے اس کا تصدیق
۵۵	..	آٹھ طمعوں میں ملقسم ہونا
۵۶	.	کایستہ— ...
”	.	آٹھویں صدی کے ایک کتبہ کا حوالہ
”	..	شاہی مناصب پر مامور ہونا
”	...	اودے سندری ...
۵۷	...	اچھوت ذاتیں—
”	...	چاندال .
”	...	مری تپ ...
”	..	ہرنوں کا باہمی تعلقات ..
”	..	آپس کی شادیاں ...
۵۸	..	بودھ گُپتا کا ایک کتبہ .
		باہمی شادیوں کا اپنے ذات میں محدود
۵۹	...	ہونا ...
”	...	چھوت چھات کا رواج نہ تھا
”	...	ویاس اسمرتی کا شلوک ...

۵۹	تمدن—البہرونی ...
	سبزی خواروں کا گوشت خواروں کے ساتھ
۶۰	کھانا چھوڑ دینا ..
۶۱	ہندوستانوں کا دنیاوی ترقی کی طرف توجہ
	ہندوں کا معاشرتی زندگی میں خاص حصہ
۶۲	پوشاک— ...
۶۳	ہیوساک کا قول اور سہلے کا من ...
	فن سلائی کا حوالہ دیدوں اور تصویروں سے ...
۶۵	زیور کا رواج ...
۶۶	غذا— ...
۶۷	پاکیزگی کا خیال ...
	مہاتما بدھ کے قتل گوشت کا رواج ...
	پراسی اسمرتیوں میں شرادھ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت
۶۸	ویاس اسمرتی کا حوالہ ..
	شراب کا رواج ...
	واتسپائن کام سوتر کا حوالہ شراب کے متعلق
۶۹	دیشنو دھرم کے ساتھ چھوت چھات .
	ہندو تہذیب اور غلامی کا رواج ...
	مغو اور یانگہ ولکھہ کی اسمرتیوں کا حوالہ
	غلاموں کی پلندہ قسمیں ..
	یہاں کی غلامی سے دوسرے ملکوں کی
۷۰	غلامی میں فرق ...
	نارڈ اسمرتی ...

صفحہ

۷۱	تمدن—غلامی کا رواج
"	متاکشرا میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ
"	توہمات عوام میں
۷۲	کامبیری، انہرو وید، اور مالتی مادھو کا حوالہ
۷۳	اُس زمانہ کے عادات و اطوار
۷۵	عورتوں کو اردھانگنی قرار دینا
"	انکی تعلیم
۷۷	پردہ—
۷۸	راج شری کا ہوتساگ سے خود ملنا
"	کامبوتر میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ
"	سہر و تفریح کا ذکر
"	وکر مادیتہ کی بہن اکادیوی کی دلہری
"	مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج
۷۹	راجپوتانہ اور دکن میں پردہ کا نہ ہونا
"	شادی اور اُس کی آٹھ قسمیں
"	پاکھہ، لکھہ، وشنو، سفکھہ اسمرتی اور
"	ہاریت اسمرتی کے تشریح
"	ارد راج کی رسم
"	کمسنی کی شادی
۸۰	بدھوا بواہ یا گھہہ و لکھہ میں
"	رسم سنی
"	ہرش کی تصنیف ”پریمہ درشیکا“ میں
۸۱	سنی کا رسم

صفحہ

۸۱	... تمدن—سستی اور اُس کا لب و لعاب
۸۲	... مہارسی ...
۹	... چین دھرم—مہارسی
۱۰	... اس زمانہ کے ویدک دھرم اور عقائد
۱۱	... مہارسی اور بدھ کا پانچ عقائد کو باطل قرار دینا
۱۲	... مہارسی خدا کے وجود سے منکر تھے
۱۳	... اُن کے عقیدہ
۱۴	... وجود کے اسباب
۱۵	... بدھ اور جین دھرم کا مندرجہ ایک ہوا اور
۱۶	... علم فساد کرنا
۱۷	... اس کے دو فرقے
۱۸	... اس کا اثر تامل زبان پر
۱۹	... اس کا روال
۲۰	... اس کا عروج
۲۱	... شہو فرقہ—اس فرقہ کی , اگم .. نام کی کتاب
۲۲	... مورتی پوجا اور مختلف الشکل
۲۳	... دھات اور پتھروں کی مورتیں
۲۴	... ان کی مختلف شاخیں
۲۵	... پاشوپت فرقہ
۲۶	... لکولہس فرقہ

صفحہ

۲۶	شہو فرقہ—ان کے عقیدہ
”	.		ان کے چہہ ارکان
”	..	.	ان کے چہہ نشانات
”	کپالک
”		...	کلامکھہ
۳۰	پر ماتما کی مختلف صورتوں
۳۱	...		ان کے پرستش کے اصول اور دیوتا
۳۲	..		شکر اچارہ—ان کی پودائش
”	..		وند کو علم الہی ثابت کرنا
			فلسفہ اور اہنسا کے اصول کی حمایت کرتے
۳۳	...		ہوئے ویدوں کا پرچار کرنا
”			بودھوں کے فلسفہ سے ان کے فلسفہ کا ملنا ..
”	..		چاروں اطراف میں ہتھ کا قائم کرنا ..
۱۰۱	.		فلسفہ—فلسفہ ے اعتبار سے
”	.		اس کے چہہ مشہور شعبہ
۱۰۲	نہائے فلسفہ کے شعبہ
۱۰۳	.	.	نہائے شاستر
			سڈ ۶۰۰ ع میں بودھ اور جوں کا حصہ
۱۰۵	.	..	ہنا
”			سڈ ۱۱۰۰ ع کے قریب نئے منطق کا دور
۱۰۶	ویشیشک درشن—
”			نہائے درشن اور ویشیشک میں مماثلت

صفحہ

۱۰۶	فلسفہ—اتکشاف
۱۰۷	.	.	سانکھیہ—
۱۰۸			یہہ لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں
”	الجہرونی
	.	.	یوگ درشن—
۱۰۹	.	.	اس کے ۲۶ عناصر
”	ارکان
”	اسکے مطابق پانچ مقدرات
۱۱۰		..	پورب مہمانشاہ—
			مہمانسا کے عہد کو ہمل کا موید تسلیم
۱۱۱	کرنا
”	.		اس کا دوا
”	مہمانسا اور درشن کے فرق
۱۱۲	..	.	اس کا نام پونے کا وجہ
”		..	اس دو حصے...
”	..		اُتر مہمانسا اور شنگراچاریہ
”	.		آدویت واہ—
”	...		شنگراچاریہ اور آدویت واہ
۱۱۳			تلقین
”	ویدانت اور اس کے عمائد
۱۱۴	..		دنہا اور کائنات کے متعلق خیال
۱۱۵	رامانج اور وشست آدویت
”			جہو اور برہم کا تعلق
۱۱۶	...		بھودا بھود واہ یا دویت آدویت

	فلسفہ—مراد و اچاریہ کا دویت واد کی تلعین کر کے	
۱۱۱	مراد ہو ورقہ قائم کرنا	
”	سانکھہ اور ویدانت کا ملا	...
”	حواک کا ورقہ —	.
۱۱۷	پرسپتی	...
”	بودھ فلسفہ	.
۱۱۸	حین فلسفہ	...
۱۱۹	مغربی فلسفہ پر مشرقی فلسفہ کا اثر	...
۱۲۰	رینوفینڈس اور پرمینڈس کے اصول	..
”	سقراط اور افلاطون کے بدائے روح کا اصول	..
”	فہشا عورت کے تفاسخ کے مسئلہ	...
”	ساستک فرقہ پر سانکھہ کا اثر	..
۱۲۱	شلیکل	...
”	سر قبالو قبالو ہنتر	.
”	سری متی قائلتر بسلمت	
”	پروفیسر میکس ڈنکر	...
۱۲۲	چوتش —
”	سجوم ویدوں کا ایک رکن ہے	...
۱۲۳	ہندوستانی اور یونانی سجوم	...
”	ولکیاتی تصانیف	...
۱۲۷	پہنت جوتش
”	علم سجوم کے تین حصے	...
۱۲۸	علم الاعداد —
”	نجوم کے ارتعا اور علم الاعداد	...

صفحہ

۱۳۹	..	فلسفہ—ہجوم اور الحیدر والمقابلہ ..
۱۴۰	...	علم الحفظ ...
۱۴۱	...	علم مثلث اور جوتش ...
۸۳	...	قدیم ہندوستان کا ادب—ربان کے اعتبار سے ...
۸۴	...	سلسلہ ادب ...
۸۴	..	ادبیات کے اعتبار سے ..
۸۵	...	سلسلہ ربان اور پانتی ...
۸۵	...	سلسلہ لکھنے کی مختلف طور نمایوں کا ایجاد ...
۸۹	..	اس زمانہ کے لامواب تصانیف ..
۸۹	...	درمہہ نظمیں ...
۹۰	...	لطائف و ظرائف کے مجموعہ ..
۹۳	...	کتھاؤں اور قصوں کا درجہ ..
۹۳	...	سلسلہ ادب میں چھو تصنیف کا درجہ ..
۹۴	..	ناتکوں کا رواج ..
۹۶	..	ادب کے دیگر شعبہ ..
۹۷	..	ادبیات پر سرسری نظر سنہ ۱۹۰۰ ع سے سنہ ۱۹۰۰ ع تک ..
۱۵۴	...	قدیم ہندوستان اور علمی ترقی—کام شاستر ...
۱۵۵	...	وانستاین کی تصنیف ...
۱۵۵	...	کوکا پندت اور رتی رہسہ ...
۱۵۵	...	دیگر تصانیف ...

	قدیم ہندوستان اور علم سیاست پر قدیم تصانیف—
۱۵۸	سلطنت کے سات حصے . . .
”	راجہ کے فرایض اور اختیارات
	قدیم ہندوستان اور قانونی تصانیف—ہندوستان
”	کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے . .
”	قانونی ارتقا
	قدیم تصانیف مندو اسمرتی اور اُس نے دیں
۱۵۹	ابواب . .
۱۶۱	قدیم ہندوستان اور اقتصادیات—چار خاص ابواب
”	قدیم ارکان . . .
”	مختلف تصانیف . . .
	قدیم ہندوستان اور پراکرت کا رواج—پراکرت کسے
۱۶۲	کہتے ہیں .
”	اُن کی مختلف قسمیں
۱۷۳	قدیم ہندوستان اور تعلیم—تعلیم کا سلسلہ . . .
۱۷۴	نالد کا دارالعلوم . .
۱۷۶	جامعہ تکش شہ . .
۱۷۷	نصاب تعلیم . .
	قدیم ہندوستان میں سیاسیات اور انہیں—مورخ
۱۸۱	کے نامور لکھنے . . .
”	ہیوتساگ کا سفرنامہ . .
۱۸۲	راجہ کے فرائض . .

صفحہ

		قدیم ہندوستان میں نظام دیہی—رعایا کے خاص
۱۸۳	..	حقوق
۱۸۴	...	پانچ مجالس
”	...	تین سبھاؤں
”	.	دیہی سبھاؤں کے دو حصے
۱۸۶	...	بکر سبھاؤں ..
۱۸۹ و ۱۹۰	...	آمد و خرچ ..
۱۹۰	..	آمدنی کے چار درجہ
۱۹۱	...	رفادہ عام
۱۸۶		قدیم ہندوستان میں سیاسی قواعد و ضوابط—
۱۸۷		قدیم ہندوستان میں عورتوں کی سیاسی حالت—
		قدیم ہندوستان میں انصرام سیاست—اہلکاروں
۱۸۸ و ۱۸۹	...	کے نام
		قدیم ہندوستان کی فوجی تنظیم—فوج کے چار
۱۹۱	...	حصے
۱۹۲	...	بحری فوج
”	.	ہیونساگ کا سفرنامہ
		قدیم ہندوستان کی مالی حالت—زراعت اور
۱۹۷	...	آپیشی ..
		قدیم ہندوستان میں تجارت کا درجہ—تجارت
۲۰۰	...	کے بحری اور خشکی راستے
		دیگر ممالک سے زہندوستان کا تجارتی
”	...	تعلق

صفحہ

	قدیم ہندوستان میں تجارت کا درجہ—جہاز
۲۰۰	ساری کا فن ..
۲۰۲	یورپ کے ساتھ ہندوستان کا بیوپار ...
”	تجارتی اشیائے ..
	قدیم ہندوستان میں صنعت و حرفت—تجارتی
۲۰۳	مقامات ...
”	لوہے اور فولاد کی صنعت ...
۲۰۴	قطب مہدار کے استعمہ ..
۱۰۵	معدنیات کا کام ..
۲۰۶	کالج و عہدہ کا کام
	قدیم ہندوستان میں حرفتی جماعتوں کا رواج—
۲۰۷	کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتوں ..
”	کدیوریوں کی پنچائٹوں
۲۰۸	قدیم ہندوستان اور سکے— ...
	قدیم ہندوستان کی صنعت اور دستکاری—
۲۱۱	فن سنکتراشی اور اُس کے چار حصے ...
۲۱۲	مار— ...
”	چھت اور بہار ..
۲۱۳	مند ..
	جہن اور برہمن مندروں میں یکساہت اور
۲۱۴	اُس کا فرق ..
۲۱۶	آریہ طور کے برہمن مندروں اور مقامات
”	دراوڑ طرز کے مندروں اور مقامات
”	بارتولی کے مندروں کی سنکتراشی کرنل ناٹ

صفحہ

۲۱۷	ہلے بڈ کے ملندر
			قدیم ہندوستان کی صنعت اور دستکاری—مستعبرا
'	کے قدیم ملندر
"	مستعبرا عزنوی
۲۱۸	ستون اشوک کے بلوائی ہوئی
۲۱۹	مورتوں
۲۲۲	نظریات کی ترقی
"	اوزاروں کا تذکرہ
۲۲۳	آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش
۲۲۴			قدیم ہندوستان میں فن تصویر—چلتا کی گہا
۲۲۶	مؤرخ طبری ...
۲۲۷	شری مذہبھاگوت
۲۳۲			ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں
"	ریاست سرگوجا
۲۳۳			ہندوستانی فن تصویر کا دیگر ملکوں پر اثر
"	ہندوستانی فن تصویر کی خصوصیت
۳۱	کرل مت—شاکت اور شاکتوں کے دو فرقے
۳۴	رگ وید میں سورج پوجا کا ذکر
۳۱	کمارل بہت—ان کی پیدائش
۳۲ و ۳۱	وید کو علم الہی ثابت کرنا
			مذہب—ہندوستان میں سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ
۱	۱۲۰۰ ع تک
"	ویدک ' بودھ ' جین
"	ویدک
"	جانوروں کی قربانیاں

مذہب

- مذہب—جہنوں اور بودھوں کے اہلسا کے اصول کا
 ۱ موجود ہونا اور لوگوں پر اس کا اثر ...
 ۱۱ مدھو فرقہ—اس کے فلسفیانہ اصول ...
 ادویت داد کو دور کر بھکتی مارگ کو
 تقویت دینا ...
 مدھواچارہ اور پھدایہ ...
 ویدانت درشن اور آپنشدوں کی تفسیر ...
 ۲۱ ویراگ ...
 اس فرقے کی تعداد دکھلی کرناک میں ...
 ۳۴ مذہبی حالات—زیر تفتید میں مختلف مذاہب
 پلچائتھوں اور پوجا کا رواج ...
 اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش
 کر سکتا ...
 ۳۵ ہندوؤں اور بودھوں میں مخالفت دور ہونا
 دونوں مذاہب میں یکسختی پیدا ہونا
 اولادوں کی ایجاد میں بھی یکسختی ...
 بودھ دھرم کا جان بہ لب ہونا ...
 جہن دھرم کا محدود ہونا ...
 ہندو دھرم میں شہومت کا ہرچار زوروں پر
 ۳۶ اسلام کا آغاز ...
 ملکی انتظامات میں تبدیلیاں—سلطنتوں کا
 ۱۹۳ کئی حصوں میں تقسیم ہونا ...
 ۱۵۵ موسیقی قدیم ہندوستان میں—سام وید ...
 سارنگ دیو کی سلطنت و تالاکو ...

مضمون

۱۵۶	موسیقی قدیم ہندوستان میں—موسیقی ماہروں
”	کے نام ...
۱۵۷	باجوں کی چار قسمیں ...
۲۳۷	موسیقی کے تیسری رکن ...
”	مورنوں کے ناچنے کی تعلیم
”	مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے
”	مشابہ ...
۱۹	ویشنو دھرم—اس کے اصول اور اشاعت
”	چوبیس اوتار ...
”	پودھ اور جنوں دھرم کا اثر ہندو دھرم پر
۲۰	بھاگوت فرقہ ...
۲۲ و ۲۳	مورنوں کا تذکرہ ...
۲۰	ویشنو دھرم فرقہ—راسانیچ آچاریہ
”	اُن کی پودا پوس اور دھرم تعلیم
۲۱	این کے دھرم کے فلسفیانہ اصول اور تعلیم ...

